بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اشہد ان

لا الٰہ الا اللہ

وحدہ لا شریک لہ

واشہد ان

محمدا عبدہ ورسولہ

کلمۂ شہادت

جمع وترتیب

عباس

کلمہ شہادت کی بنیاد پر لوگوں کی تقسیم

- ☆ کلمہ شہادت کا صحیح اقرار کرنے والا .... مسلم
- ☆ انکار کرنے والا .... کافر
- ☆ مخلوق کو الٰہ سمجھنے والا یا ان کی عبادت کرنے والا ..... مشرک
- ☆ دکھلاوے کا اقرار کرنے والا .... منافق
- ☆ بے سمجھے کلمہ پڑھنے والا .... جاہل
- ☆ خود الوہیت کا دعویٰ کرنے والا .... طاغوت
- ☆ کلمہ کو بدلنے والا .... زندیق

ضروری وضاحت

محترم قارئین!

☆ لفظ "اُلُوھِیَتْ" کی درست ادائیگی کیلئے اس لفظ پر اعراب لگا دیے گئے ہیں۔

☆ اس کتاب میں قرآن مجید کے حوالہ جات کو یوں لکھا گیا ہے:

مثلاً (19/47) سے مراد (دائیں طرف سورۃ نمبر/بائیں طرف آیت نمبر) ہے۔

☆ کتاب کو ترتیب دیتے وقت مختلف اہلِ علم کی کتب سے استفادہ کیا گیا ہے۔

☆ کتاب کے اس ایڈیشن میں حتیٰ الامکان سابقہ اغلاط کی اصلاح کر دی گئی ہے (الحمد للہ) نیز ہم علمائے کرام کے مزید مشوروں کے منتظر رہیں گے (ان شاء اللہ)

قارئین سے گزارش ہے کہ اس کاوش میں شریک علمائے کرام اور تمام معاونین کو اپنی دُعاؤں میں یاد رکھیں۔ (جزاکم اللہ احسن الجزاء)

رابطہ کے لئے: 0302-7441562

فہرست مضامین

خطبۂ مسنونہ

إِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَ نَسْتَعِيْنُهٗ، وَنَسْتَغْفِرُهٗ، وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ أَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ، وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهٗ،

وَأَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ:
فَإِنَّ خَيْرَ الْحَدِيْثِ كِتَابُ اللّٰهِ وَخَيْرَ الْهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ ﷺ وَشَرَّ الْأُمُوْرِ مُحْدَثَاتُهَا وَكُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ وَكُلَّ ضَلَالَةٍ فِي النَّارِ
(صحیح سنن نسائی: 1331)

”بلاشبہ سب تعریف اللہ ہی کیلئے ہے، ہم اسی کی تعریف کرتے ہیں،
اور اسی سے مدد مانگتے ہیں اور اسی سے بخشش طلب کرتے ہیں
اپنے نفس کی شرارتوں اور اپنے بُرے اعمال سے اللہ کی پناہ میں آتے ہیں
جسے اللہ ہدایت دے اسے کوئی گمراہ نہیں کر سکتا اور
جسے وہ دھتکار دے اسے کوئی ہدایت نہیں دے سکتا

میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی الٰہ نہیں، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں
اور میں گواہی دیتا ہوں کہ یقیناً محمد (ﷺ) اس کے بندے اور رسول ہیں

حمد و صلوٰۃ کے بعد! یقیناً تمام باتوں سے بہتر بات اللہ کی کتاب اور تمام طریقوں سے بہتر طریقہ محمد ﷺ کا ہے اور تمام کاموں میں سے بُرے کام (دین میں) خود ساختہ (بدعت والے) کام ہیں اور ہر بدعت گمراہی ہے اور ہر گمراہی کا انجام جہنم ہے“

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قال اللہ تعالیٰ:

﴿ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴾ (102/3)

"اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو جیسا کہ اس سے ڈرنے کا حق ہے اور تمہیں موت نہ آئے مگر (اس حال میں کہ) تم مسلم (فرمانبردار) ہو"۔

وقال اللہ تعالیٰ:

﴿ فَاعْلَمْ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ﴾ (19/47)

"پس جان لو کہ اللہ کے سوا کوئی (حقیقی) الٰہ نہیں"۔

مقدمہ

اللہ تعالیٰ ہمارا رب اور اللہ ہے وہی ہمارا خالق و حاکم ہے، ہم اس کی مخلوق ہیں اور اسی کے محکوم ہیں، دین و قانون صرف اسی کا مانا جائے گا، عبادت و اطاعت صرف اسی کا حق ہے، یہی ہمارا مقصدِ زندگی ہے اور اسی حوالہ سے ہماری آزمائش ہے، اس مقصد کے حصول کی خاطر ہمیں عارضی طور پر دُنیا میں بھیجا گیا ہے پھر وہ ہمیں موت دے گا اور ہم اسی کی طرف لوٹائے جائیں گے پھر وہ ہم سے باز پرس کرے گا اور اس کے مطابق ہمیں انجام تک پہنچائے گا۔

قارئین! اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے دنیا میں زندگی گزارنے کیلئے جس قانون اور ضابطۂ حیات کو پسند کیا وہ دین اسلام ہے۔ اسلام ہی وہ راستہ ہے کہ جس پر چل کر ہم دُنیا و آخرت میں کامیاب ہو سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنا یہ دین اپنے منتخب بندوں (رسولوں) پر نازل فرمایا جس کی ابتداء سیدنا آدم علیہ السلام سے ہوئی اور تکمیل و انتہا خاتم الانبیاء جناب محمد ﷺ پر ہوئی۔

دین اسلام کے تین بنیادی اصول ہیں:

(1) توحید (2) رسالت (3) آخرت

اسلام کے پانچ بنیادی ارکان ہیں:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اسلام کا (محل) پانچ (ستونوں) پر بنایا گیا ہے:

(1) لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی گواہی دینا (2) نماز قائم کرنا (3) زکوٰۃ ادا کرنا (4) بیت اللہ کا حج کرنا (5) رمضان کے روزے رکھنا (بخاری)

کلمہ شہادت (لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ) نہ صرف اسلام کا پہلا رکن ہے بلکہ اسلام میں داخلے کی پہلی شرط ہے، کوئی بھی شخص کلمہ شہادت کا اقرار کئے بغیر اسلامی برادری کا فرد نہیں بن سکتا۔ کلمہ شہادت بظاہر ایک مختصر سا جملہ ہے مگر حقیقت میں یہ پورے اسلام کا تعارف اور عنوان ہے، اس سے پورے اسلام کا مزاج سمجھا جا سکتا ہے۔

اسلام کسی ذات پات کا نام نہیں ہے کہ مسلم کی اولاد چاہے وہ جس طرح کی ہو مسلم ہی سمجھی جائے گی۔ اسلام میں داخل ہونے کیلئے کلمہ شہادت کا خصوصی طور پر سمجھ کر اقرار کرنا

ضروری ہے، کلمہ شہادت کو شعور و اعتقاد کے بغیر پڑھنے والا شخص یہ سمجھ لے کہ ابھی وہ اسلام میں داخل ہی نہیں ہوا، اسی لئے نہ صرف بڑوں بلکہ بچوں کو بھی اہتمام کے ساتھ کلمہ شہادت کا اقرار کرایا جائے، اس کے معانی ومفہوم کو ان پر واضح کیا جائے، اس کی شرائط اور تقاضوں سے آگاہ کیا جائے اور ان میں یہ احساس پیدا کیا جائے کہ وہ باقاعدہ اسلام میں داخل ہو چکے ہیں اگر ایسا نہ کیا گیا تو خالی اسلام کی محبت انہیں کوئی فائدہ نہ دے گی مثلاً اگر کوئی بچہ سکول میں داخل ہی نہ کرایا جائے یا ٹھیک طرح سے اس کے کوائف ہی پُر نہ کئے جائیں تو وہ بچہ سکول کا طالب علم نہیں سمجھا جائے گا اگرچہ وہ روزانہ سکول کے باہر کھڑے ہو کر سکول زندہ باد! اساتذہ زندہ باد! کے نعرے ہی کیوں نہ لگاتا رہے۔

قارئین کرام! یہ کلمہ اس قدر اہم ہے کہ جس کو سیکھنے کا رب تعالیٰ نے حکم دیا ہے:

﴿فَاعْلَمْ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ﴾ (47/19) "پس جان لو! کہ اللہ کے سوا کوئی (حقیقی) الٰہ نہیں"۔

یہ کلمہ اتنی بڑی سچائی ہے کہ جس کی گواہی اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتوں نے دی۔ فرمایا:

﴿شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَاُولُوا الْعِلْمِ قَآئِمًا بِالْقِسْطِ، لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ﴾ (18/3) "اللہ گواہی دیتا ہے کہ اس کے سوا کوئی الٰہ نہیں اور فرشتے اور علم والے لوگ جو حق پر قائم ہیں وہ بھی (گواہی دیتے ہیں کہ) اس غالب اور حکمت والے کے سوا کوئی الٰہ نہیں"۔

یہ کلمہ کائنات کی سب سے بڑی حقیقت ہے کیونکہ اسی کی وجہ سے کائنات وجود میں لائی گئی اور اسی کی وجہ سے کائنات کا وجود قائم ودائم ہے اور یہ کائنات کی ہر چیز پر بھاری ہے۔

مسند احمد میں جناب عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: (اگر ساتوں آسمان اور ساتوں زمینیں ایک پلڑے میں رکھ دی جائیں اور "لا الٰہ الا اللہ" کو دوسرے پلڑے میں رکھ دیا جائے تو لا الٰہ الا اللہ والا پلڑا زیادہ وزنی ہوگا)۔

غور فرمائیے! کلمہ لا الٰہ الا اللہ اتنا عظیم پیغام ہے کہ جس کی دعوت وتبلیغ کیلئے اللہ تعالیٰ نے ایک لاکھ سے زائد پیغمبر بھیجے، یہی کلمہ انبیاء کی دعوت کا بنیادی نکتہ تھا، اُن پر نازل کی گئی آسمانی کتابوں کا عنوان تھا تمام انبیاء نے اسی کلمہ کو حق وباطل، دوستی ودشمنی، محبت وعداوت کا معیار بنایا۔ شرک جیسے ظلمِ عظیم کے خلاف آواز بلند کی، ہر باطل معبود کی نفی کی، ہر دور کے طاغوت سے ٹکر لی، اسی کلمہ لا الٰہ الا اللہ کی خاطر مخالفتیں ہوئیں، ٹکراؤ ہوئے، اہل حق تکلیفوں اور تنگیوں میں ستائے گئے، اپنے وطنوں سے نکالے گئے، تلواریں چلیں، خون بہائے گئے، بھائی بھائی کے سامنے، باپ بیٹے کے سامنے صف آراء ہوا تو اسی کلمہ کی خاطر، مگر افسوس! کہ آج ہم اپنے پیارے پیغمبر ﷺ کی خون سے بھری پیشانی بھول گئے، وادیٔ طائف میں نبی ﷺ کا لہولہان ہونا بھول گئے، سُمیہؓ کی شہادت، حمزہؓ کے ٹکڑے، بلالؓ کا تڑپنا بھول گئے کہ وہ سب کچھ اسی کلمہ لا الٰہ الا اللہ کی خاطر ہوا۔

کلمہ "لا الٰہ الا اللہ" حق اور سچائی کی ایسی گواہی ہے کہ جس کے زبان پر آتے ہی قربانیوں اور آزمائشوں کا طویل سفر شروع ہو جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ اسی کلمہ کی بنیاد پر ہر دور کے انسانوں کو میدانوں میں کھڑا کر کے یہ موقع دیتا ہے کہ وہ آخرت کی کامیابی کیلئے کچھ زادِ راہ جمع کر لیں۔

یہ کلمۂ انقلاب ہے اگر ہم اس کی حقیقت کو پہنچ جائیں تو دُنیا پر غالب آجائیں گے۔

جی ہاں! قارئین ایسا نا صرف ممکن ہے بلکہ متعدد بار ہو چکا ہے اور اس بات پر تجربہ بھی کیا جا چکا ہے۔ جب اللہ کے رسول ﷺ نے مشرکین مکہ کے سرداروں سے فرمایا تھا:

"میں ایک ایسی بات کی طرف تمہیں بلانا چاہتا ہوں کہ جس کے اگر آپ قائل ہو جائیں تو عرب کے بادشاہ بن جائیں (یا عرب آپ کے تابع فرمان بن جائیں) اور عجم تمہیں جزیہ ادا کرنے پر مجبور ہوں"۔

عرب کے سردار آپ ﷺ کی یہ بات سنکر حیران ہوئے کہ صرف ایک بات جو اس قدر مفید ہے اسے مسترد کیسے کر دیں؟

آخر کار ابوجہل نے کہا: "اچھا بتاؤ وہ بات ہے کیا؟ تمہارے باپ کی قسم! ایسی ایک بات کیا دس باتیں بھی پیش کرو تو ہم ماننے کو تیار ہیں۔

آپ ﷺ نے فرمایا: آپ لوگ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہیں اور اللہ کے سوا جو کچھ پوجتے ہیں اسے چھوڑ دیں"۔

عرب کے لوگ اس کلمہ توحید کا معنی جانتے تھے انہیں معلوم تھا کہ اس اقرار کے بعد ہمیں اپنے تمام معبودوں کا انکار کرنا پڑے گا اس لئے انہوں نے یہ کلمہ قبول ہی نہیں کیا جبکہ آج ہم اسی کلمہ کو ایک بار نہیں کئی بار پڑھتے ہیں اس کے باوجود ہماری حالت پر کوئی فرق نہیں پڑتا۔

قارئین! پہلے تو ہمیں یہ سوچنا چاہئے کہ ہم نے کلمہ پڑھا بھی ہے یا نہیں اگر پڑھا ہے تو کس طرح؟ موجودہ دور میں ہم نے لوگوں کی صورت حال کا جو جائزہ لیا ہے وہ درج ذیل ہے:

- بہت سے لوگ ہیں کہ جو کلمہ نہ صحیح پڑھنا جانتے ہیں اور نہ ہی اس کا معنی جانتے ہیں۔
- بعض لوگ کلمہ پڑھ تو لیتے ہیں مگر اس کا معنی نہیں جانتے۔
- کچھ لوگ معنی تو جانتے ہیں مگر الوہیت اور عبادت سے متعلق تفصیل سے آگاہ نہیں ہوتے۔
- کچھ ایسے لوگ بھی ہیں کہ جن کی زبان پر کلمہ بھی ہے مگر انہوں نے دِل میں کئی الٰہ بنا رکھے ہیں اور خالق کی بجائے مخلوق کی عبادت کرتے ہیں۔
- اور کچھ بدقسمت تو وحدت الوجود کے بدترین نظریات کی وجہ سے خود اپنی الوہیت کے دعویدار ہیں۔
- جبکہ کچھ حضرات کائنات میں مخلوق کے وجود کا انکار کرتے ہیں اور ہر چیز کو ربّ کہتے ہیں حتیٰ کہ کم درجہ کی مخلوق کو بھی ربّ کا ظاہر مانتے ہیں۔
- بعض فرقے کلمے میں تبدیلی کرتے ہیں اور بعض تو سرے سے پڑھتے ہی نہیں۔
- بعض نے اپنے رسم و رواج کو اور اپنے نفسوں کو الٰہ بنا رکھا ہے۔

غور فرمائیے! جب صورت حال کچھ اس طرح کی ہو تو بتائیں کہ ہمارا یہ کلمہ شہادت کس طرح ہماری زندگیاں بدلے گا؟

قارئین ہم نے اس کتاب کو مفید بنانے کی بھرپور کوشش کی ہے (الحمدللہ) مزید ہم آپ کے قیمتی مشوروں کے منتظر رہیں گے اس کے علاوہ ہم اپنے دوستوں کے شکر گزار ہیں جنہوں نے ہمارے ساتھ اس کارِ خیر میں تعاون کیا۔ (جزاھم اللہ خیرا)

عبّاس

24 جنوری 2009ء

کلمۂ شہادت

"اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ"

لفظی اور بامحاورہ ترجمہ

اَشْهَدُ	اَنْ	لَّآ	اِلٰهَ	اِلَّا	اللّٰهُ	وَحْدَهٗ	لَا	شَرِيْكَ	لَهٗ
میں گواہی دیتا ہوں	کہ	نہیں کوئی	الٰہ	سوائے	اللہ کے	وہ اکیلا ہے	نہیں کوئی	شریک	اس کا
میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی الٰہ نہیں، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں									

وَاَشْهَدُ	اَنَّ	مُحَمَّدًا	عَبْدُهٗ	وَرَسُوْلُهٗ
اور میں گواہی دیتا ہوں	کہ یقیناً	محمد (ﷺ)	اس کے بندے	اور اس کے رسول ہیں
اور میں گواہی دیتا ہوں کہ یقیناً محمد (ﷺ) اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں				

کلمہ شہادت کے دو جزو ہیں

پہلے جزو میں اللہ تعالیٰ کی توحید کی گواہی دی جاتی ہے۔

دوسرے جزو میں محمد ﷺ کے لئے رسالت کی گواہی دی جاتی ہے۔

کلمہ شہادت کا مطالبہ

- ☆ زبان سے صحیح تلفظ کے ساتھ پڑھا جائے
- ☆ دماغ میں اس کا مکمل مفہوم ہو
- ☆ دل سے اس کی تصدیق کی جائے
- ☆ باقی تمام جسم اس کی عملی تصویر بن جائے

کلمہ شہادت کی اہمیت اور فضیلت

...... یہ کلمہ فطرت کی آواز ہے۔

...... ایمان کا جزء ہے۔

...... توحید کی بنیاد ہے۔

...... مقصدِ تخلیق کا اعلان ہے۔

...... مقصد نزولِ قرآن ہے۔

...... تمام انبیاء کی دعوت وتبلیغ کا آغاز ہے۔

...... انسانیت کیلئے نکتہ اتحاد ہے۔

...... یہ کلمہ اسلام اور کفر کے درمیان حدِ فاصل ہے۔

...... اسی کلمہ پر ملت اسلامیہ کی بنیاد استوار ہے۔

...... یہ کلمہ وہ بنیاد ہے کہ جس پر اسلامی عمارت کھڑی کی جاتی ہے۔

...... اس کلمہ کے اقرار سے انسان اسلامی برادری کا فرد بن جاتا ہے۔

...... اس کلمہ کی بنیاد پر تمام عقائد اور عبادات کا وزن کیا جاتا ہے۔

...... اس کلمہ پر تمام احکامات اور جزاء وسزا کا دارومدار قائم ہے۔

...... یہ کلمہ ایمان کے تمام شعبوں میں پہلا درجہ رکھتا ہے۔

...... یہ کلمہ عظیم نیکی ہے اور تمام اذکار سے افضل ذکر ہے۔

...... یہ کلمہ جس کی زبان پر زندگی کے آخری لمحات میں ہوگا وہ جنت میں داخل کیا جائے گا۔

...... یہ کلمہ قبر کی وحشت اور میدان حشر کی ہولناکیوں سے بچانے والا ہے۔

...... یہ کلمہ یوم حساب کو ترازو میں سب عملوں سے بھاری ہوگا۔

...... یہ کلمہ روزِ قیامت نبی علیہ السلام کی شفاعت کا حقدار بنائے گا۔

...... یہ کلمہ ہے کہ جس کو جنت کی کنجی کہا گیا ہے۔

...... وضو کے بعد اس کلمہ کا ذکر کرنے والے کیلئے جنت کے آٹھوں دروازے کھولے جائیں گے۔

یہی وجہ ہے کہ

وضو کے بعد، اذان سے پہلے اور اذان میں، خطبہ اور نماز میں، روزمرہ کے ذکر واذکار میں اسی کلمہ کا بار بار ورد کیا جاتا ہے۔

قارئین غور کریں! جس کلمہ شہادت کے زبانی اقرار کی اتنی اہمیت وفضیلت ہے، اس کا کیا مقام ومرتبہ ہوگا جو خوش نصیب اس کلمہ کے مطابق ساری زندگی عمل کرتا رہے، اس کی سربلندی کی خاطر اپنا مال وجان تک قربان کردے۔

اس لئے بہت ضروری ہے کہ ہم کلمہ کا اقرار کرتے وقت اس کی شروط اور تقاضوں کو اپنے شعور میں بیدار رکھیں اور نواقض اسلام سے احتراز کریں۔

قریب الموت

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"لَقِّنُوْا مَوْتَاكُمْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ"

اپنے مرنے والوں کو

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ

کی تلقین کرو (مسلم)

کلمہ شہادت کی شرطیں

اصطلاح شرعی میں شرط اسے کہتے ہیں کہ جس کے وجود پر کوئی چیز موقوف ہو اور وہ شرط اس کی حقیقت کا جزو نہ ہو جیسے نماز کے تعلق سے وضو نماز کی صحت کے لئے شرط ہے اگر وضو نہ پایا جائے تو نماز ہی نہیں ہوگی حالانکہ وضو حقیقت نماز کا جزو نہیں ہے۔

اسلام کے تقریباً جتنے بھی عمل ہیں ہمارے ہاں ان کی شروط کا تصور بہت عام ہے جن کے بارے میں ہمارے علماء نے یہ خوب واضح کر رکھا ہے کہ کوئی عمل خواہ آپ کر بھی لیں مگر اس کی شرطیں پوری نہ ہوں حتیٰ کہ ایک شرط بھی پوری ہونے سے رہ جائے تو نہ اللہ تعالیٰ ایسا عمل قبول کرتا ہے اور نہ انسانوں کے ہاں اس عمل کا اعتبار کیا جاتا ہے۔
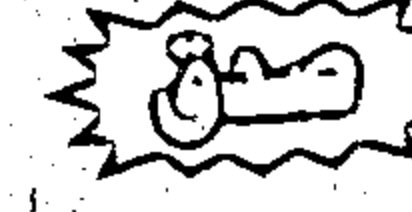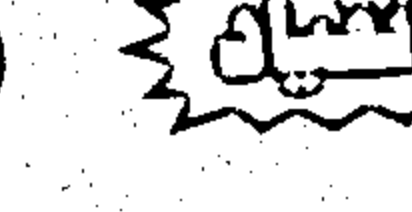
قرآن وحدیث نے جہاں نماز، روزہ اور ایسے دوسرے اعمال کی شروط بتائی ہیں وہاں اس سے کہیں زیادہ کلمہ کی شرائط بتائی ہیں۔ لہٰذا جس طرح نماز کی کوئی شرط رہ جائے تو نماز نہیں ہوتی اسی طرح کلمہ کی کوئی شرط پوری ہونے سے رہ جائے تو کلمہ بھی نہیں ہوتا چاہے ہزار بار ادا کر لیا جائے۔

مقامِ غور ہے کہ! دامن پر گندگی کی ایک چھینٹ دیکھ کر تو آپ کو نماز پڑھنے سے روک دیا جائے کہ جاؤ! پہلے اسے دھو کر آؤ اس حالت میں نماز باطل ہے کیونکہ طہارت نماز کی شرط ہے۔ مگر افسوس کہ شرک کی جتنی مرضی نجاست کوئی اٹھائے پھرے اور طاغوت کا کیسا بھی وہ پیروکار ہو اس کا کلمہ بھی درست اس کی نماز بھی ٹھیک سمجھی جاتی ہے۔

اس بات کی انتہائی اہمیت کے پیش نظر کہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ پڑھ لینا کافی نہیں بلکہ شروط کے ساتھ پڑھنا ضروری ہے اور پھر ساری زندگی ان شروط پر کاربند رہنے سے کلمہ ادا ہوتا ہے۔ ذیل میں ہم کلمہ کی شروط نقل کرتے ہیں:

"لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ" کی شہادت کے سلسلے میں سات شرطیں ضروری ہیں جب تک اس کلمہ کا کہنے والا ان شرطوں کو پورا نہیں کرتا یہ کلمہ اسے کوئی فائدہ نہیں دے سکتا۔

کلمہ شہادت کی سات شرطیں ہیں

① پہلی شرط — علم — جو جہالت کی ضد ہے

② دوسری شرط — یقین — جو شک کی ضد ہے

③ تیسری شرط — صدق — جو کذب کی ضد ہے

④ چوتھی شرط — اخلاص — جو شرک کی ضد ہے

⑤ پانچویں شرط — محبت — جو بغض کی ضد ہے

⑥ چھٹی شرط — انقیاد — جو بغاوت کی ضد ہے

⑦ ساتویں شرط — قبول — جو انکار کی ضد ہے

کلمۂ شہادت کی شرطوں کی وضاحت

پہلی شرط: علم

کسی شئی کی حقیقت کا ادراک ویقین اور اس کی معرفت کو علم کہا جاتا ہے۔ لہٰذا لاَ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کا علم یہ ہے کہ اس کلمہ کی معرفت اس کی حقیقت کے ساتھ حاصل ہو کہ پڑھنے والا اس کے معنی کو نفی واثبات ☆ کے ساتھ جانے اور اس کے بارے میں ایسا علم حاصل ہو جو جہالت کے منافی ہو۔

قرآن سے دلیل

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ فَاعْلَمْ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ﴾ (1)

"جان لو کہ اللہ کے سوا کوئی الٰہ نہیں"۔

حدیث سے دلیل

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

(مَنْ مَاتَ وَهُوَ يَعْلَمُ اَنْ لاَ اِلٰهَ اِلاَّ اللّٰهُ دَخَلَ الْجَنَّةَ) (2)

"جس شخص کی وفات اس حالت میں ہوئی کہ وہ جانتا تھا کہ اللہ کے سوا کوئی الٰہ نہیں ہے تو ایسا آدمی جنت میں داخل ہوگا"۔

اللہ تعالیٰ ہم سے لاَ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کی گواہی طلب کرتا ہے۔ ظاہر ہے گواہی کیلئے علم کا ہونا بہت ضروری ہے کیونکہ جو شخص علم نہیں رکھتا وہ گواہی کیسے اور کس بات کی دے گا۔ اور جب گواہی بھی کسی عام چیز کے متعلق نہیں وہ گواہی بھی خالق کائنات کی الوہیت کی دی جا رہی ہو۔ بغیر علم کے ایسی شہادت (گواہی) کیسے قبول کی جائے گی۔

1- (19/47) 2- (صحیح مسلم کتاب الایمان)

☆ نفی سے مراد تمام مخلوق کیلئے الوہیت کا انکار ہے اور اثبات سے مراد صرف اللہ تعالیٰ کیلئے الوہیت کا اقرار کرنا ہے

دوسری شرط: یقین

یہ دوسری شرط اس چیز کی متقاضی ہے کہ انسان کو اللہ کے الٰہ ہونے کا، عبادت کے لائق ہونے کا اور مخلوق کے عبادت کے لائق نہ ہونے کا علم آجانے کے بعد یقین بھی ہو ایسا یقین کہ شک کی گنجائش تک باقی نہ رہے۔

قرآن سے دلیل

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ لَمْ يَرْتَابُوْا وَجٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ ﴾ (1)

"مومن وہ لوگ ہیں جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاتے ہیں پھر شک وشبہ نہیں کرتے اور اپنے مالوں اور جانوں کے ذریعے اللہ کی راہ میں جہاد کرتے ہیں، یہی لوگ سچے ہیں"۔

حدیث سے دلیل

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

(اَشْهَدُ اَنْ لاَ اِلٰهَ اِلاَّ اللّٰهُ وَاَنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ لاَ يَلْقَى اللّٰهَ بِهِمَا عَبْدٌ غَيْرَ شَاكٍّ فِيْهِمَا اِلاَّ دَخَلَ الْجَنَّةَ) (2)

"میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی الٰہ نہیں اور یہ کہ میں اللہ کا رسول ہوں جو بندہ اللہ سے اس حال میں ملے گا کہ اس کو ان دونوں کلموں میں شک نہ ہو تو وہ جنت میں داخل ہوگا"۔

1- (15/49) 2- (صحیح مسلم کتاب الایمان)

تیسری شرط: صدق

صدق کے معنی سچائی کے ہیں۔ صدق کذب (جھوٹ) کی ضد ہے۔ صدق یہ ہے کہ آدمی جس بات کو ایک بار تسلیم کرلے پھر اس پر جم جائے اور جو کہے اس کو کر دکھانے پر پوری طرح سنجیدہ ہو۔

قرآن سے دلیل

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ الٓمٓ ۝ اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ یُّتْرَکُوْٓا اَنْ یَّقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا وَھُمْ لَا یُفْتَنُوْنَ ۝ وَلَقَدْ فَتَنَّا الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِھِمْ فَلَیَعْلَمَنَّ اللّٰہُ الَّذِیْنَ صَدَقُوْا وَلَیَعْلَمَنَّ الْکٰذِبِیْنَ ﴾ [1]

"کیا لوگوں نے یہ گمان کر رکھا ہے کہ ان کے صرف یہ دعویٰ کر دینے پر کہ ہم ایمان لائے، ہم انہیں بغیر آزمائے ہوئے چھوڑ دیں گے۔ ان سے پہلے لوگوں کو بھی ہم نے خوب جانچا ہے، یقیناً اللہ تعالیٰ انہیں بھی جان لے گا جو سچ کہتے ہیں اور انہیں بھی معلوم کرے گا جو جھوٹے ہیں"۔

حدیث سے دلیل

رسول اکرم ﷺ نے حضرت معاذؓ سے فرمایا:

(مَا مِنْ اَحَدٍ یَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ صِدْقًا مِنْ قَلْبِہٖ اِلَّا حَرَّمَہُ اللّٰہُ عَلَی النَّارِ ......) [2]

"جو شخص سچے دل سے اس بات کی گواہی دے کہ اللہ کے سوا کوئی الٰہ نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے سچے رسول ہیں، تو اللہ تعالیٰ اس کو (جہنم کی) آگ پر حرام کر دے گا"۔

1- (3-1/29) 2- (صحیح بخاری)

چوتھی شرط: اخلاص

اخلاص کا معنی خالص ہونا، صاف ہونا، اخلص الشئی چن لینا، مخلص اس آدمی کو کہتے ہیں جو خالصۃً اللہ کی توحید کا قائل ہو اور اخلاص کی حقیقت یہ ہے کہ غیر اللہ سے برأت (بیزاری وعلیحدگی) کا اظہار کرتے ہوئے عمل کیا جائے۔

قرآن سے دلیل

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِیَعْبُدُوا اللّٰہَ مُخْلِصِیْنَ لَہُ الدِّیْنَ، حُنَفَآءَ ﴾ [1]

"اور انہیں یہ حکم دیا گیا ہے کہ دین کو خالص اللہ کیلئے مانتے ہوئے یکسوئی کے ساتھ اللہ کی عبادت کریں"۔

حدیث سے دلیل

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

(مَنْ شَھِدَ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُخْلِصًا مِنْ قَلْبِہٖ دَخَلَ الْجَنَّۃَ) [2]

"جس نے خلوص دل سے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کی گواہی دی وہ جنت میں داخل ہوگا"۔

اخلاص یہ ہے کہ عبادات کو خالص اللہ کیلئے کیا جائے۔ اس میں کسی قسم کی ریاء کاری نہ ہو اور عبادات کو خالص اللہ کے حکم کے مطابق کیا جائے یعنی جو اس کی نازل کردہ شریعت کے مطابق ہو۔ جس میں بدعت کا اندیشہ تک نہ پایا جائے۔

مختصر یہ کہ عمل خالص بھی ہو اور درست بھی۔

1- (5/98) 2- (مسلم کتاب الایمان)

پانچویں شرط: محبت

محبت مرغوب اور پسندیدہ چیز کی طرف طبیعت کے میلان کو کہتے ہیں۔ محبت اخلاص پر دلالت کرتی ہے اور اخلاص شرک کی ضد ہے اور جو شخص اللہ سے محبت کرتا ہے وہ اس کے دین سے لازماً محبت کرے گا۔

قرآن سے دلیل

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّتَّخِذُ مِنْ دُوْنِ اللهِ اَنْدَادًا يُّحِبُّوْنَهُمْ كَحُبِّ اللهِ، وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ ... ﴾ (1)

"اور بعض لوگ ایسے ہیں جو اللہ کے علاوہ (دوسروں کو اللہ کا) شریک بناتے ہیں (یعنی) ان سے ایسی محبت کرتے ہیں جیسی محبت اللہ سے کرنی چاہیے، حالانکہ ایمان والوں کو تو سب سے زیادہ محبت اللہ سے ہوتی ہے"۔

حدیث سے دلیل

نبی اکرم ﷺ سے پوچھا گیا ایمان کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

(اَنْ تَشْهَدَ اَنْ لاَ اِلٰهَ اِلاَّ اللهُ وَحْدَهُ لاَ شَرِيْكَ لَهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ وَاَنْ يَكُوْنَ اللهُ وَرَسُوْلُهُ اَحَبَّ اِلَيْكَ مِمَّا سِوَاهُمَا ....) (2)

"(ایمان یہ ہے کہ) تو گواہی دے کہ اللہ کے سوا کوئی الٰہ نہیں وہ تنہا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور یہ کہ محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں اور یہ کہ اللہ اور اس کے رسول تیرے نزدیک سب سے زیادہ محبوب ہو جائیں"۔

1- (165/2)
2- (مسند احمد)

چھٹی شرط: انقیاد (فرمانبرداری)

انقیاد لغت میں خضوع وتذلل، تابع داری اور فروتنی کو کہتے ہیں اور یہاں مراد یہ ہے کہ لاَ اِلٰهَ اِلاَّ اللهُ اور اس کے تقاضوں کا ظاہری اور باطنی طور پر تابع دار ہوا جائے۔ انقیاد و تابعداری اسی وقت حاصل ہوگی کہ جب اللہ کے عائد کردہ فرائض پر عمل پیرا ہوا جائے اور اس کے محارم کو ترک کردیا جائے۔

قرآن سے دلیل

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وَاَنِيْبُوْٓا اِلٰى رَبِّكُمْ وَاَسْلِمُوْا لَهٗ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ الْعَذَابُ ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ ﴾ (1)

"اور (اے میرے بندو) قبل اس کے کہ تم پر عذاب نازل ہو اپنے رب کی طرف رجوع کرو اور اس کے فرمانبردار ہو جاؤ (ورنہ عذاب آجانے کے بعد) پھر تمہیں مدد نہیں ملے گی"۔

حدیث سے دلیل

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

(مَنْ قَالَ لاَ اِلٰهَ اِلاَّ اللهُ وَحْدَهُ لاَ شَرِيْكَ لَهُ اَطَاعَ بِهَا قَلْبُهُ وَذَلَّ بِهَا لِسَانُهُ وَشَهِدَ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللهِ حَرَّمَهُ اللهُ عَلَى النَّارِ) (2)

"جس شخص نے یہ اقرار کرلیا کہ اللہ کے علاوہ کوئی الٰہ نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور اس (شخص) کا دل اس کلمہ کا مطیع ہوجائے اور اس کی زبان اس کلمہ کے تابع ہو جائے اور وہ گواہی دے کہ محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں تو اللہ اس کو جہنم پر حرام کردے گا"۔

1- (54/39)
2- (کنز العمال والجامع الکبیر للسیوطی)

ساتویں شرط: قبول

قبول کے معنی ہیں کسی چیز کا بطیب خاطر لینا، قبول کرنا، کسی چیز سے راضی ہونا، طبیعت کا کسی چیز کی جانب مائل ہونا۔

یہاں مراد یہ ہے کہ کلمہ اخلاص اور اس کے تقاضوں کو زبان و دل اور تمام اعضاء و جوارح سے قبول کرنا یعنی آدمی اس کلمہ اور اس کے تقاضوں میں سے کسی چیز کو بھی رد نہ کرے۔

قرآن سے دلیل

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ اِنَّهُمْ كَانُوْٓا اِذَا قِيْلَ لَهُمْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ يَسْتَكْبِرُوْنَ ۝ وَيَقُوْلُوْنَ اَئِنَّا لَتَارِكُوْٓا اٰلِهَتِنَا لِشَاعِرٍ مَّجْنُوْنٍ ﴾ [1]

"یہ لوگ ایسے تھے کہ جب ان سے کہا جاتا کہ اللہ کے علاوہ کوئی الٰہ نہیں تو تکبر کرتے تھے اور (اس طرح) کہتے تھے کہ کیا ہم ایک دیوانے شاعر (کے کہنے) سے اپنے معبودوں کو چھوڑ دیں گے"۔

حدیث سے دلیل

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

(مَنْ قَبِلَ مِنِّى الْكَلِمَةَ الَّتِىْ عَرَضْتُهَا عَلٰى عَمِّىْ فَرَدَّهَا عَلَىَّ فَهِىَ لَهٗ نَجَاةٌ) [2]

"جس شخص نے مجھ سے اس کلمہ کو قبول کرلیا جسے میں نے اپنے چچا (ابوطالب) پر پیش کیا تھا اور انہوں نے اس کو قبول کرنے سے انکار کردیا تھا تو وہ کلمہ اس کیلئے باعث نجات ہے"۔

1- (36-35/37) 2- (مسند احمد)

﴿ شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ﴾ (18/3)

"اللہ گواہی دیتا ہے کہ اللہ کے علاوہ کوئی الٰہ نہیں"۔

حصہ اوّل

اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ

"میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی الٰہ نہیں وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں"

اللہ تعالیٰ نے فرمایا

﴿ فَاعْلَمْ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ﴾ (19/47)

''پس جان لو کہ اللہ کے سوا کوئی الٰہ نہیں''۔

◎

اللہ تعالیٰ نے فرمایا

﴿ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ﴾ (255/2)

''اللہ (ہی الٰہ ہے) اس کے سوا کوئی الٰہ نہیں''۔

◎

''لا الٰہ الا اللہ'' کی وضاحت

لَا:

لانفی جنس کا ہے۔ اصول ہے کہ لا جس کی نفی کرے اس کا ذکر ضروری ہے۔ اس لئے کلمہ میں جس کی نفی مقصود ہے، اس کا ذکر کر دیا گیا ہے۔ جس کی نفی ہے، وہ ہے ''الٰہ'' کہ کوئی الٰہ نہیں ہے۔ ہم کسی کو الٰہ نہیں مانتے۔ ہم ہر الٰہ یا معبود کا انکار کرتے ہیں۔ ہم ہر اس الٰہ کا انکار کرتے ہیں جو کسی بھی زمانے میں کسی نے بھی کسی طور وطرح سے کسی کو الٰہ بنایا۔ چاہے جان بوجھ کر ہو یا انجانے میں علمی ہو یا عملی یا دیکھا دیکھی یا مجبوری میں، ہم تمام کے تمام الٰہوں کا انکار کرتے ہیں۔

اِلٰہ:

الٰہ سے مراد وہ ذات ہے جو اپنی صفات میں اپنے اختیارات میں حقوق واسماء مبارکہ میں کسی طور وطرح سے کبھی بھی کسی بھی بات میں کسی کی محتاج ومجبور نہ ہو اور سب مخلوق اپنے وجود کے آجانے میں اپنی تمام تر حوائج حیات میں اپنی بقاء وانجام میں جس ہستی کی محتاج ہو، جس کے آگے سب مخلوق مجبور و بے بس اور لاچار محض ہو، اس ہستی کا نام الٰہ ہے۔

تمام انسانوں کی عقل سوچ وفکر اور حواس جس ہستی کو سمجھنے میں پانے میں فہم وادراک میں بے بس و لاچار ہوں حیرت ہی حیرت کہ وہ سمجھ میں آنے سے حواس کے دائرے میں آنے سے وراء الوراء ہے۔ غائب ہے کہ یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ پس ہمارا اس غیب پر ایمان ہے کہ وہ ہے۔ کیسا ہے، کیا ہے، کیونکر ہے، ایسی حیرت کہ انسان اسے سمجھ نہ پائے وہی تو الٰہ ہونے کے لائق ہے۔

وہ ایسی ذات وصفات کا مالک ہے کہ اس کی ذات وصفات واختیارات وافعال حقوق

اور اسماء مبارکہ کے معنی اور مفہوم میں حالت وکیفیت کا ذرہ بھر بھی کسی مخلوق میں مان لیں تو وہ بھی الٰہ شمار ہونے لگے گا یا کسی کو اس کا مظہر، ظل بروز عکس، عین، تعین، اعتبار مانیں تو وہ بھی اشتراک کی وجہ سے الٰہ شمار ہوگا۔ یا اس کی درگاہ عالیہ میں (اللہ کی مرضی اور اجازت کے بغیر) کوئی سفارشی ہونے کا دعویٰ کرے یا کسی کو بھی اس کا سفارشی تسلیم کیا جائے تو وہ بھی اختیارات وافعال وحقوق میں مداخلت کی وجہ سے الٰہ بن جائے گا۔ کسی کو اللہ تعالیٰ کے برابر بنا دینا، کسی کو اس کی بیٹی، بیٹا، ماں باپ ٹھہرا لینا دراصل ان کو الٰہ بنا دینا ہے۔ کسی کو اس کا ساجھا بنانا، حصہ دار بنانا بھی اس کو الٰہ بنا دینا ہے۔

اگرچہ حقیقت میں ایسا ہو ہی نہیں سکتا مگر جس نے یہ جرم کیا، غلطی کی، جان بوجھ کر یا انجانے میں علمی، عملی یا فکری یا نظریاتی طور پر ایسا کیا تو وہ الٰہ سازی کے جرم کا (شرک کا) مرتکب ہوگیا۔ آخرت میں جس کی معافی کی گنجائش نہیں رہتی۔ آخرت میں نجات ہی نہیں۔ الٰہ کا یہ وہ مفہوم ہے جس کو قرآن کریم نے مختلف پیراؤں میں ذکر فرمایا ہے۔

خلاصہ اور لب لباب یہ ہے کہ کائنات ارضی وسماوی میں صرف وہی ایک ہستی ہی الٰہ ہونے کی سزاوار اور مستحق ہے کہ جو اپنی مخلوق اور انسانیت کے دکھوں کا مداوا و درماں، باعث تسکین، قلب وجاں متلاشیانِ حق کیلئے ہر آن سکون وطمانیت اور حقیقی راہ کا سامان ہو اور مخلوق کی دعائیں سننے والا اور تمام مخلوق کا اکیلا سنبھالنے والا اور رازق، وہ غالب الارادہ اور وہ متصرف فی الکائنات اور سب کا دامنِ مراد کو مالا مال کرنے والا ہے۔ اس لئے تمام مخلوق جس کے آگے اپنی جبینِ عبودیت خم کرتی ہے وہی تو ہمارا الٰہ ہے۔

اِلَّا:

کلمہ میں اِلَّا بمعنی غیر کے ہے۔ جس کے معنی ہیں سوا۔ تب کلمے کے یہ معنی ہوئے کہ ”اللہ کے سوا کوئی الٰہ موجود ہی نہیں ہے جو لائق عبادت ہو“۔ جیسا کہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿لَوْ كَانَ فِيهِمَآ اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا﴾ (انبیاء:۲۲)

اس آیت مبارکہ میں الا بمعنی غیر کے ہے کہ اللہ کے سوا کوئی اور الٰہ ہوتے تو فساد برپا ہو جاتا۔ الا بمعنی سوا، سوا معنی غیر، غیر شریک کی ضد ہے۔ جب اللہ تعالیٰ کا کوئی شریک نہیں ہے تو پتہ چلا کہ ساری مخلوق اللہ تعالیٰ کی غیر ہے۔ چاہے انبیاء علیہم السلام ہوں، فرشتے ہوں، تمام انسان ہوں یا خود محمد ﷺ ہوں۔ وہ بھی شریک اللہ نہیں، غیر اللہ ہیں۔ جیسا کہ عموماً اللہ کے سوا سب مخلوق کو غیر اللہ کہا جاتا ہے۔ غیر اور سوا کا مطلب ہے، علیحدہ، الگ، جدا۔

کلمہ کے لفظ 'الا اللہ' سے ثابت ہوا کہ کائنات اور کائنات کی سب مخلوق اللہ جل شانہ سے ذات وصفات واختیارات وافعال حقوق اور اسماء کے لحاظ سے الگ ہے، جدا ہے، علیحدہ ہے، سوا ہے، غیر ہے۔ سوا یا جدا یا الگ وغیرہ ہونے کا مطلب کیا ہے؟ مطلب یہ ہے کہ جیسی ذات اللہ تعالیٰ کی ہے، ویسی مخلوق کی نہیں ہے، وہ ازل سے ہے ابد تک ازل اور ابد پر زمانے کا اطلاق نہیں نہ ماضی کی انتہا نہ مستقبل کی انتہا۔ مخلوق کی ذات حادث ہے۔ بعد میں کسی وقت اللہ نے اپنے حکم سے عدم سے موجود کر دی۔ نہ خود وجود میں آئی نہ خود اپنے طور پر قائم وموجود ہے اور ایک وقت آئے گا، وہ ختم ہو جائے گی۔ فنا ہو جائے گی۔ لاموجود یا معدوم محض ہو جائے گی۔ یہی حالت مخلوق کی صفات واختیارات وافعال وحقوق واسماء کا ہے۔

عام طور پر کہا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی صفات کو جن اسماء سے پکارا جاتا ہے، وہی اسماء تو مخلوق پر بھی بولے جاتے ہیں۔ مثلاً وہ سمیع وبصیر ہے اور مخلوق بھی سمیع وبصیر ہے۔ جب اسماء ایک ہیں تو صفات بھی ایک جیسی ہیں۔

قارئین! یہی وہ غلط فہمی ہے جس نے شرک کو جنم دیا۔ حالانکہ یہ اسماء تو ایک ہیں۔ مگر اسماء اپنے معنی ومفہوم میں کیفیت وحالت میں بالکل جدا ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا سمیع وبصیر ہونا اور ہے، مخلوق کا سمیع وبصیر ہونا اور ہے۔ وہ اپنی صفات میں کسی بات کا اعضاء وجوارح کا محتاج نہیں۔ مخلوق کی صفات بھی مخلوق ہیں اور مخلوق کی تمام صفات خود محتاج وکمزور ہیں۔ اسباب وذرائع کی محتاج ہیں۔

نہ یہ کہ صرف وہ لامحدود اور یہ محدود۔ اگرچہ وہ لامحدود ہے، اپنی شان کے مطابق اور یہ

محدود ہیں، اپنی شان کے مطابق۔ وہ غیر مخلوق اور یہ مخلوق۔ مظہر وعکس و مماثلت کے تحت لامحدود اور محدود کہا جائے تو یہ محدود صفات رکھنے والے اشتراک کی بنیاد پر الٰہ بن جائیں گے۔

لہٰذا اللہ نے ایک اصول مرتب کردیا کہ اللہ تعالیٰ کو اور اس کی تخلیق کردہ مخلوق کو کلیتاً جدا اور الگ ماننا ہے۔ ان میں اشتراک نہیں کرنا۔ ملانا نہیں۔ متحد نہیں کرنا۔ ورنہ اللہ جل شانہ کی جس شان کو بھی مخلوق کے ساتھ ملا دیا گیا تو اشتراک کی وجہ سے الٰہ شمار ہوگی۔ مثلاً اللہ تعالیٰ کی ذات اور مخلوق کی ذات میں سے کسی کو بھی دوسری کے ساتھ ملا دیا تو اس کو شرک فی الذات کہیں گے۔ یہی حالت صفات و اختیارات و افعال وحقوق و اسماء کی ہے اس طرح شرک فی الصفات، شرک فی التصرف، شرک فی الافعال، شرک فی الحقوق، شرک فی الاسماء واقع ہوگا۔

کلمہ طیبہ میں حرف الا ایک دیوار ہے جو خالق اور مخلوق کے درمیان توحید وشرک کے تمام مسائل کا حل سمجھا دیتی ہے۔

اَللّٰہُ:

اللہ تعالیٰ کا ذاتی اسم ہے۔ لفظ الہ پر الف لام لانے سے لفظ اللہ بن جاتا ہے۔ اسم ''اللہ'' کی ضخامت، وحدانیت اور قدوسیت اپنی جگہ اٹل ہے۔ یہ اپنے موسوم کی طرح لامثال، لایزال، لاریب، لاثانی ہے۔

قواعد لغت گواہی دیتے ہیں کہ: لفظ ''اللہ'' کا مادہ ہے نہ مصدر۔ نہ یہ کسی سے مشتق ہے نہ اس کا کوئی اشتقاق۔ دُنیا میں ہر اسم کا اسم نکرہ موجود ہے لیکن اللہ ایسا اسم ہے جس کا اسم نکرہ نہیں۔ نہ مؤنث ہے نہ تثنیہ یا جمع، نہ ہی اشتقاق اس لئے ہر زبان میں اپنی اصلی حالت میں پڑھا اور لکھا جائے گا البتہ دیگر صفات کا دوسری زبانوں میں ترجمہ ہوسکتا ہے۔

''اللہ'' کی اس بے مثال شان، بے مثال ذات اور بے مثال لغوی ممیزات کا تقاضا ہے کہ اسے ''اللہ'' ہی لکھا، پڑھا اور بولا جائے۔

لیکن!! اس کے مقابل ایک لفظ رائج ہوگیا ہے جسے ''خدا'' کہتے ہیں۔

''خدا'' فارسی زبان کا لفظ ہے جو دو لفظوں سے مرکب ہے (خود + آ) یعنی خود ظہور کرنے والا (بحوالہ غیاث اللغت)

قارئین! تاریخی طور پر خدا زرتشت مذہب کی اصطلاح ہے جس میں اس مذہب کے تصورِ معبود کی حقیقت موجود ہے...... زرتشت مذہب میں خدا کا تصور ثنویت (دو معبودوں) پر مبنی ہے، خدائے خیر اور خدائے شر...... وہ خدائے خیر کو یزداں اور خدائے شر کو ''اہرمن'' کہتے ہیں اور یہ نام قبل از اسلام ایران میں رائج تھا اور تاحال رائج ہے۔ معلوم ہوا کہ ''اللہ'' رب تعالیٰ کا عطا کردہ لفظ ہے اور خدا انسانی ذہن کا تراشیدہ۔

نام وہی درست ہوتا ہے جو خود صاحب نام بتائے اور استعمال کرے۔ نبی کریم ﷺ پر اللہ تعالیٰ نے اپنا نام اللہ ہی وحی فرمایا۔ آپ ﷺ کی زبان مبارک نے ہمیشہ یہی نام بار بار دُنیا کے سامنے پیش کیا۔

قرآن حکیم میں لفظ ''اللہ'' 980 بار آیا ہے۔ قرآن حکیم کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے۔ ''اس کے ہر حرف کی تلاوت پر دس نیکیاں ملتی ہیں''۔ (ترمذی)

اس لحاظ سے دورانِ تلاوت لفظِ اللہ کے چار حرف پر چالیس عدد نیکیاں حاصل ہوتی ہیں جبکہ غیر قرآنی لفظ کے استعمال سے ہم نیکیوں سے محروم رہ سکتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَلِلّٰهِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوْهُ بِهَا ۪ وَذَرُوا الَّذِيْنَ يُلْحِدُوْنَ فِيْٓ اَسْمَآئِهٖ﴾ (الاعراف:180)

''اور اچھے اچھے نام اللہ ہی کے ہیں، سو ان ناموں سے ہی اللہ کو پکارو اور ایسے لوگوں سے تعلق بھی نہ رکھو جو اس کے ناموں میں کج روی کرتے ہیں''۔

لفظ اللہ میں معنوی وسعت اور ہمہ گیری کی بنا پر لفظ الٰہ میں تمام متذکرہ بالا تمام مفاہیم پائے جاتے ہیں۔

وہ ذات جو اسم اللہ کی مسمی ہے، اس میں (اسم اللہ اور ذات اللہ میں) مطابقت کا ہونا لازم ہے۔ ورنہ اسم اور مسمی کے فرق سے مسمی کے بارے میں علم و یقین میں اس کی پہچان

ومعرفت میں فرق آجائے گا۔ (یوں سمجھیں اگر کسی بوتل میں چینی کا شیرا بھرا ہوا ہو اور اس کے باہر لیبل پر شہد لکھا ہوا ہو یعنی لیبل پر اسم تو شہد لکھا ہوا ہے اور اندر چینی کا شیرا یعنی مسمی شیرا ہو تو اسم اور مسمی میں مطابقت نہ پائی جائے گی) معاملہ کیونکہ اس ذات اقدس کا ہے اس لئے اسم اللہ اور اس اسم کی مسمی ذات کا علم ومعرفت حاصل کرنا فرضِ اولین ہے۔ جیسا کہ عرض کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ کی معرفت کا دارومدار اس کے الٰہ ہونے میں مضمر ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ کی معرفت دراصل الٰہ کی معرفت وعلم حاصل کئے جانے میں ہے کہ وہ الٰہ کیوں ہے اور مخلوق الٰہ کیوں نہیں۔ ان دونوں باتوں کا فرق واضح سے واضح تر کیا جاتا رہے تو اسم اللہ کی معرفت ہوتی چلی جائے گی۔

اللہ تعالیٰ کی ذات کا تعارف:

نبی کریمؐ نے مشرکینِ مکہ کو جب ایک لاشریک ہستی کی دعوت دی تو انہوں نے آپؐ سے پوچھا کہ جس ہستی کی طرف آپؐ دعوت دیتے ہیں:

...... اس کا حسب نسب کیا ہے ...... وہ کس چیز سے بنا ہے

...... وہ کیا کھاتا ہے کیا پیتا ہے ...... اس نے کس سے وراثت پائی

...... اس کا وارث کون ہوگا؟

ان سوالوں کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے سورۃ اخلاص نازل فرما کر اپنا تعارف کرایا:

﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۝ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۝ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ ۝ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ۝﴾

"(اے نبیؐ ان سے) کہہ دیجئے وہ اللہ ایک ہے اللہ سب سے بے نیاز ہے، (سب اس کے محتاج ہیں) نہ اس کی کوئی اولاد ہے نہ وہ کسی کی اولاد ہے اور اس کا کوئی ہمسر نہیں ہے"۔[1]

1- (رواہ الحاکم)

کلمہ توحید کے ارکان:

کلمہ توحید "لا الٰہ الا اللہ" کے دو رکن ہیں۔ 1- نفی، 2- اثبات

...... لا الٰہ میں تمام مخلوق کے الٰہ ہونے کی نفی کی جاتی ہے اور

...... الا اللہ میں صرف اکیلے اللہ خالق ومالک کے الٰہ ہونے کا اثبات کیا جاتا ہے۔

"لا" مخلوق کے وجود ہونے کی نفی نہیں کرتا بلکہ "لا" اپنے بعد والے لفظ 'الٰہ' کی نفی کرتا ہے کہ الٰہ کوئی نہیں۔

"الا اللہ" میں لفظ 'الا' معنی 'سوا' یہاں سوا سے مراد مخلوق ہے۔

اللہ تعالیٰ خالق ہے اس کے علاوہ ہر چیز مخلوق ہے۔ ملائکہ جن وانس، حیوانات، نباتات، چرند پرند وغیرہ یہاں مخلوق کے موجود ہونے کا انکار نہیں بلکہ مخلوق کے معبود ہونے کا انکار ہے۔

اگر یہاں لفظ 'الا' استثنیٰ کے مفہوم میں لیا جائے تو معنی بالکل غلط ہو جائے گا۔

اب کلمہ سے دو وجود ثابت ہوئے ایک خالق کا، دوسرا مخلوق کا۔

(1)	ایک قدیم ہے	وہ خالق ہے	معبود ہے (عبادت کرانے والا ہے)
(2)	دوسرا حادث ہے	وہ مخلوق ہے	عبد ہے (عبادت کرنے والا ہے)
(1)	اہلِ شریعت کہتے ہیں	خالق کو ایک ماننا توحید ہے	مخلوق کو خالق سے ملانا شرک ہے
(2)	اہلِ طریقت کہتے ہیں	خالق ومخلوق کو ایک ماننا توحید ہے	مخلوق کو خالق سے جُدا کرنا شرک ہے[1]

1- (وضاحت کیلئے ملاحظہ فرمائیں اس کتاب کا مضمون "کلمہ شہادت کے مخالف عقائد" ص 149)

اللہ کے اوصاف

قارئین! قرآنی آیات سے حاصل کردہ اللہ کے اوصاف جنہیں آسان ترتیب سے آپ کے سامنے پیش کیا جاتا ہے۔ انہیں ہمیشہ ذہن نشین رکھ کر گواہی دی جائے کہ ان اوصاف کا مالک اللہ صرف اللہ ہے اس کے سوا کوئی نہیں۔

...... ہر چیز سے باخبر، پروردگار، ہر چیز کو پیدا کرنے والا اور نگہبان۔ (1)

...... آسمانوں اور زمین اور جو کچھ اِن دونوں کے درمیان میں ہے اور جو مٹی کے نیچے ہے ان کا مالک۔ (2)

...... آسمانوں اور زمین میں رزق دینے والا۔ (3)

...... آسمانوں اور زمین کی بادشاہی کا مالک۔ (4)

...... جس کے اچھے اچھے نام ہیں اور جو ہر قسم کی تعریف کا مستحق ہے۔ (5)

...... جس کو قیامت کا علم ہے اور جس کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔ (6)

...... جس پر توکل کیا جائے اور جس کی طرف رجوع کیا جائے۔ (7)

...... پوشیدہ اور ظاہر کا جاننے والا، رحمٰن، رحیم، بادشاہ، پاک ذات، سلامتی والا، امن دینے والا، نگہبان، غالب، زبردست، بڑائی والا۔ (8)

-1 "وهو بكل شيء عليم o ذلكم الله ربكم، لا اله الا هو خالق كل شيء فاعبدوه وهو على كل شيء وكيل" (102-101/6)

-2 "له مافى السمٰوٰت وما فى الارض وما بينهما وما تحت الثرىٰ". (6/20)

-3 "...... ومن يرزقكم من السمآء والارض، ءَ الٰهٌ مع الله ......" (64/27)

-4 "الذى له ملك السمٰوٰت والارض ......" (2/25)

-5 "...... له الاسمآء الحسنىٰ، يسبح له ما فى السمٰوٰت والارض......" (24/59)

-6 "...... وعنده علم الساعة واليه ترجعون" (85/43)

-7 "...... عليه توكلت واليه متاب" (30/13)

-8 "...... علم الغيب والشهادة، هو الرحمن الرحيم o ...... الملك القدوس السلم المومن المهيمن العزيز الجبار المتكبر......" (23-22/59)

...... قریب، قبول کرنے والا۔ (1)

...... دانا حکمت والا۔ (2)

...... زندہ، قائم رہنے والا، جسے نہ اُونگھ آئے اور نہ نیند۔ (3)

...... جس کی ذات کے سوا ہر چیز فنا ہونے والی ہے۔ (4)

...... زندگی اور موت دینے والا۔ (5)

...... جس سے مغفرت طلب کی جائے۔ (6)

...... گناہ بخشنے والا، توبہ قبول کرنے والا، سخت عذاب دینے والا اور (بڑی) قدرت والا۔ (7)

...... سفارش کا مالک۔ (8)

...... نفع اور نقصان پر اختیار رکھنے والا۔ (9)

...... بیقرار کی دُعا قبول کرنے والا، مشکل کشاء۔ (10)

...... پکار کا مستحق۔ (11)

-1 "...... قريب مجيب" (61/11)

-2 "...... وهو الحكيم العليم" (84/43)

-3 "......الحى القيوم، لا تاخذه سنة ولانوم......" (255/2)

-4 "...... كل شيء هالك الا وجهه ......" (88/28)

-5 "...... يحى ويميت ......" (8/44)

-6 "...... واستغفروه ......" (6/41)

-7 "غافر الذنب وقابل التوب شديد العقاب ذى الطول" (3/40)

-8 "...... من ذا الذى يشفع عنده الا باذنه......" (255/2)

-9 "واتخذوا من دونه الهة ...... ولا يملكون لا نفسهم ضرا والانفعا......" (3/25)

-10 "امن يجيب المضطر اذا دعاه ويكشف السوٓء......" (62/27)

-11 "ولا تدع مع الله الها اخر......" (88/28)

الٰہ صرف اللہ ہے

1 ﴿ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ... ﴾[1]
اللہ (ہی الٰہ ہے) اس کے سوا کوئی الٰہ نہیں۔

2 ﴿ اِنَّمَآ اِلٰهُكُمُ اللّٰهُ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ﴾[2]
تمہارا الٰہ تو بس اللہ ہے، اس کے سوا کوئی الٰہ نہیں۔

3 ﴿ اَمِ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اٰلِهَةً، قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ ﴾[3]
(اے رسول) کیا انہوں نے اللہ کے علاوہ الٰہ بنا رکھے ہیں، آپ ان سے کہئے کہ اپنی دلیل پیش کرو۔

4 ﴿ اِنَّمَا اللّٰهُ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ﴾[4]
اللہ ہی اکیلا الٰہ ہے۔

5 ﴿ وَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ، لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ ﴾[5]
اور (اے لوگو) تمہارا الٰہ تو بس ایک الٰہ ہے اس رحمٰن اور رحیم کے علاوہ کوئی الٰہ نہیں۔

6 ﴿ وَقَالَ اللّٰهُ لَا تَتَّخِذُوْٓا اِلٰهَيْنِ اثْنَيْنِ اِنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ﴾[6]
اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ دو الٰہ نہ بناؤ وہی ایک الٰہ ہے۔

7 ﴿ اَلَّذِيْ فِي السَّمَآءِ اِلٰهٌ وَّفِي الْاَرْضِ اِلٰهٌ ﴾[7]
اور وہی ہے جو آسمانوں میں بھی الٰہ ہے اور زمین میں بھی الٰہ ہے۔

8 ﴿ وَلَا تَجْعَلُوْا مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ ﴾[8]
اور اللہ کے ساتھ کوئی اور الٰہ نہ بناؤ۔

9 ﴿ مَا اتَّخَذَ اللّٰهُ مِنْ وَّلَدٍ وَّمَا كَانَ مَعَهٗ مِنْ اِلٰهٍ اِذًا لَّذَهَبَ كُلُّ اِلٰهٍۢ بِمَا خَلَقَ وَلَعَلَا بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ، سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ﴾[9]
اللہ نے (اپنی) کوئی اولاد نہیں بنائی اور نہ اس کے ساتھ کوئی اور الٰہ ہے، اگر ایسا ہوتا تو ہر الٰہ اپنی مخلوق کو لے کر چل دیتا اور ایک دوسرے پر چڑھ دوڑتا، جو کچھ یہ کہتے ہیں اللہ اس سے پاک و منزہ ہے۔

10 ﴿ لَوْ كَانَ فِيْهِمَآ اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا، فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ﴾[10]
اگر زمین و آسمان میں اللہ کے علاوہ اور الٰہ ہوتے تو زمین و آسمان درہم برہم ہو جاتے، جو باتیں یہ بنا رہے ہیں اللہ، عرش کا مالک ان سے پاک (و منزہ) ہے

(255/2) -1 (98/20) -2 (24/21) -3 (171/4) -4 (163/2) -5
(51/16) -6 (84/43) -7 (51/51) -8 (91/23) -9 (22/21) -10

الٰہ صرف خالق ہے مخلوق نہیں

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ (وہ اللہ) جس کی بادشاہت ہے (تمام) آسمانوں میں اور زمین میں، اس نے نہ تو (اپنا) کوئی بیٹا بنایا ہے اور نہ اس کی بادشاہت میں کوئی اس کا شریک ہے، اس نے ہر چیز کو پیدا کیا پھر اس کا ایک اندازہ مقرر کیا o

(پھر بھی) لوگوں نے اس کے علاوہ دوسرے الٰہ بنا لئے حالانکہ!

...... وہ کچھ بھی پیدا نہیں کر سکتے بلکہ وہ تو خود پیدا کئے گئے ہیں

...... وہ اپنے نقصان اور نفع کے مالک بھی نہیں۔

...... اور نہ ان کے اختیار میں مرنا ہے، نہ جینا۔

...... اور نہ مر کر اٹھ کھڑا ہونا o ﴾[1]

فرمایا:

﴿ تو کیا جس نے (سب کچھ) بنایا کیا وہ اس جیسا ہو سکتا ہے جو کچھ بھی پیدا نہ کر سکے (ہرگز نہیں) تو پھر کیا بات ہے کہ تم نصیحت حاصل نہیں کرتے۔

اور (اے رسول) جن لوگوں کو یہ (کافر) اللہ کے علاوہ پکارتے ہیں:

...... وہ تو کچھ بھی پیدا نہیں کر سکتے بلکہ خود پیدا کئے گئے ہیں o

...... وہ مردہ ہیں، زندہ نہیں ہیں،

...... انہیں تو یہ بھی نہیں معلوم کہ وہ کب (دوبارہ زندہ کر کے) اٹھائے جائیں گے o

تمہارا الٰہ تو بس ایک الٰہ ہے لیکن جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے، ان کے دل (اللہ کی توحید کو) تسلیم نہیں کرتے اور وہ تکبر (و سرکشی) کرتے ہیں ﴾[2]

(3-2/25) -1 (22-20`17/16) -2

فرمایا:

﴿ اور مجھے کیا (عذر) ہے کہ میں اس ہستی کی عبادت نہ کروں جس نے مجھے پیدا کیا اور جس کی طرف تم سب کو لوٹ کر جانا ہے ○
کیا میں اس کے علاوہ ایسوں کو الٰہ بناؤں کہ اگر رحمٰن مجھے نقصان پہنچانے کا ارادہ کرے تو ان کی سفارش میرے کچھ بھی کام نہ آسکے اور نہ وہ مجھ کو (عذاب سے) چھڑا سکیں ﴾ (1)

فرمایا:

﴿ یہی اللہ تمہارا رب ہے، (وہ) ہر چیز کا پیدا کرنے والا ہے، اس کے علاوہ کوئی الٰہ نہیں، پھر (اے لوگو، اس کو چھوڑ کر) تم کہاں بھٹک رہے ہو ﴾ (2)

مندرجہ بالا آیات میں اللہ تعالیٰ نے توحید الوہیت کے متعلق ایسی صفات ذکر کیں کہ شرک کی جڑ کاٹ کے رکھ دی:

① جو کسی چیز کا خالق نہ ہو بلکہ خود مخلوق ہو وہ الٰہ کیسے ہو سکتا ہے۔ یعنی الٰہ صرف خالق ہی ہو سکتا ہے اور وہ صرف اللہ ہے اس کے علاوہ ہر چیز مخلوق ہے۔ تمام مخلوقات میں سے افضل انسان جناب محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے خالق ہونے اور خود اپنے مخلوق ہونے کا اقرار یوں کرتے ہیں:

(اَللّٰهُمَّ اَنْتَ رَبِّیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ، اَنْتَ خَلَقْتَنِیْ وَاَنَا عَبْدُکَ ......) (3) "اے اللہ تو میرا رب ہے، تیرے سوا کوئی الٰہ نہیں، تو نے مجھے پیدا کیا، میں تیرا بندہ ہوں"۔

② دوسری صفت یہ بیان کی کہ جو اپنے نفع اور نقصان کا مالک بھی نہ ہو وہ بھی الٰہ نہیں ہو سکتا۔ یہ صفت تمام مخلوقات میں سے کسی میں بھی نہیں پائی جاتی۔

افضل البشر جناب محمد ﷺ کے متعلق اللہ تعالیٰ کیا فرماتے ہیں:

﴿ قُلْ لَّآ اَمْلِکُ لِنَفْسِیْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا اِلَّا مَاشَآءَ اللّٰهُ ﴾ (4) "(اے رسول) آپ کہہ دیجئے کہ مجھے تو اپنے نفع و نقصان کا بھی اختیار نہیں مگر جو اللہ چاہے"۔

1- (23-22/36) 2- (62/40) 3- (بخاری) 4- (188/7)

③ تیسری صفت یہ بیان کی گئی ہے کہ جو جینے مرنے کا اور دوبارہ اٹھائے جانے کا اختیار نہ رکھے وہ الٰہ کیسے ہو سکتا ہے؟

قارئین اب ذرا نبی کریم ﷺ کی اس دعا کے لفظوں پر غور کیجئے جو آپ ﷺ سوتے وقت پڑھا کرتے تھے۔

(اَللّٰهُمَّ بِاسْمِکَ اَمُوْتُ وَاَحْیٰ) (1) "اے اللہ میں تیرے نام کے ساتھ سوتا ہوں اور تیرے نام کے ساتھ جاگونگا"۔

(بِاسْمِکَ رَبِّیْ وَضَعْتُ جَنْبِیْ وَبِکَ اَرْفَعُهٗ ......) (2) "اے میرے رب میں نے تیرے نام کے ساتھ اپنے پہلو کو رکھا اور تیری ہی توفیق سے اس کو اٹھاؤنگا"۔

اس طرح کی کمزوریوں سے پاک جب اللہ کے نبی ﷺ بھی نہیں تو باقی مخلوق کی مثال دینا ہی فضول ہے۔

اس لئے کسی بھی پیغمبر نے لوگوں سے یہ کبھی نہیں کہا کہ میرے بندے بن جاؤ یا اللہ کے علاوہ مجھے بھی الٰہ مانو۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ مَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ یُّؤْتِیَهُ اللّٰهُ الْکِتٰبَ وَالْحُکْمَ وَالنُّبُوَّةَ ثُمَّ یَقُوْلَ لِلنَّاسِ کُوْنُوْا عِبَادًا لِّیْ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ...... ﴾ (3) "کسی بشر کو یہ زیبا نہیں کہ جب اللہ اس کو کتاب، حکم اور نبوت عطا فرمائے تو پھر وہ لوگوں سے یہ کہے کہ اللہ کے علاوہ میرے بندے بن جاؤ"۔

اور فرمایا:

﴿ وَمَنْ یَّقُلْ مِنْهُمْ اِنِّیْ اِلٰهٌ مِّنْ دُوْنِهٖ فَذٰلِکَ نَجْزِیْهِ جَهَنَّمَ، کَذٰلِکَ نَجْزِی الظّٰلِمِیْنَ ﴾ (4) "اور جو شخص ان میں سے یہ کہے کہ اللہ کے سوا میں الٰہ ہوں تو ہم اُسے جہنم کی سزا دیں گے (اور) ظالموں کو ہم اسی طرح کی سزا دیا کرتے ہیں"۔

1- (بخاری) 2- (بخاری) 3- (79/3) 4- (29/21)

قارئین دیکھا آپ نے قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے انبیاء کے متعلق کیا فرمایا!
مگر افسوس کہ اس کے باوجود مشرکین اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں سے بعض کو الوہیت کا درجہ دیتے ہیں۔

ایسے لوگوں سے آج بھی قرآن مجید یوں مخاطب ہے:

﴿ اَئِفْكًا اٰلِهَةً دُوْنَ اللّٰهِ تُرِيْدُوْنَ فَمَا ظَنُّكُمْ بِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴾ [1] ”کیا تم اللہ کو چھوڑ کر خود ساختہ الٰہوں کے طلب گار ہو ○ رب العالمین کے متعلق تمہارا کیا خیال ہے“۔

اور فرمایا:

﴿ اَمِ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اٰلِهَةً، قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ ...... ﴾ [2] ”کیا انہوں نے اللہ کے علاوہ الٰہ بنا رکھے ہیں، کہو کہ اپنی دلیل پیش کرو“۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَجَعَلُوْا لَهٗ مِنْ عِبَادِهٖ جُزْءًا ؕ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَكَفُوْرٌ مُّبِيْنٌ

”ان لوگوں نے اللہ کے بندوں میں سے بعض کو اللہ کا جزء بنا رکھا ہے، بے شک انسان صریح ناشکرا ہے“۔

(15/43)

1- (87-86/37) 2- (24/21)

اُلوہیت کے تقاضے

① **توحید:**
الوہیت کا تقاضا ہے کہ صرف اکیلے اللہ کو الٰہ مانا جائے اور شرک سے اجتناب کیا جائے۔

② **حاکمیت:**
الوہیت کا تقاضا ہے کہ صرف اللہ تعالیٰ ہی کو حاکمِ حقیقی تسلیم کیا جائے۔

③ **دین:**
الوہیت کا تقاضا ہے کہ دین (قانون) صرف اللہ کا نازل کردہ مانا جائے۔

④ **عبادت:**
الوہیت کا تقاضا ہے کہ صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کی جائے اور طاغوت سے اجتناب کیا جائے۔

⑤ **دُعا و پکار:**
الوہیت کا تقاضا ہے کہ دُعا و پکار صرف اللہ تعالیٰ سے کی جائے۔

⑥ **جہاد:**
الوہیت پر ایمان لانے کا تقاضا ہے کہ کلمہ توحید کی سربلندی کیلئے جہاد کیا جائے۔

① توحید

الوہیت کا تقاضا ہے کہ صرف اکیلے اللہ کو الٰہ مانا جائے اور شرک سے اجتناب کیا جائے:

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ اَمْ لَهُمْ اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ، سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴾[1] "کیا اللہ کے علاوہ ان کا کوئی اور الٰہ ہے؟ جو شرک یہ کر رہے ہیں اللہ اس سے پاک ومنزہ ہے"۔

مخلوق میں سے کسی کو الٰہ سمجھ لینے سے وہ الٰہ نہیں بن جاتا کیونکہ اللہ تعالیٰ ہی سب کا الٰہ ہے۔ حتیٰ کہ ان مشرکوں کا بھی وہی الٰہ ہے، مگر یہ لوگ اس رب کی توحید کا اقرار کرنے کی بجائے غیر اللہ کو بھی الٰہ تصور کرتے ہیں اور شرک جیسا ناپاک جرم کر کے ظلمِ عظیم کے مرتکب ہوتے ہیں حالانکہ اللہ پاک ہے اس شراکت سے جو یہ لوگ کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی شان وعظمت ہے کہ وہ اپنی ربوبیت، الوہیت اور اسماء والصفات میں واحد ہے، اکیلا ہے، تنہا ہے، اس کا کوئی ہمسر ہے نا ہی کوئی شریک ہے۔

"لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ" کا تقاضا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی توحید کا اقرار کیا جائے اور شرک کی نفی کی جائے۔ اس بات کی اہمیت کے پیش نظر توحید وشرک کے متعلق مختصر سا تعارف قارئین کیلئے پیش خدمت ہے۔

1- (43/52)

توحید اور شرک

توحید کا مادّہ "وحد" ہے۔ اس کے خاص مصادر یہ ہیں:

وَحْدٌ وَحْدَةٌ حِدَةٌ

ان مصادر کے معنی ہیں:

"اپنی ذات میں ایک ہونا، منفرد ہونا، یکتا ہونا، اکیلا ہونا"۔

"توحید" کے معنی

"ایک کرنا، ایک بنانا، ایک کہنا، ایک جاننا"۔

اصطلاح شرع میں توحید یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو اس کی ذات، صفات اور حقوق میں ایک منفرد اور یکتا مانا جائے۔

...... نہ اس کی ذات میں کسی کو شریک کیا جائے۔

...... نہ اس کی صفات میں کسی کو شریک کیا جائے۔

...... نہ اس کے حقوق میں کسی کو شریک کیا جائے۔

شرک کے معنی

"شِرْكَةٌ" کے معنی "شریک ہونے" اور "اِشْرَاكٌ" کے معنی "شریک کرنے" کے ہیں۔ اصطلاح شرع میں "شرک" کے معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی ذات، صفات اور حقوق میں کسی دوسرے کو شریک کیا جائے۔

توحید کی اہمیت اور شرک کی قباحت

...... توحید تمام اعمال صالحہ کی اصل اور ایمان و اسلام کی روح ہے، اگر توحید نہیں تو ایمان و اسلام بھی نہیں، بغیر توحید کے تمام اعمال صالحہ بیکار ہیں۔ توحید آخرت میں نجات کے لئے شرط ہے۔

...... شرک توحید کی ضد ہے، شرک کی موجودگی میں نجات ناممکن ہے۔
شرک سے اعمالِ صالحہ ضائع ہو جاتے ہیں۔ وہ ایمان نفع بخش نہیں جس میں شرک کی آمیزش ہو۔ شرک ناقابل معافی گناہ ہے۔ مشرک نجس ہوتا ہے۔ مشرک سے نکاح حرام ہے۔
مشرک پر ہمیشہ کے لئے جنت حرام ہے .... موحد پر دوزخ کی ہیشگی حرام ہے

توحید کی قسمیں

① توحید فی الذات

اللہ تعالیٰ کو اس کی ذات میں یکتا، اکیلا اور منفرد ماننا توحید فی الذات ہے۔
یعنی نہ اس کی کوئی بیوی ہے اور نہ بیٹا نہ کسی نے اسے جنا ہے اور نہ اس نے کسی کو جنا ہے۔
اللہ تعالیٰ کی ذات میں کسی کو شریک کرنا شرک فی الذات کہلاتا ہے۔

مثالیں:

جیسا کہ یہود عزیرؑ کو اور عیسائی عیسیٰؑ کو اللہ کا بیٹا کہتے ہیں۔
نام نہاد مسلمان نبی ﷺ کو "نور من نور اللہ" کہتے ہیں۔ اگر یہ کہا جائے کہ اللہ کے کل نور کا محمد ﷺ جزو ہیں تو یہ بھی غلط ہے کیونکہ جو صفات کل کی ہونگی وہی جزو کی ہونگی۔ اب ایک بڑا رب اور ایک چھوٹا رب ماننا پڑے گا۔ ایسا عقیدہ بھی شرک فی الذات میں شامل ہے کہ محمد ﷺ اللہ کا ظاہر ہیں۔ جیسا کہ اس شعر میں کہا گیا ہے:

ـ وہی جو مستویٔ عرش تھا خدا ہو کر
اتر پڑا مدینہ میں مصطفیٰ ہو کر (نعوذباللہ)

ـ پردۂ انسان میں آ کے خود کو دکھانا تھا جمال
رکھ لیا نام محمدؐ تاکہ رسوائی نہ ہو (نعوذباللہ)

اسی طرح یہ عقیدہ رکھنا کہ اللہ نے اپنے نور سے پنجتن کو پیدا کیا۔ یا علی b کو اللہ کہنا:

ـ یا علی تجھے نصیری جو خدا کہتے ہیں
وہ اپنے عقیدہ کے مطابق بجا کہتے ہیں (نعوذباللہ)

اسی طرح کوئی "انا الحق" کہے یا کسی بزرگ کو اللہ کا ظاہر کہے۔ مثلا:

ـ چاچڑ وانگ مدینہ ڈسے کوٹ مٹھن بیت اللہ
ظاہر دے وچ پیر فرید ن باطن دے وچ اللہ (نعوذباللہ)

② توحید فی الصفات

اللہ تعالیٰ کو اس کی صفات میں یکتا، اکیلا اور بے مثال ماننا توحید فی الصفات ہے۔ یعنی بے مثل، لازوال، لامحدود صفات کا مالک صرف اللہ ہے۔

اس کی صفات میں کسی کو شریک کرنا یا اس جیسی کسی ایک صفت کا بھی دوسرے کو حامل سمجھنا شرک فی الصفات ہے۔

مثالیں:

اس شرک کے زیادہ عام ہونے کی وجہ یہ ہے کہ مشرکین جس جس ہستی کو (اللہ کے علاوہ) اپنا رب سمجھتے ہیں یا لوگوں میں اس عقیدہ کو عام کرنا چاہتے ہیں تو انہوں نے یہ طریقہ اختیار کیا ہوا ہے کہ سب سے پہلے انہیں اللہ کی صفات کا مالک سمجھا جائے تا کہ بعد میں انہیں رب منوانے میں آسانی ہو۔

مثلاً: مشکل کشا، مددگار، عالم الغیب، مختارکل، مالک کل۔

کئی فاصلوں سے سننے اور دیکھنے اور سمجھنے والا وغیرہ۔

③ توحید فی الحقوق

اللہ تعالیٰ کو اس کے حقوق میں یکتا اور منفرد ماننا توحید فی الحقوق ہے۔

یعنی حاکمیت، حکم، قانون، اطاعت اور بندگی صرف رب کی ہو۔

اللہ تعالیٰ کے حقوق میں کسی دوسرے کو شریک کرنا یا شریک سمجھنا شرک فی الحقوق ہے۔

مثالیں:

یہ معاملہ بھی توحید فی الصفات سے ملتا جلتا ہے۔ شیطان لوگوں کو قولاً نہ سہی فعلاً رب منواتا ہے۔ قبروں پر سجدے، طواف، ذبیحے، نیاز، دُعا و پکار، اعتکاف، علماء کو شریعت ساز سمجھنا وغیرہ۔

لفظ "اللہ" میں توحید کے تمام پہلو اور شعبے اس طرح سمو دیئے گئے ہیں کہ توحید کے سلسلے میں لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہنے کے بعد مزید کچھ کہنے کی ضرورت باقی نہیں رہتی، توحید کے

سلسلے میں جو تفصیلات بیان کی جاتی ہیں وہ گویا صرف لفظ "اللہ" کی تشریحات اور توضیحات ہیں۔ اگر کوئی شخص تفصیل میں نہ جانا چاہے تو وہ صرف لفظ "اللہ" کی حقیقت کو اچھی طرح سمجھ لے اس کے بعد کوئی وجہ نہیں کہ پھر بھی کوئی شخص کسی قسم کے شرک کا ارتکاب کر بیٹھے۔

شرک کی قسمیں

شرک کی دو قسمیں ہیں:

① شرک اکبر

جو بندہ کو دائرہ ملت سے نکال دیتا ہے اور اس کو ہمیشہ کیلئے جہنم رسید کر دیتا ہے، یہ اس صورت میں جب وہ شرک پر ہی مرا ہو اور توبہ کی توفیق نہ ملی ہو، شرک اکبر کا مطلب ہے کہ عبادت غیر اللہ کے لئے ادا کی جائے، جیسے غیر اللہ سے دُعا کرنا، غیر اللہ کا تقرب حاصل کرنے کیلئے اس کی بارگاہ میں قربانی کرنا، نذر و نیاز چڑھانا، غیر اللہ کے ضمن میں مقابر و مزارات، جن و شیاطین سب آجاتے ہیں، اسی طرح مردار، جنات و شیاطین سے خوف کھانا کہ وہ اسے مافوق الاسباب تکلیف نہ پہنچا دے، اس کو بیماری میں مبتلا نہ کر دے، اسی طرح غیر اللہ سے ایسی امیدیں وابستہ رکھنا جس پر صرف اللہ قدرت رکھتا ہے، مثلاً حاجت پوری کرنا، مصیبت دور کرنا، اس طرح کے شرک کی مشق آج کل اولیاء و بزرگوں کی پختہ قبروں پر خوب ہو رہی ہے۔

② شرک اصغر

ایسا شرک جس کے ارتکاب سے بندہ ملت کے دائرہ سے خارج تو نہیں ہوتا، لیکن اس کی توحید میں کمی آجاتی ہے، یہ شرک اکبر کا ایک ذریعہ ہے۔ اس کی بھی دو قسمیں ہیں۔

1) شرک جلی: شرکیہ الفاظ و افعال ہوتے ہیں، شرکیہ الفاظ کی مثال، غیر اللہ کی قسم کھانا وغیرہ۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

(مَنْ حَلَفَ بِغَيْرِ اللهِ فَقَدْ كَفَرَ أَوْ أَشْرَكَ)[1] "جس نے غیر اللہ کی قسم کھائی اس نے کفر کیا یا شرک کیا"۔

اور آپ ﷺ کا اس شخص سے یہ فرمانا جس نے کہا تھا کہ اگر اللہ تعالیٰ اور آپ نے چاہا: کیا تم نے مجھے اللہ تعالیٰ کے مدمقابل بنا دیا، کہو اگر اکیلے اللہ نے چاہا۔[2]

اسی طرح کسی کا یہ کہنا "اگر اللہ اور فلاں نہ ہوتا" جب کہ اس کے قول کا صحیح طریقہ یہ ہے، جیسا اللہ تعالیٰ نے چاہا، پھر فلاں شخص نے، اس لئے کہ لفظ ثم (پھر) ترتیب (تراخی) کے لئے آتا ہے، جس سے یہ مفہوم خود بخود پیدا ہو جاتا ہے کہ بندہ کی مشیت اللہ تعالیٰ کی مشیت کے تابع ہے۔ ارشاد الٰہی ہے:

﴿ وَمَا تَشَاءُونَ إِلَّا أَنْ يَشَاءَ اللهُ رَبُّ الْعَالَمِينَ ﴾[3] "اور تم کچھ بھی نہیں چاہ سکتے مگر وہی جو اللہ رب العالمین چاہے"۔

جب کہ حرف واؤ مطلق جمع واشتراک کے لئے آتا ہے، جس سے ترتیب وتعقیب کا مفہوم پیدا نہیں ہوتا، جیسے کسی سے کہا جائے "میرے لئے تو بس اللہ اور تم ہو" اور یہ "اللہ اور تمہاری برکت کے طفیل" وغیرہ۔

شرکیہ اعمال جیسے کڑے پہننا، دفع بلیات کیلئے دھاگہ باندھنا، نظر بد سے بچنے کیلئے تعویذ باندھنا وغیرہ، ان اعمال کے ساتھ جب یہ عقیدہ ہو کہ ان سے مصائب و پریشانیاں دور ہوتی ہیں، بلائیں ٹلتی ہیں، تو یہ تمام معتقدات شرک اصغر کے ضمن میں آتے ہیں، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے ان چیزوں کو ان مقاصد کے حصول کا ذریعہ نہیں بنایا لیکن اگر کسی شخص کا یہ اعتقاد ہو کہ یہ چیزیں بذات خود بلا و مصیبت کو دور کرتی ہیں تو یہ شرک اکبر ہے، اس لئے کہ اس میں غیر اللہ کے ساتھ اس تعلق وربط کا اظہار ہو رہا ہے جو صرف اللہ تعالیٰ کیلئے خاص ہے۔

2) **شرک خفی:** یہ ارادوں اور نیتوں کا شرک ہے، جیسے ریا کاری، شہرت آوری وغیرہ یعنی اللہ تعالیٰ سے تقرب والے عمل اس لئے کئے جائیں تا کہ لوگ اس کی تعریف کریں

1- (الترمذی) 2- (نسائی) 3- (29/81)

مثلاً کوئی شخص اچھی نماز صرف اس لئے پڑھتا ہے یا صدقہ وخیرات صرف اس لئے کرتا ہے کہ لوگ اس کی تعریف کریں، ذکر و اذکار اور تلاوت صرف اس لئے کرتا ہے کہ لوگ سنیں تو اس کی خوب تعریف کریں، کسی بھی عمل میں جب ریا کاری آجاتی ہے تو وہ عمل باطل ہو جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ فَمَنْ كَانَ يَرْجُوا لِقَاءَ رَبِّهِ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهِ أَحَدًا ﴾[1] "تو جو شخص اپنے پروردگار سے ملنے کی امید رکھے اُسے چاہئے کہ عمل نیک کرے اور اپنے پروردگار کی عبادت میں کسی کو شریک نہ بنائے"۔

نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے:

(أَخْوَفُ مَا أَخَافُ عَلَيْكُمُ الشِّرْكُ الْأَصْغَرُ: قَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ! وَمَا الشِّرْكُ الْأَصْغَرُ، قَالَ: الرِّيَاءُ)[2] "تمہارے متعلق سب سے زیادہ ڈر مجھے شرک اصغر سے ہے، لوگوں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول شرک اصغر سے کیا مراد ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا۔ ریا کاری"۔

اسی طرح دنیاوی لالچ میں کوئی دینی عمل کرنا بھی شرک خفی ہے۔ جیسے کوئی شخص صرف مال ودولت کیلئے حج کرتا ہو، اذان دیتا ہو، یا لوگوں کی امامت کرتا ہو، علوم شرعیہ حاصل کرتا ہو یا جہاد فی سبیل اللہ کرتا ہو، ایسے لوگوں کے سلسلہ میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

(تَعِسَ عَبْدُ الدِّينَارِ، وَتَعِسَ عَبْدُ الدِّرْهَمِ، تَعِسَ عَبْدُ الْخَمِيصَةِ، وَتَعِسَ عَبْدُ الْخَمِيلَةِ، إِنْ أُعْطِيَ رَضِيَ وَإِنْ لَمْ يُعْطَ سَخِطَ)[3] "ہلاک ہوا دینار کا بندہ، ہلاک ہوا درہم کا بندہ، ہلاک ہوا کالی چادر کا بندہ، ہلاک ہوا مخملی چادر کا بندہ، اگر اسے دیا جاتا ہے تو خوش ہے، اور اگر نہیں دیا جاتا ہے تو ناخوش رہتا ہے"۔

1- (110/18) 2- (احمد، الطبرانی، البغوی) 3- (البخاری)

علامہ ابن قیمؒ فرماتے ہیں کہ ارادوں ونیتوں کا شرک تو ایسا بحرِ زخار ہے کہ جس کا کوئی کنارہ نہیں اور بہت کم ہی لوگ اس سے بچ پاتے ہیں، لہٰذا جس شخص نے اپنے عمل سے اللہ کی رضا مندی کے علاوہ کسی دوسری چیز کا ارادہ کیا یا اللہ تعالیٰ کے تقرب کے علاوہ کسی اور چیز کی نیت کی اور غیر اللہ سے اس عمل کے جزاء کی درخواست کی تو وہ نیت وارادہ کا شرک ہے۔

مذکورہ بالا باتوں سے یہ چیز صاف طور پر واضح ہوگئی کہ شرکِ اکبر وشرک اصغر کے مابین بڑا فرق ہے۔ جیسے:

① شرک اکبر سے ایک مسلمان ملت سے خارج ہو جاتا ہے اور شرک اصغر سے ملت سے خارج نہیں ہوتا۔

② شرک اکبر ایک مشرک کو ہمیشہ کیلئے جہنم رسید کر دیتا ہے جبکہ شرک اصغر سے ایسا کچھ نہیں ہوتا، اگر وہ جہنم میں گیا بھی تو زیادہ دن نہیں رکھا جائے گا۔

③ شرک اکبر تمام نیک اعمال کو ختم کر دیتا ہے اور شرک اصغر تمام نیک اعمال کو برباد نہیں کرتا، لیکن ریاکاری، اسی طرح دیناوی غرض سے یا دین ودنیا میں ملاوٹ والے کام تمام نیک اعمال کو ختم کر دیتے ہیں۔

④ شرک اکبر مشرک کے مال ودولت کو مباح قرار دیتا ہے جب کہ شرک اصغر میں ایسا کچھ نہیں۔[1]

1- ماخذ: کتاب التوحید/ ڈاکٹر صالح بن فوزان الفوزان

بعض کلمہ گو بھی مشرک ہوتے ہیں

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَمَا يُؤْمِنُ أَكْثَرُهُمْ بِاللّٰهِ إِلَّا وَهُمْ مُشْرِكُوْنَ﴾ (106/12) ''ان میں سے اکثر لوگ اللہ پر ایمان لانے کے باوجود مشرک ہوتے ہیں''

قارئین آپ شرک کی تمام اقسام اور ہر قسم میں موجود جزئیات کا مطالعہ کریں پھر آپ لوگوں کی حالت پر غور کریں تو آپ کو اکثریت شرک میں ملوث نظر آئے گی اگرچہ زبان پر اللہ کو ایک ماننے کا دعویٰ بھی ہوگا۔

اس کے باوجود کچھ لوگ اس غلط فہمی کا شکار ہیں کہ یہ اُمت شرک نہیں کر سکتی۔ دلیل کے طور پر وہ حضرات ایک حدیث پیش کرتے ہیں:

مثلاً یہ کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

(مَا أَخَافُ عَلَيْكُمْ أَنْ تُشْرِكُوْا بَعْدِيْ وَلٰكِنْ أَخَافُ عَلَيْكُمْ أَنْ تَنَافَسُوْا فِيْهَا) (صحیح بخاری) ''میں تمہارے متعلق اس بات سے خائف نہیں کہ تم میرے بعد شرک کرو گے، لیکن مجھے ڈر ہے کہ تم ایک دوسرے کے مقابلے میں دُنیا میں رغبت کرو گے''۔

قارئین اس حدیث سے استدلال کرنا درست نہیں کیونکہ اس حدیث میں صحابہ کرامؓ سے خطاب ہے اور وہی اس کے مصداق ہیں۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

وأن أصحابه لا يشركون بعده فكان كذلك (فتح الباری ۶/۶۱۴) ''یہ کہ آپ ﷺ کے اصحاب آپ کے بعد شرک نہیں کریں گے پس اسی طرح ہوا۔

یعنی اس حدیث کا تعلق صحابہ کرامؓ سے ہے عام اُمت سے نہیں اور صحابۂ کرامؓ کو ہی مخاطب فرما کر آپ ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی تھی۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ اس حدیث میں

اُمت کا لفظ نہیں جبکہ دیگر صحیح احادیث میں صراحت کے ساتھ اُمت کے بہت سے لوگوں کا شرک میں مبتلا ہونا مذکور ہے اور ان احادیث میں "اُمت" کا لفظ بھی موجود ہے۔

اگر اس حدیث کو عام اُمت کے لئے مان لیا جائے تب بھی اس سے مراد اُمت کا ہر فرد نہیں ہوگا جیسا کہ شارحینِ حدیث نے لکھا ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

قوله (ما أخاف عليكم أن تشركوا) أي على مجموعكم لأن ذلك قد وقع من البعض أعاذنا الله تعالىٰ؛ (فتح الباری ۳/۲۱۱)

"نبی ﷺ کے اس فرمان (کہ مجھے تمہارے متعلق شرک کا ڈر نہیں) کا مطلب یہ ہے کہ تم مجموعی طور پر شرک نہیں کرو گے، اس لئے کہ اُمت مسلمہ میں سے بعض افراد کی جانب سے شرک کا وقوع ہوا ہے، اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی پناہ میں رکھے۔" (1)

آپ ﷺ نے فرمایا:

مَنْ مَّاتَ لَا يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا
دَخَلَ الْجَنَّةَ
وَمَنْ مَّاتَ يُشْرِكُ بِاللّٰهِ
دَخَلَ النَّارَ

"جس شخص کی موت اس حالت میں آئی کہ وہ اللہ کے ساتھ شریک نہیں ٹھہراتا تھا وہ جنت میں داخل ہوگا اور جس شخص کی موت اس حالت میں آئی کہ وہ اللہ کے ساتھ شرک کرتا تھا وہ جہنم میں داخل ہوگا"۔ (مسلم)

1- (ماخوذ / ماہنامہ الحدیث، شمارہ 45، ص 22)

② حاکمیت

الوہیت کا تقاضا ہے کہ صرف اللہ تعالیٰ ہی کو حاکم حقیقی تسلیم کیا جائے:

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وَهُوَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ، لَهُ الْحَمْدُ فِي الْاُوْلٰى وَالْاٰخِرَةِ وَلَهُ الْحُكْمُ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ﴾ (1) "اور وہ اللہ ہی ہے کہ اس کے سوا کوئی الٰہ نہیں دُنیا اور آخرت میں اسی کی تعریف ہے۔ حکم اسی کا (چلتا) ہے اور تم اسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے"۔

اللہ تعالیٰ ہی تمام مخلوقات کا خالق ہے، جو کچھ آسمانوں میں ہے جو کچھ زمین میں ہے اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہے اور جو کچھ مٹی کے نیچے ہے اللہ ہی کا ہے اور اسی کے ہاتھ میں ہر چیز کی بادشاہی ہے، وہی کائنات کا اکیلا اور حقیقی حاکم ہے، اس کی حکومت ازلی وابدی ہے۔ حکم کونی ہو یا حکم شرعی☆ کوئی دوسرا اس کے حکم میں شریک نہیں۔

﴿اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ﴾ (2) "یاد رکھو! مخلوق اسی کی ہے (لہٰذا اس کی مخلوق میں) حکم بھی اسی کا (چلتا ہے)"۔

﴿اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ﴾ (3) "حکم کسی کا نہیں چلتا سوائے اللہ کے"۔

﴿وَلَا يُشْرِكُ فِي حُكْمِهِ اَحَدًا﴾ (4) "اور وہ اپنے حکم میں کسی کو شریک نہیں کرتا"۔

الوہیت کا تقاضا ہے کہ زندگی کے ہر معاملے میں اللہ تعالیٰ کی حاکمیت کو ثابت کیا جائے۔ اس حاکم حقیقی کے نازل کردہ دین (قانون) کو اپنے وجود سمیت پوری دُنیا میں نافذ کیا جائے پھر اس قانون کی اطاعت عبادت بن جائے گی۔

یعنی وہی حاکم ہے...... دین (قانون) اسی کا...... عبادت (اطاعت) اسی کی۔

1- (70/28) 2- (54/7) 3- (40/12) 4- (26/18)

☆ حکم کونی: ایسا حکم جس میں اللہ تعالیٰ کی خوشی شرط نہیں۔ حکم شرعی: ایسا حکم جس میں اللہ تعالیٰ کی خوشی شرط ہے

"حاکمیت اللہ کی" اس زبانی دعویٰ کے بعد عملی طور پر اقامتِ دین اور غلبۂ دین کی جدوجہد بہت ضروری ہے:

"لا الہ الا اللہ" کا اقرار کرکے اپنے آپ کو مسلم کہنے والے حکمران، شاہانِ مملکت، صدرِ مملکت، وزیراعظم اور جرنیلوں کو چاہئے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ قانون (قرآن وسنت) کو نافذ کریں اور اسی کے مطابق فیصلے کریں۔ دین کی مخالفت کرکے یا دین کی راہ میں رکاوٹ بن کے طاغوت نہ بن جائیں۔

عوام کو چاہئے کہ وہ بھی فیصلہ کے وقت اللہ تعالیٰ کے قانون کی طرف رجوع کریں اور اللہ تعالیٰ کے احکامات کے سامنے سرِتسلیم خم کردیں اور اس کی نازل کردہ شریعت سے خوش وراضی ہوں۔ جو شخص بھی اللہ تعالیٰ کی شریعت وقانون کو چھوڑ کر عصری وضعی قوانین کا سہارا لے گا اور شریعت کو چھوڑ کر خواہشاتِ نفس پر عمل کرے گا تو سمجھو کہ اس نے اسلام وایمان کو اپنی گردن سے اتار پھینکا ہے کیونکہ شریعتِ الٰہی کو ماننا ایمان، عقیدہ اور اللہ کی عبادت ہے، اس پر عمل کرنا ہر مسلم پر ضروری ہے۔

وضعی قوانین کے مطابق فیصلہ دینے والوں کے متعلق اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ ﴾ (44/5) "اور جو اللہ کے نازل کردہ احکام کے مطابق حکم نہ دے تو ایسے ہی لوگ کافر ہیں"۔

(انہیں اگلی آیت میں "الظّٰلِمُوْنَ" اور "الْفٰسِقُوْنَ" بھی کہا گیا ہے)۔

اس آیت کریمہ میں صاف طور پر واضح کردیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ شریعت کے علاوہ کسی دوسرے نظام یا قانون کو اختیار کرنا کفر ہے۔

...... یہ کفر کبھی تو کفرِ اکبر ہوتا ہے جس سے انسان دائرہ ملت سے نکل جاتا ہے اور

...... کبھی یہ کفرِ اصغر ہوتا ہے جس سے انسان دائرہ ملت سے نہیں نکلتا۔

اب! اس کا فیصلہ کہ اس نے کفرِ اکبر کا ارتکاب کیا ہے یا کفرِ اصغر کا؟ اس کی حالت دیکھ کر کیا جائے گا۔

المختصر۔ "لا الہ الا اللہ" جہاں اللہ کے علاوہ ہر معبود کی نفی کرتا ہے وہاں اللہ تعالیٰ کے قانون کے مخالف ہر قانون کی نفی کرتا ہے۔

③ دین

الوہیت کا تقاضا ہے کہ دین صرف اللہ کا نازل کردہ مانا جائے:

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ اِتَّبِعْ مَآ اُوْحِيَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ وَاَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِيْنَ ﴾[1] (اے رسول) جو کچھ آپ کے رب کی طرف سے آپ پر وحی کی جا رہی ہے بس آپ اس کی پیروی کرتے رہیے اس کے علاوہ کوئی الٰہ نہیں اور مشرکوں سے روگردانی اختیار کیجئے۔

جب رب کے سوا کوئی الٰہ نہیں حاکم وشہنشاہ نہیں وہی تمام مخلوقات کا خالق بھی ہے اور مالک بھی ہے تو اس کی مخلوق پر حکم بھی اسی کا چلے گا۔ اس کے علاوہ کسی کو بھی یہ حق نہیں کہ اس کی بات کو دین سمجھا جائے۔ کسی کو یہ حق دینا اس کو الٰہ بنانے کے مترادف ہے جو کہ شرک ہے ایسا کرنے والے مشرکوں سے روگردانی کرنی چاہیے تا کہ ان کے خودساختہ یا ملاوٹی دین میں شامل ہو کر ان کی حوصلہ افزائی کی جائے۔

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کا تقاضا ہے کہ الٰہ جو کہ صرف اللہ ہے اسی کے نازل کردہ دین خالص کی پیروی کی جائے اس کے علاوہ کسی کی بات کو دین نہ سمجھا جائے چاہے وہ کوئی بزرگ یا ولی ہی کیوں نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ (اے لوگو) جو کچھ تم پر تمہارے رب کی طرف سے نازل ہوا ہے اسی کی پیروی کرو اس کے علاوہ ولیوں کی پیروی نہ کرو (مگر) تم کم ہی نصیحت قبول کرتے ہو ﴾[2]

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ اور جو شخص اللہ کی نازل کردہ (شریعت) کے مطابق فیصلہ نہ کرے تو (ایسے) لوگ کافر ہیں ﴾[3]

1- (106/6) 2- (3/7) 3- (44/5)

الله تعالیٰ ہمارا الٰہ (حاکم) ہے اس کے سوا کوئی حاکم الحاکمین نہیں ہے اس کی مخلوق پر صرف اسی کا حکم چلے گا اس کے سوا کسی کا حکم نہیں چلے گا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ اَمَرَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ ﴾ (1) "حکم کسی کا نہ مانا جائے سوائے اللہ کے، اللہ نے حکم دے دیا ہے کہ عبادت (اطاعت) کسی کی نہ کی جائے سوائے اس کے"

﴿ وَلَا يُشْرِكُ فِيْ حُكْمِهٖٓ اَحَدًا ﴾ (2) "اللہ اپنے حکم میں کسی کو شریک نہیں کرتا"

فرمایا:

﴿ شَرَعَ لَكُمْ مِّنَ الدِّيْنِ ﴾ (3) "اللہ نے تمہارے لئے دینی قوانین بنائے"

اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ احکامات جسے اس نے ہمارے لیے قانون کی حیثیت دی، یہ شریعت سازی اسی کا حق ہے اس کے علاوہ کسی کو شریعت ساز سمجھنا شرک ہے۔

﴿ اَمْ لَهُمْ شُرَكٰٓؤُا شَرَعُوْا لَهُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَا لَمْ يَاْذَنْۢ بِهِ اللّٰهُ ﴾ (4) "کیا انہوں نے (اللہ کے) شریک بنا رکھے ہیں جو ان کیلئے دینی قوانین بناتے رہتے ہیں حالانکہ اللہ نے اس کی اجازت نہیں دی"

کسی کے فتوے اور رائے دین میں شامل کرنے سے دین خالص نہیں رہے گا کیونکہ دین خالص وہی ہے جو اللہ کی طرف سے نازل ہوا۔

1- (40/12)　2- (26/18)　3- (13/42)　4- (21/42)

فرمایا:

﴿ اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ ﴾ (1) ☆ "بے شک اللہ کے نزدیک دین صرف اسلام ہے"

﴿ اَلَا لِلّٰهِ الدِّيْنُ الْخَالِصُ ﴾ (2) "خبردار ہو جاؤ دین خالص اللہ کے لئے ہے"

اس دین میں کمی بیشی کی کوئی گنجائش نہیں کیونکہ اس دین کو اللہ نے اپنے آخری رسول ﷺ کی زندگی میں مکمل کر دیا تھا۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا ﴾ (3) "آج میں نے تمہارے لئے دین کو کامل کر دیا ہے اور تم پر اپنی نعمت مکمل کر دی اور میں نے تمہارے لئے جس دین کو پسند کیا وہ اسلام ہے"

یہ ہے وہ خالص اور مکمل دین (قانون) جس کا نام اسلام ہے۔

اب اگر کوئی اسلام کے علاوہ کسی اور دین کو اپنائے گا تو وہ اس سے قبول نہیں کیا جائے گا۔

فرمایا:

﴿ وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴾ (4) "جو شخص اسلام کے علاوہ کسی اور دین کا متلاشی ہوگا تو وہ دین اس سے ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا اور آخرت میں وہ نقصان اٹھانے والوں میں ہوگا"

1- (19/3)　2- (3/39)　3- (3/5)　4- (85/3)

☆ دین کے معنی قانون کے ہیں

اسلام کے معنی: اطاعت وفرمانبرداری کے بھی ہیں سپرد کر دینے کے بھی ہیں سر تسلیم خم کر دینے کے بھی ہیں۔
یعنی اللہ کے قانون کو تسلیم کر کے اسی کی اطاعت وفرمانبرداری کیلئے اپنے آپ کو سپرد کر دینا۔

دین اسلام کے بارے میں دو باتوں کی اصلاح کر لینی ضروری ہے:

...... عام طور پر کہا جاتا ہے کہ مذہب اسلام جبکہ دین اسلام کہنا چاہیے۔

...... عام طور پر لوگ صرف نماز روزے حج ذکر وغیرہ کو دین اسلام سمجھتے ہیں لیکن حقیقت میں دین اسلام مکمل نظام ضابطہ حیات اور قانون کی حیثیت رکھتا ہے ایسا قانون کہ جو ہماری دنیا و آخرت کی کامیابی کا ضامن ہے۔

دین اسلام جو کہ اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ احکامات پر مبنی قانون ہے۔

اس کے دو ماخذ ہیں: 1- قرآن مجید 2- احادیث رسول ﷺ ☆

قرآن مجید آئین کی کتاب ہے اور حدیث دستور کی کتاب ہے۔

قرآن مجید میں قرآن کو کتاب اور حدیث کو حکمت، حکم یا میزان بھی کہا گیا ہے۔

بہت سے لوگ اس غلط فہمی کا شکار ہیں کہ صرف قرآن بذریعہ وحی نازل ہوا تھا لیکن حقیقت یہ ہے کہ قرآن کے ساتھ حدیث بھی منزل من اللہ ہے۔

اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی پہنچنے کے تین طریقے ہیں۔

① براہ راست وحی کے ذریعہ۔
② پردہ کے پیچھے سے براہ راست کلام۔
③ اللہ کے حکم سے وحی کا فرشتہ کے ذریعے آنا۔

قرآن مجید وحی کی تیسری قسم ہے اس کے علاوہ پہلی دو قسم کی وحی سے نبی ﷺ کو احکامات ملتے رہے تھے قرآن مجید کو وحی جلی اور حدیث کو وحی خفی کا نام دیا جاتا ہے۔

قرآن کی نماز میں تلاوت ہوتی ہے اس لئے اسے وحی متلو کہتے ہیں۔

حدیث کی نماز میں تلاوت نہیں ہوتی اس لئے اسے وحی غیر متلو کہا جاتا ہے۔

معلوم ہوا کہ منزل من اللہ دین (قانون) قرآن اور حدیث ہے۔

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

(تَرَكْتُ فِيكُمْ أَمْرَيْنِ، لَنْ تَضِلُّوا مَا تَمَسَّكْتُمْ بِهِمَا، كِتَابَ اللهِ وَسُنَّةَ نَبِيِّهِ)[1] ''میں نے تمہارے درمیان دو چیزیں چھوڑی ہیں، جب تک تم ان دونوں کو مضبوطی سے تھامے رکھو گے، گمراہ نہ ہو گے (1) اللہ کی کتاب (2) نبی ﷺ کی سنت''۔

☆ حدیث اللہ کے رسول ﷺ کے قول، فعل اور تقریر کو کہتے ہیں۔ ایک حدیث کی سند ہوتی ہے اور دوسرا متن۔ احادیث کی بہت سی کتب ہیں جن میں صحاح ستہ کا درجہ بلند ہے، ان میں بخاری و مسلم کا درجہ بلند ہے۔

1- (موطا امام مالک)

④ عبادت

الوہیت کا تقاضا ہے کہ عبادت صرف اللہ کی کی جائے:

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ذٰلِكُمُ اللهُ رَبُّكُمْ، لَآ إِلٰهَ إِلَّا هُوَ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ فَاعْبُدُوهُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ وَّكِيلٌ﴾[1] ''وہ اللہ ہی تمہارا رب ہے اس کے سوا کوئی الٰہ نہیں، وہی ہر چیز کا پیدا کرنے والا ہے، لہٰذا اسی کی عبادت کرو، وہی ہر چیز پر نگہبان ہے''۔

اللہ تعالیٰ ہی سب کا خالق، پروردگار اور نگہبان ہے۔ اس کے سوا کوئی الٰہ نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کی الوہیت کا تقاضا ہے کہ صرف اسی کی عبادت کی جائے اور اس کے علاوہ تمام مخلوقات کی عبادت کا انکار کیا جائے۔ مخلوق میں سے کسی کی عبادت کرنا اسے معبود اور الٰہ بنانے کے مترادف ہے کیونکہ جو جس کی عبادت کرتا ہے وہی اس کا معبود ہوتا ہے لہٰذا اللہ کے علاوہ دوسرا معبود بنانا شرک ہے ایسا شخص لاکھ بار ''لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ'' کا اقرار کرتا پھرے کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔

انبیاء اپنی قوموں کو عبادت کی طرف ان الفاظ میں دعوت دیتے:

﴿يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللهَ مَا لَكُمْ مِّنْ إِلٰهٍ غَيْرُهُ﴾[2] ''اے قوم اللہ کی عبادت کرو اس کے سوا تمہارا کوئی الٰہ نہیں ہے''۔

جہاں اللہ تعالیٰ کے معبود ہونے کا اقرار ضروری ہے وہاں اللہ کے علاوہ ہر ایک کی عبادت کا انکار بھی ضروری ہے۔ جیسا کہ اللہ کے رسول ﷺ کا فرمان ہے۔

(مَنْ قَالَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَكَفَرَ بِمَا يُعْبَدُ مِنْ دُونِ اللهِ)[3] ''جس نے کہا کہ اللہ کے سوا کوئی الٰہ نہیں اس نے اللہ کے علاوہ ہر ایک کی عبادت کا انکار کیا''۔

قارئین اللہ کے معبود ہونے کا قولاً اقرار اور عملاً اظہار کرنا اور مخلوق کی عبادت کا انکار کرنا اس وقت تک ممکن نہیں ہے جب تک ہم یہ نہ جان لیں کہ عبادت کیا ہے؟

1- (102/6) 2- (59/7) 3- (صحیح مسلم)

عبادت کے معنی، اہمیت، ارکان، شرائط، اقسام کیا ہیں۔

عبادت کے موضوع کو ہم کچھ تفصیل سے پیش کریں گے کیونکہ الوہیت کا سب سے بڑا تقاضا عبادت ہے۔ بہت سے علماء نے تو اللہ کے معنی ہی معبود کئے ہیں۔

عبادت کے معنی

عربی زبان میں عبودۃ، عبودیہ اور عبدیۃ کے اصل معنی خضوع اور تذلل کے ہیں۔ یعنی تابع ہو جانا، رام ہو جانا، کسی کے سامنے اس طرح ہتھیار ڈال دینا کہ اس کے مقابلہ میں کوئی مزاحمت یا انحراف و سرتابی نہ ہو اور وہ اپنی منشا کے مطابق جس طرح چاہے خدمت لے۔

یعنی مادہ عبد کا اساسی مفہوم کسی کی بالادستی و برتری تسلیم کر کے اس کے مقابلہ میں اپنی آزادی و خودمختاری سے دست بردار ہو جانا، سرتابی و مزاحمت چھوڑ دینا ہے یہی حقیقت بندگی اور غلامی کی ہے۔ لہٰذا اس لفظ سے اولین تصور جو ایک عرب کے ذہن میں پیدا ہوتا ہے وہ تین قسم کا ہے۔ اللہ تعالیٰ کیلئے غیر مشروط۔

1- غلامی 2- اطاعت 3- پرستش

ان تینوں صورتوں میں ایک عبد کی ذہنی کیفیت یہ ہونی چاہئے:

① وہ اپنے آقا کی اعتقاداً برتری کا قائل ہو اور اس کی بزرگی کا معترف ہو۔

② اس کی مہربانیوں پر شکر و احسان مندی کے جذبہ سے بھی سرشار ہو۔

③ اعتراف نعمت کا اظہار کرتا ہو اور اس کیلئے طرح طرح سے مراسم بندگی بجا لاتا ہو۔

یہ تصور عبدیت کے مفہوم میں صرف اس وقت شامل ہو جاتا ہے جبکہ غلام کا محض سر ہی آقا کے سامنے جھکا ہوا نہ ہو بلکہ اس کا دل بھی جھکا ہوا ہو۔

"عبد" کے معنی زرخرید غلام کے ہیں۔

اصطلاحاً ایسا غلام جو نا صرف اپنے آقا کی اطاعت کرے بلکہ اس کے لئے پرستش بھی کرے۔

عبادت کی تعریف

عبادت ایک جامع لفظ ہے، اس سے صرف نماز یا روزہ یا اس قسم کے دوسرے افعال مراد لینا صحیح نہیں۔ اس لئے بھرپور زندگی یہی اعمال کرنا ضروری ہونگے، دوسرے اعمال کرنا مقصدِ تخلیق کے منافی ہوگا۔

نماز روزہ اگرچہ عبادت ہیں لیکن ہر حالت میں نہیں کیونکہ یہی اعمال اگر اللہ تعالیٰ کی اطاعت کے تحت نہ کئے جائیں تو وہ عبادت نہیں بغاوت بن جائیں گے۔

نتیجہ یہ نکلا کہ عبادت دراصل اطاعت کا نام ہے، عبادت اطاعت ہے اور اطاعت عبادت ہے۔ اگر زندگی کے تمام معاملات، عبادات، کاروبار حتیٰ کہ چلنا پھرنا، سونا جاگنا، اٹھنا بیٹھنا، کھانا پینا، شادی بیاہ، لین دین، جنگ وجدل، بغض وعناد وغیرہ اگر اللہ کے احکامات کے مطابق کئے جائیں تو وہ سب عبادت کہلائیں گے، اس طرح تمام زندگی عبادت بن جائے گی اور مقصدِ تخلیق پورا ہوگا۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ "عبادت" کا مفہوم یوں بیان کرتے ہیں:

"یہ اللہ کی اطاعت ہے، اُن احکام کو بجا لانا کہ جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولوں کی زبانی ہم تک پہنچایا ہے"۔

مزید فرمایا:

اَلْعِبَادَةُ اِسْمٌ جَامِعٌ لِكُلِّ مَا يُحِبُّهُ اللّٰهُ وَيَرْضَاهُ مِنَ الْاَقْوَالِ وَالْاَعْمَالِ الظَّاهِرَةِ وَالْبَاطِنَةِ.

"عبادت ایک ایسا جامع اسم ہے جس سے وہ تمام ظاہری و باطنی اقوال واعمال مراد ہیں جو اللہ کے نزدیک پسندیدہ ہیں اور جن سے وہ راضی ہوتا ہے"۔

امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"جن امور کے انجام دینے کا حکم دیا گیا ہے ان پر عمل پیرا ہونا اور جن سے روکا گیا ہے ان کے ترک کردینے کا نام عبادت ہے"۔

عبادت کی معرفت

① الوہیت یہ ہے کہ ⇦	حاکمیت اللہ کی	حکم اللہ کا	دین (قانون) اسی کا
عبادت یہ ہے کہ ⇦	پرستش اللہ کی	غلامی اللہ کی	اطاعت اُسی کی

② عبادت کی بنیاد توقیفی ہیں یعنی عبادت کا ہر مسئلہ وحی الٰہی پر موقوف ہے۔

③ نیک کام کرنے کو عبادت سمجھا جاتا ہے مگر بُرے کاموں سے رُک جانے کو عبادت نہیں سمجھا جاتا جبکہ اللہ کی رضا اور خوف سے بُرائی سے رک جانا بھی اس کی اطاعت ہے جو کہ عبادت ہے۔

④ عبادت سے پہلے ایمان لانا ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:
﴿جو نیک کام کرے گا اور مومن بھی ہوگا تو اُس کی کوشش رائیگاں نہیں جائے گی اور ہم اس کیلئے (ثواب اعمال) لکھ رہے ہیں﴾ (1)

⑤ عبادت کو ضائع ہونے سے بچائیے:
﴿(اے نبی) آپ کی طرف اور اُن (پیغمبروں) کی طرف جو آپ سے پہلے ہو چکے ہیں یہی وحی بھیجی گئی ہے کہ اگر تم نے شرک کیا تو تمہارے عمل برباد ہو جائینگے اور تم زیاں کاروں میں ہو جاؤ گے﴾ (2)

⑥ مقصودِ عبادت تقویٰ☆ ہے: ﴿اے لوگو! اپنے رب کی عبادت کرو جس نے تم کو پیدا کیا اور تم سے پہلے لوگوں کو پیدا کیا تا کہ تم متقی بن جاؤ۔﴾ (3)

⑦ حصولِ تقویٰ کا واحد ذریعہ "احسان☆☆" ہے۔

1- (94/21) 2- (65/39) 3- (21/2)

☆ تقویٰ دل کی خاص ایمانی کیفیت کا نام ہے۔

☆☆ احسان یہ ہے کہ عبادت کرتے وقت یہ احساس پیدا کرنا کہ میں اللہ کو دیکھ رہا ہوں یا پھر یہ کہ اللہ مجھے دیکھ رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی قربت کا احساس جب ہر وقت رہے تو انسان متقی بن جاتا ہے۔

عبادت کی اہمیت

☆ عبادت ہی مقصدِ زندگی ہے:
اللہ تعالیٰ نے فرمایا:
﴿اور ہم نے جنوں اور انسانوں کو صرف اپنی عبادت کیلئے پیدا کیا﴾ (1)

☆ عبادت ہی مقصدِ نزولِ وحی ہے:
﴿(اے رسول) ہم نے یہ کتاب آپ کی طرف حق کے ساتھ نازل کی ہے لہٰذا آپ دین کو خالص اللہ کیلئے مانتے ہوئے اللہ کی عبادت کرتے رہئے﴾ (2)

☆ عبادت ہی ہر نبی کی دعوت ہے:
﴿اور (اے رسول) ہم نے آپ سے پہلے جو رسول بھی بھیجا اس کو ہم نے یہی وحی کی کہ میرے سوا کوئی الٰہ نہیں لہٰذا (صرف) میری عبادت کرو﴾ (3)

☆ عبادت ہی صراطِ مستقیم ہے:
﴿اور یہ کہ میری عبادت کرو کیونکہ یہی سیدھا راستہ ہے﴾ (4)

☆ عبادت ہی اللہ کا رنگ ہے:
﴿اور اے ایمان والو! ان سے کہدو کہ ہم پر تو) اللہ کا رنگ (چڑھا ہوا) ہے اور اللہ سے بہتر کس کا رنگ ہو سکتا ہے اور ہم بس اسی کی عبادت کرتے ہیں﴾ (5)

☆ عبادت ہی رب سے ملاقات کا ذریعہ ہے:
﴿جس شخص کو اپنے رب سے ملاقات کی اُمید ہو اُسے چاہئے کہ اچھے عمل کرے اور اپنے رب کی عبادت میں کسی کو شریک نہ کرے﴾ (6)

☆ آخری دم تک اللہ کی عبادت کرتے رہنا چاہئے:
﴿اور اس وقت تک اپنے رب کی عبادت کرتے رہئے جب تک آپ کو موت نہ آئے﴾ (7)

1- (56/51) 2- (2/39) 3- (25/21) 4- (61/36) 5- (138/2)
6- (110/18) 7- (99/15)

عبادت

عبادت کے رکن

1- انتہا درجہ کی محبت
2- انتہا درجہ کا خوف

عبادت کی قبولیت کی شرطیں

1- اخلاص
2- شریعت کی موافقت

① انتہا درجہ کی محبت:

﴿ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ ﴾[1] "ایمان والوں کو سب سے زیادہ محبت اللہ سے ہوتی ہے"۔

② انتہا درجہ کا خوف:

﴿ اِنَّهُمْ كَانُوْا يُسٰرِعُوْنَ فِي الْخَيْرٰتِ وَيَدْعُوْنَنَا رَغَبًا وَّ رَهَبًا، وَكَانُوْا لَنَا خٰشِعِيْنَ ﴾[2] "یہ سب لوگ نیکیاں کرنے میں جلدی کیا کرتے تھے، اُمید اور خوف کے ساتھ ہمیں پکارتے رہتے تھے اور ہمارے سامنے عاجزی کیا کرتے تھے"۔

① اخلاص:

﴿ وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ، حُنَفَآءَ ﴾[3] "حالانکہ انہیں یہ حکم دیا گیا ہے کہ دین کو خالص اللہ کیلئے مانتے ہوئے یکسوئی کے ساتھ اللہ کی عبادت کریں"۔

② شریعت کی موافقت:

﴿ وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ...... ﴾[4] "جو شخص اسلام کے علاوہ کسی اور دین کا متلاشی ہوا تو وہ دین اس سے ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا"۔

1- (165/2) 2- (90/21) 3- (5/98) 4- (85/3)

عبادت کی اقسام

(قولی)	(فعلی)[1]	(مالی)	(اعتقادی)[2]
کلمہ شہادت (19/6) (18/3)	قیام (238/2)	زکوۃ (43/2)	خوف (175/3)
نماز (163/6)	رکوع (77/22)	خیرات (90/21)	خشیت (150/2)
استغاثہ (9/8) (4/1)	سجدہ (206/7) (62/53)	صدقات (60/9)	محبت (165/2)
تلاوت (45/29)	روزہ (183/2)	نذر و نیاز (7/76) (35/3)	اُمید اور ڈر (90/21)
پناہ مانگنا (معوذتین)	اعتکاف (187-125/2)	ذبح (107/37) (3/5)	توکل (3/65)
حمد (27/31) (1/1)	طواف (29/22)		امید (110/18)
درود، وظیفہ (21/33) (15/87)	حج (97/3)		
استغفار (3/110)			
دُعا و پکار (60/40) (186/2)			

1- (فعلی عبادت کو بدنی عبادت بھی کہتے ہیں) 2- (اعتقادی عبادت کو قلبی عبادت بھی کہا جاتا ہے)

باطل معبودوں کی اقسام

- جاندار
  - عاقل
    - ☆ طاغوت (جو اپنی عبادت کروانے سے راضی ہوتے ہیں)
      - ① علماء سو (اپنی اطاعت کرواتے ہیں)
      - ② گمراہ پیر ومرشد (اپنی پرستش کرواتے ہیں)
      - ③ حکمران (اپنی غلامی کرواتے ہیں)
    - ☆ (وہ جن کو لوگوں نے معبود بنا رکھا ہے مگر وہ راضی نہیں یا اگر زندہ ہوتے تو اس بات سے ناخوش ہوتے) مثلاً: عیسیٰ علیہ السلام، علیؓ، عبدالقادر جیلانیؒ اور ملائکہ وغیرہ۔
    - ☆ خیالی معبود کہ جن کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں مگر بعض گمراہ لوگوں نے کچھ بزرگانِ امت کیلئے مختلف خودساختہ القاب گھڑ کر انہیں اپنے معبود بنا لیا ہے
      مثلاً: غوث، قطب، ابدال، قلندر، نقیب وغیرہ
  - غیر عاقل
    مثلاً حیوانات، گائے، گھوڑا وغیرہ
- بے جان
  مثلاً: درخت، پتھر، تعزیہ، علم، قبر، بت، آگ، پانی، سورج، چاند، ستارے وغیرہ

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ اور یہ اس لئے کہ اللہ ہی حق ہے اور جس ہستی کو یہ لوگ اللہ کے علاوہ (مدد کے لئے) پکارتے ہیں وہ باطل ہیں اور بلاشبہ اللہ ہی بلند وبالا اور بڑائی والا ہے ﴾ (62/22)

باطل معبودوں کی عبادت کا رد

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ اور جب (قیامت کے دن) تمام لوگ جمع کئے جائیں گے تو وہ (جن کی عبادت کی گئی) ان (مشرکوں) کے دشمن ہونگے اور اُن کی عبادت کا انکار کردیں گے ﴾ [1]

① طاغوت:

طاغوت مندرجہ ذیل مصادر سے نکلا ہے:

طُغُوٌ   طُغُوٌّ   اور   طُغْوَانٌ

ان مصادر کے معنی ہیں:

حد سے بڑھ جانا / جاوز القدر والحد (قدر اور حد سے بڑھ گیا)

طاغوت کے معنی:

...... حد سے تجاوز کرنے والا۔ [2]

...... ہر وہ شخص جو حد شکن ہو۔ [3]

...... طاغوت طغیانی کے معنی میں ہیں۔

سمندر اپنی سطح سے تجاوز کر جائے تو کہا جاتا ہے کہ سمندر میں طغیانی آ گئی اس طرح جب بندہ اپنی حیثیت سے تجاوز کر جائے تو اسے لغوی اعتبار سے طاغوت کہا جاتا ہے۔

اصطلاح شرع میں: طاغوت اس شخص کو کہتے ہیں جو لوگوں کو ایمان کی روشنی سے نکال کر گمراہی کی تاریکیوں میں لے جائے۔

علامہ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ طاغوت کا معنی یہ ہے کہ:

عبادت، اتباع اور اطاعت میں آدمی شرعی حدود سے تجاوز کرنے یعنی جن کی عبادت، اتباع اور اطاعت کا حکم ہی نہیں دیا گیا ان کی عبادت، اتباع اور اطاعت کرنا انہیں طاغوت ماننا ہے۔

1- (6/46)   2- (مصباح اللغات)   3- (مفردات القرآن امام راغب اصفہانی)

طاغوت کی اقسام:

طاغوت کی اقسام تو بہت ہیں لیکن اس کی بڑی بڑی پانچ اقسام ہیں۔

① ابلیس (شیطان) اللہ اس پر لعنت کرے۔

② وہ شخص جس کی عبادت کی جائے اور وہ اس پر راضی ہو۔

③ وہ شخص جو لوگوں کو اپنی عبادت کی دعوت دے۔

④ وہ شخص جو کسی چیز کے بارے میں علم غیب کا دعویٰ کرے۔

⑤ وہ شخص جو اللہ کی اتاری ہوئی شریعت کے علاوہ کسی چیز سے فیصلہ کرے۔

یاد رکھیں! اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے سے پہلے طاغوت کا انکار ضروری ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿...... جو شخص طاغوت کا انکار کرے اور اللہ پر ایمان لے آئے تو اس نے مضبوط حلقہ پکڑ لیا، وہ حلقہ ایسا ہے کہ کبھی نہیں ٹوٹے گا، اللہ سننے والا اور جاننے والا ہے﴾ [1]

﴿اور ہم نے ہر اُمت میں ایک رسول مبعوث فرمایا (جس نے اپنی اُمت سے یہی کہا) کہ اللہ کی عبادت کرو اور طاغوت سے اجتناب کرو۔ پھر ہم نے ان میں سے بعض کو ہدایت دی اور بعض گمراہی پر جمے رہے تو (اے لوگو) زمین کی سیر کرو اور دیکھو کہ حق کو جھٹلانے والوں کا کیا انجام ہوا﴾ [2]

﴿جن لوگوں نے طاغوت کی عبادت سے اجتناب کیا اور اللہ کی طرف رجوع کیا ان کے لئے بشارت ہے تو (اے رسول) میرے بندوں کو بشارت دے دیجئے﴾ [3]

﴿(اے رسول) آپ ان سے پوچھئے کہ کیا میں تمہیں ایسے لوگ نہ بتاؤں جو انجام کے اعتبار سے اللہ کے ہاں اس سے بھی بدتر (مقام پر) ہیں، یہ وہ

1- (256/2) 2- (36/16) 3- (17/39)

لوگ ہیں کہ جن پر اللہ نے لعنت کی، جن پر اللہ کا غضب ہے اور جن میں سے بعض لوگوں کو اللہ نے بندر اور سُور بنا دیا کیونکہ انہوں نے طاغوت کی پرستش کی، اس لئے انجام کے اعتبار سے بُرے ہیں اور سیدھی راہ سے بھی بھٹک چکے ہیں﴾ [1]

② فرشتوں کی طرف سے اپنی عبادت کا انکار:

﴿اور جس دن اللہ ان سب کو جمع کرے گا اور پھر فرشتوں سے فرمائے گا کیا یہ لوگ تمہاری عبادت کرتے تھے؟

(فرشتے) کہیں گے: تو پاک ہے، (تو ان کا کارساز ہے اور) ان کے علاوہ ہمارا بھی کارساز تو ہی ہے (یہ ہماری عبادت نہیں کرتے تھے) بلکہ یہ جنات کی عبادت کرتے تھے اور ان میں سے اکثر انہی کے معتقد تھے﴾ [2]

③ صالحین کی طرف سے انکار:

﴿اور جس دن اللہ ان کو اور جن معبودوں کی یہ اللہ کے سوا عبادت کرتے تھے ان کو جمع کرے گا تو (کافروں کے ان معبودوں سے) پوچھے گا کیا میرے ان بندوں کو تم نے گمراہ کیا تھا یا یہ خود ہی گمراہ ہو گئے تھے۔

وہ کہیں گے تو پاک ہے، ہمارے لئے زیبا نہیں تھا کہ ہم تیرے علاوہ کسی اور کو (ان کے لئے) کارساز بنائیں لیکن (ہوا یہ کہ) تو نے ان کو اور ان کے آباء واجداد کو (خوب) آسودگیاں دیں یہاں تک کہ یہ (ان میں مگن ہو گئے اور تیری) نصیحت کو فراموش کر دیا اور یہ تھے ہی ہلاک ہونے والے﴾ [3]

④ عیسیٰ علیہ السّلام کی طرف سے بیزاری کا اظہار:

﴿اور جب اللہ تعالیٰ (قیامت کے دن) فرمائے گا اے عیسیٰ ابن مریم! کیا تم نے لوگوں سے کہا تھا کہ مجھے اور میری والدہ کو اللہ کے علاوہ الٰہ بنا لینا تو

1- (60/5) 2- (41-40/34) 3- (18-17/25)

وہ جواب دیں گے (اے اللہ) تو پاک و بے عیب ہے، میرے لیے یہ کب سزاوار تھا کہ میں ایسی بات کہتا جس کے کہنے کا مجھے کوئی حق نہیں، اگر میں نے کہا ہو گا تو تجھے اس کا علم ہو گا، تو جانتا ہے کہ میرے دل میں کیا ہے لیکن میں نہیں جانتا کہ تیرے دل میں کیا ہے، بے شک غیبوں کا جاننے والا (صرف) تو ہی ہے ﴾ [1]

﴿ یقیناً ان لوگوں نے کفر کیا جنہوں نے کہا کہ مسیح ابن مریم اللہ ہی تو ہیں حالانکہ مسیح تو کہا کرتے تھے کہ اے بنی اسرائیل اللہ کی عبادت کرو جو میرا بھی رب ہے اور تمہارا بھی اور جو شخص اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرے گا تو اللہ اس پر جنت کو حرام کر دے گا اور اس کا ٹھکانہ جہنم ہو گا اور (قیامت کے دن) ظالموں کا کوئی مددگار نہیں ہو گا﴾ [2]

﴿ اور یہ لوگ کہتے ہیں کہ رحمٰن نے (اپنے لئے) اولاد بنائی ہے، (نہیں) وہ اس بات سے پاک ہے، بلکہ وہ (جن کو رب کی اولاد سمجھتے ہیں جبکہ وہ اللہ کے) معزز بندے ہیں o وہ اللہ کے سامنے بات کرنے میں سبقت نہیں کر سکتے اور اس کے حکم پر عمل کرتے ہیں o اللہ جانتا ہے جو کچھ ان کے آگے ہے اور جو کچھ ان کے پیچھے ہے اور وہ کسی کی سفارش نہیں کر سکتے۔ مگر اس کی جس سے اللہ خوش ہو اور وہ سب اس کی ہیبت اور جلال سے ڈرتے رہتے ہیں o اور جو شخص ان میں سے یہ کہے کہ اللہ تعالیٰ الٰہ نہیں، میں الٰہ ہوں تو ہم اُسے جہنم کی سزا دیں گے (اور) ظالموں کو ہم اسی طرح سزا دیا کرتے ہیں ﴾ [3]

⑤ نبی، علماء اور مرشدوں کو معبود بنانے کی مذمت:

﴿ انہوں نے اللہ کے علاوہ علماء اور مشائخ کو اور عیسیٰ ابن مریم کو بھی (اپنا) رب (اور معبود) بنا رکھا ہے حالانکہ انہیں تو یہ حکم دیا گیا تھا کہ ایک الٰہ کی عبادت کریں، اس کے علاوہ کوئی الٰہ نہیں، اللہ ان کے شرک سے پاک ہے ﴾ [4]

1- (116/5) 2- (72/5) 3- (26/21 تا 29) 4- (31/9)

⑥ بت پرستی کی مذمت:

﴿ اور (وہ وقت یاد کرو) جب ابراہیم علیہ السلام نے اپنے باپ آزر سے کہا:
کیا آپ بتوں کو اللہ بناتے ہیں میں دیکھتا ہوں کہ آپ اور آپ کی قوم کھلی گمراہی میں ہیں ﴾ [1]

⑦ خودساختہ اشکال کی مذمت:

﴿ (ابراہیم علیہ السلام نے اپنی قوم سے) کہا کیا تم ایسی چیزوں کو پوجتے ہو جن کو خود تراش تراش کر بناتے ہو
حالانکہ اللہ تعالیٰ نے تم کو بھی پیدا کیا ہے اور (ان چیزوں کو بھی پیدا کیا) جن کو تم (پوجا کرنے کے لئے) بناتے ہو﴾ [2]

⑧ خیالی معبودوں کی عبادت کی مذمت:

﴿ جن جن ہستیوں کی تم اللہ کے علاوہ پرستش کرتے ہو یہ بس نام ہی نام ہیں جو تم نے اور تمہارے آباء و اجداد نے رکھ لئے ہیں، اللہ نے تو ان کی کوئی سند نازل نہیں فرمائی (اور یہ بھی سن لو کہ) حکم کسی کا نہیں چلتا سوائے اللہ کے، اس نے تو یہ حکم دیا ہے کہ کسی کی عبادت نہ کرو سوائے اس کے، یہی سیدھا دین ہے لیکن اکثر لوگ (اتنی بات بھی) نہیں جانتے ﴾ [3]

⑨ سورج اور چاند کی عبادت کی مذمت:

﴿ اور (اے لوگو) رات اور دن، سورج اور چاند اس کی نشانیوں میں سے ہیں (اللہ نہیں ہیں لہٰذا) نہ سورج کو سجدہ کرو اور نہ چاند کو سجدہ کرو بلکہ اگر تم صرف اللہ ہی کی عبادت کرتے ہو تو صرف اللہ ہی کو سجدہ کرو جس نے ان (سب) کو پیدا کیا﴾ [4]

⑩ زمین پر موجود ہر چیز کی عبادت کی مذمت:

﴿ کیا انہوں نے زمین میں ایسے معبود بنا لئے ہیں جو ان کو (مرنے کے بعد) زندہ اٹھا کھڑا کریں گے ﴾ [5]

1- (74/6) 2- (96-95/37) 3- (40/12) 4- (37/41) 5- (21/21)

مشرکین اور ان کے معبود اللہ کی عدالت میں

① ﴿ اور موت کی بے ہوشی حقیقت کھولنے کو طاری ہوگئی (اے انسان) یہی (وہ حالت ہے) جس سے تو بھاگتا تھا ○ اور صور پھونکا جائے گا۔ یہی وعید کا دن ہے ○ اور ہر شخص (ہمارے سامنے) آئیگا۔ ایک (فرشتہ) اسکے ساتھ چلانے والا ہوگا اور ایک (اس کے عملوں کی) گواہی دینے والا ○ (یہ وہ دن ہے کہ) اس سے تو غافل ہو رہا تھا۔ اب ہم نے تجھ پر سے پردہ اٹھا دیا تو آج تیری نگاہ تیز ہے ○ اور اس کا ہمنشین (فرشتہ) کہے گا کہ یہ (اعمال نامہ) میرے پاس حاضر ہے ○ (حکم ہوگا کہ) ہر سرکش ناشکرے کو دوزخ میں ڈال دو ○ جو مال میں بخل کرنے والا حد سے بڑھنے والا شبہے نکالنے والا تھا ○ جس نے اللہ کے ساتھ اور الٰہ مقرر کر رکھے تھے تو اس کو سخت عذاب میں ڈال دو ﴾ (1)

② ﴿ (کہا جائے گا کہ ہاں) فیصلے کا دن جس کو تم جھوٹ سمجھتے تھے یہی ہے ○ جو لوگ ظلم کرتے تھے اُن کو اور اُن کے ہم جنسوں کو اور جن کو وہ پوجا کرتے تھے جمع کر لو ○ (یعنی جن کو) اللہ کے سوا (پوجا کرتے تھے) پھر ان کو جہنم کے رستے پر چلا دو ○ اور ان کو ٹھہرائے رکھو کہ ان سے (کچھ) پوچھنا ہے ○ تم کو کیا ہوا کہ ایک دوسرے کی مدد نہیں کرتے ○ بلکہ آج تو وہ فرمانبردار ہیں ○ اور ایک دوسرے کی طرف رُخ کر کے سوال (وجواب) کرینگے ○ کہیں گے کیا تم ہی ہمارے پاس دائیں (اور بائیں) سے آتے تھے ○ وہ کہیں گے بلکہ تم ہی ایمان لانے والے نہ تھے ○ اور ہمارا تم پر کچھ زور نہ تھا بلکہ تم سرکش لوگ تھے ○ سو ہمارے بارے میں ہمارے پروردگار کی بات پوری ہوگئی اب ہم (عذاب کے) مزے چکھیں گے ○ ہم نے تم کو بھی گمراہ کیا (اور) ہم خود بھی گمراہ تھے ○ پس وہ اس روز عذاب میں ایک دوسرے کے شریک ہونگے ○ ہم گناہگاروں کے ساتھ ایسا ہی کیا کرتے ہیں ○ اُن کا یہ حال تھا کہ جب اُن سے کہا جاتا تھا کہ

1- (50/19 تا 26)

اللہ کے سوا کوئی الٰہ نہیں تو غرور کرتے تھے ○ اور کہتے تھے کہ بھلا ہم ایک دیوانے شاعر کے کہنے سے کہیں اپنے الٰہوں کو چھوڑ دینے والے ہیں ﴾ (1)

③ ﴿ (تو) جن لوگوں پر (عذاب کا) حکم ثابت ہو چکا ہوگا وہ کہیں گے کہ ہمارے پروردگار یہ وہ لوگ ہیں جن کو ہم نے گمراہ کیا تھا اور جس طرح ہم خود گمراہ ہوئے تھے اسی طرح اُن کو گمراہ کیا تھا (اب) ہم تیری طرف (متوجہ ہو کر) ان سے بیزار ہوتے ہیں۔ یہ ہمیں نہیں پوجتے تھے ○
اور کہا جائے گا کہ اپنے شریکوں کو بلاؤ۔ تو وہ ان کو پکاریں گے اور وہ ان کو جواب نہ دے سکیں گے اور (جب) عذاب دیکھ لیں گے (تو تمنا کریں گے کہ) کاش وہ ہدایت یاب ہوتے ﴾ (2)

④ ﴿ اُس دن (کفر کے) پیشوا اپنے پیروؤں سے بیزاری ظاہر کریں گے اور (دونوں) عذاب (الٰہی) دیکھ لیں گے اور اُن کے آپس کے تعلقات منقطع ہو جائیں گے ○ (یہ حال دیکھ کر) پیروی کرنے والے (حسرت سے) کہیں گے کہ اے کاش ہمیں پھر دنیا میں جانا نصیب ہوتا کہ جس طرح یہ ہم سے بیزار ہو رہے ہیں اسی طرح ہم بھی ان سے بیزار ہوں۔ اس طرح اللہ ان کے اعمال حسرت بنا کر دکھائے گا اور وہ دوزخ سے نکل نہیں سکیں گے ﴾ (3)

⑤ ﴿ اور جس دن ہم ان سب کو جمع کریں گے پھر مشرکوں سے کہیں گے کہ تم اور تمہارے شریک اپنی اپنی جگہ ٹھہرے رہو۔ تو ہم ان میں تفرقہ ڈال دیں گے اور ان کے شریک (ان سے) کہیں گے کہ تم ہم کو نہیں پوجا کرتے تھے ○ ہمارے اور تمہارے درمیان اللہ ہی گواہ کافی ہے ہم تمہاری پرستش سے بالکل بے خبر تھے ﴾ (4)

⑥ ﴿ (کافرو اس روز) تم اور جن کی تم اللہ کے سوا عبادت کرتے ہو دوزخ کا ایندھن ہونگے (اور) تم (سب) اس میں داخل ہو کر رہو گے ○ اگر یہ لوگ (درحقیقت) اللہ ہوتے تو اس میں داخل نہ ہوتے۔ سب اس میں ہمیشہ (جلتے) رہیں گے ﴾ (5)

1- (37/21 تا 36)　2- (28/63-64)　3- (2/166-167)
4- (10/28-29)　5- (21/98-99)　ترجمہ: فتح محمد جالندھری

کرے غیر گر بت کی پوجا تو کافر
جو ٹھہرائے بیٹا خدا کا تو کافر
جھکے آگ پر بہر سجدہ تو کافر
کواکب میں مانے کرشمہ تو کافر
مگر مومنوں پر کشادہ ہیں راہیں
پرستش کریں شوق سے جس کی چاہیں
نبی کو چاہیں خدا کر دکھائیں اماموں کا رتبہ نبی سے بڑھائیں
مزاروں پہ دن رات نذریں چڑھائیں شہیدوں سے جا جا کے مانگیں دُعائیں
نہ توحید میں کچھ خلل اس سے آئے
نہ اِسلام بگڑے نہ ایمان جائے
وہ دین جس سے توحید پھیلی جہاں میں ہوا جلوہ گر حق زمین وزماں میں
رہا شرک باقی نہ وہم وگماں میں وہ بدلہ گیا آ کے ہندوستان میں
ہمیشہ سے اسلام تھا جس پہ نازاں
وہ دولت بھی کھو بیٹھے آخر مسلماں

(الطاف حسین حالی رحمۃ اللہ علیہ)

⑤ دُعاء وپکار

الوہیت کا تقاضا ہے کہ صرف الٰہ ہی کو پکارا جائے:

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَلَا تَدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ، لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ، كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ﴾ [1] "اللہ کے ساتھ اور کسی (خود ساختہ) الٰہ کو نہ پکارو، اس کے سوا کوئی الٰہ نہیں، ہر چیز فنا ہونے والی ہے سوائے اس کے چہرہ کے"۔

اللہ تعالیٰ ہی حقیقی الٰہ ہے، وہی زبردست صفات کا مالک اور عبادت کے لائق ہے، دُعا وپکار چونکہ عبادت میں شامل ہیں اس لئے اللہ تعالیٰ ہی اس بات کا مستحق ہے کہ صرف اسی کو پکارا جائے۔

یہاں پکار سے مراد وہ مطلق پکار نہیں جیسا کہ ہم ایک دوسرے کو اسباب وذرائع کے ماتحت تعاون وتناصر کیلئے پکارتے ہیں۔ یہاں پکار سے مراد وہ پکار ہے جو مافوق الاسباب طریقے سے مدد کیلئے ہو، جو کسی کو نفع وضرر کی اُمید رکھ کر کی جائے، یہ پکار عبادت کہلاتی ہے۔ اگر اس طرح سے اللہ تعالیٰ کو پکارا جائے گا یعنی اس سے مدد کی درخواست کی جائے گی تو یہ اللہ کی عبادت ہوگی۔ مخلوق میں سے کسی کو اس طرح سے پکارنا اسے الٰہ اور معبود بنانا ہے۔

قارئین کرام! لا الٰہ الا اللہ کا تقاضا ہے کہ صرف "یا اللہ مدد" کی صدا بلند کی جائے۔ اس کے علاوہ تمام شرکیہ پکاروں کی نفی کی جائے، نہ اللہ کے علاوہ کسی کو پکارا جائے۔ مثلاً "یا علی مدد"، "یا غوث المدد" وغیرہ۔ نہ ہی اللہ کے ساتھ کسی کو پکارا جائے مثلاً یا اللہ، یا محمد، یا علی!!
بلکہ خالص اللہ تعالیٰ کو پکارا جائے۔

1- (88/28)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُونِيٓ أَسْتَجِبْ لَكُمْ ۚ إِنَّ الَّذِينَ يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِي سَيَدْخُلُونَ جَهَنَّمَ دَاخِرِينَ﴾ [1]

"اور تمہارے رب نے حکم دیا ہے کہ مجھ سے دُعا کرو، میں تمہاری دُعا قبول کروں گا اور جو لوگ میری عبادت سے سرکشی کریں گے وہ عنقریب ذلیل وخوار ہو کر جہنم میں داخل ہونگے"۔

﴿هُوَ الْحَيُّ لَآ إِلٰهَ إِلَّا هُوَ فَادْعُوهُ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ﴾ [2]

"وہ زندہ ہے (اسے کبھی موت نہیں آئے گی) اس کے سوا کوئی الٰہ نہیں لہٰذا دین کو خالص اس کیلئے مانتے ہوئے صرف اس کو پکارو"۔

﴿أَمَّنْ يُجِيبُ الْمُضْطَرَّ إِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوٓءَ وَيَجْعَلُكُمْ خُلَفَآءَ الْأَرْضِ ۗ ءَإِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ۚ قَلِيلًا مَّا تَذَكَّرُونَ﴾ [3]

"بتاؤ وہ کون ہے جو پریشان حال کی فریاد رسی کرتا ہے جب وہ اسے پکارتا ہے اور (پھر) اس کی مصیبت کو دور کرتا ہے اور وہ کون ہے جو زمین میں تمہیں خلیفہ بناتا ہے؟ کیا اللہ کے ساتھ کوئی الٰہ ہے؟ تم لوگ نصیحت کم ہی حاصل کرتے ہو"۔

﴿قُلْ أَرَءَيْتُمْ شُرَكَآءَكُمُ الَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللّٰهِ ۖ أَرُونِي مَاذَا خَلَقُوا مِنَ الْأَرْضِ أَمْ لَهُمْ شِرْكٌ فِي السَّمٰوٰتِ﴾ [4]

"بتاؤ تمہارے شریک جن کو تم اللہ کے علاوہ پکارتے رہتے ہو مجھے دکھاؤ، انہوں نے زمین میں کونسی چیز پیدا کی یا آسمانوں (کی تخلیق) میں ان کی کوئی شرکت ہے"۔

﴿قُلِ ادْعُوا الَّذِينَ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُونِ اللّٰهِ ۚ لَا يَمْلِكُونَ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْأَرْضِ﴾ [5]

"کہو کہ اللہ کے علاوہ جن (کے مشکل کشاء ہونے) کا تمہیں دعویٰ ہے انہیں پکارو (وہ تمہاری مشکل کشائی نہیں کرسکیں گے) وہ نہ تو آسمانوں میں ذرہ برابر کسی چیز کے مالک ہیں اور نہ زمین میں"۔

1- (60/40) 2- (65/40) 3- (62/27) 4- (40/35) 5- (22/34)

﴿إِنَّ الَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللّٰهِ عِبَادٌ أَمْثَالُكُمْ فَادْعُوهُمْ فَلْيَسْتَجِيبُوا لَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِينَ﴾ [1]

"(اے مشرکو) جن کو تم اللہ کے علاوہ پکارتے ہو وہ تمہاری مثل (اللہ کے) بندے ہیں، تم انہیں پکارو (دیکھ لو) اگر سچے ہو تو انہیں مدد کو آنا چاہئے"۔

﴿وَالَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ لَا يَسْتَطِيعُونَ نَصْرَكُمْ وَلَآ أَنْفُسَهُمْ يَنْصُرُونَ﴾ [2]

"اور (اے مشرکو) جن کو تم اللہ کے علاوہ پکارتے ہو وہ تمہاری مدد نہیں کر سکتے اور (وہ تمہاری مدد کیا کریں گے) وہ تو اپنی مدد بھی نہیں کر سکتے"۔

﴿لَهُ دَعْوَةُ الْحَقِّ ؕ وَالَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ لَا يَسْتَجِيبُونَ لَهُمْ بِشَيْءٍ﴾ [3]

"حق تو یہ ہے کہ (صرف) اسی کو پکارا جائے اور جو لوگ اللہ کے علاوہ دوسروں کو پکارتے ہیں وہ ان کی پکار کو ذرا سا بھی قبول نہیں کر سکتے"۔

﴿وَلَا تَدْعُ مِنْ دُونِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُكَ وَلَا يَضُرُّكَ ۚ فَإِنْ فَعَلْتَ فَإِنَّكَ إِذًا مِّنَ الظّٰلِمِينَ﴾ [4]

"اور (اے رسول) اللہ کے علاوہ کسی ہستی کو نہ پکارنا جو نہ آپ کو نفع دے سکے اور نہ نقصان، اگر آپ نے ایسا کیا تو آپ بھی ظالموں میں شامل ہو جائیں گے"۔

﴿قُلْ إِنَّمَآ أَدْعُوا رَبِّي وَلَآ أُشْرِكُ بِهِٓ أَحَدًا ۝ قُلْ إِنِّي لَآ أَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَّلَا رَشَدًا﴾ [5]

"(اے رسول، آپ) کہہ دیجئے، میں تو اپنے رب کو پکارتا ہوں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتا ۝ (آپ یہ بھی) کہہ دیجئے کہ میں تمہارے نقصان اور نفع کا مالک نہیں ہوں"۔

﴿فَادْعُوا اللّٰهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُونَ﴾ [6]

"تو (اے ایمان والو) دین کو خالص اللہ کیلئے تسلیم کرتے ہوئے (صرف) اللہ ہی کو پکارو خواہ کافروں کو یہ بات بُری ہی کیوں نہ لگے"۔

1- (194/7) 2- (197/7) 3- (14/13)
4- (106/10) 5- (21-20/72) 6- (14/40)

محترم قارئین! ہمارا یہ ذاتی تجربہ ہے کہ خالص "یا اللہ مدد" کی پکار انہیں لوگوں کو بُری لگتی ہے جن کے کفریہ عقائد ہیں۔ اس لئے ہم اپنے موحد دوستوں سے یہ اپیل کرتے ہیں کہ:

نبیؐ نے کہا	ولی نے کہا	یا اللہ مدد
ہر مشکل میں	علیؓ نے کہا	یا اللہ مدد
مشکل کشاء	کوئی نہیں	رَبّ کے سوا
کافر کا دِل	جلا کے کہو	یا اللہ مدد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ ۝

(اے اللہ) ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں

یَا اللہ مَدَد

⑥ جہاد

الوہیت پر ایمان لانے کا تقاضا ہے کہ کلمہ حق کی سربلندی کیلئے جہاد کیا جائے:

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ ثُمَّ لَمْ يَرْتَابُوا وَجَاهَدُوا بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنفُسِهِمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أُولَٰئِكَ هُمُ الصَّادِقُونَ ﴾ (1)

"مومن وہ لوگ ہیں جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاتے ہیں پھر شک وشبہ نہیں کرتے اور اپنے مالوں اور جانوں کے ذریعے اللہ کی راہ میں جہاد کرتے ہیں، یہی لوگ سچے ہیں"

اللہ اور رسولؐ پر ایمان کی ظاہری علامت لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی گواہی ہے۔ ایمان لانے کے بعد اسی کلمہ کی سربلندی کیلئے جان ومال سے جہاد کیا جاتا ہے۔ ایمان کے بعد سب سے افضل عمل جہاد ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

"اللہ اور رسول پر ایمان لانے کے بعد سب سے افضل عمل جہاد ہے"۔ (2)

آپ ﷺ نے فرمایا:

"مجاہد وہ ہے جو کلمہ حق کی سربلندی کیلئے لڑے"۔ (3)

یہی وجہ ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

"مجھے حکم دیا گیا ہے کہ اس وقت تک لوگوں سے جنگ کروں جب تک کہ وہ لا الہ الا اللہ کی گواہی نہ دیدیں اور جب تک نماز قائم نہ کریں اور زکوٰۃ ادا نہ کریں، جب وہ ان چیزوں کو کرلیں گے تو وہ مجھ سے اپنے جان ومال کو محفوظ کرلیں گے"۔ (4)

کلمہ حق کی سربلندی کیلئے لڑنا اور جان تک قربان کردینا بہت بڑی سعادت ہے ایسی موت حقیقت میں موت نہیں بلکہ کئی زندگیوں سے بہتر ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ایسی موت کی تمنا یوں کی: "میں پسند کرتا ہوں کہ:

میں اللہ کی راہ میں مارا جاؤں .... پھر زندہ کیا جاؤں،

پھر مارا جاؤں .... پھر زندہ کیا جاؤں،

پھر مارا جاؤں ....۔ (5)

1- (15/49) 2- (بخاری) 3- (بخاری) 4- (بخاری ومسلم) 5- (بخاری)

جہاد کی قسمیں

جہاد کی دو قسمیں ہیں:

(1) اپنے نفس سے جہاد (2) دوسروں سے جہاد

① نفس سے جہاد

نفس سے جہاد یہ ہے کہ نفس کو اللہ تعالیٰ کے احکام کے تابع بنائے۔

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

(اَلْمُجَاهِدُ مَنْ جَاهَدَ نَفْسَهُ فِيْ طَاعَةِ اللّٰهِ) (رواہ احمد والحاکم) "مجاہد وہ ہے جو اللہ کی فرمانبرداری میں اپنے نفس سے جہاد کرے"۔

② دوسروں سے جہاد

دوسروں سے جہاد کی تین قسمیں ہیں:

1) مال سے جہاد 2) زبان سے جہاد 3) ہاتھ سے جہاد

...... مال سے جہاد یہ ہے کہ تبلیغ کے لئے مال خرچ کرے۔ مجاہدین اور مجاہدین کے اہل وعیال کی مالی خدمت کرے اور جنگ کے لئے مال خرچ کرے۔

...... زبان سے جہاد یہ ہے کہ نیکی کا حکم دے اور بُرے کاموں سے روکے۔

...... ہاتھوں سے جہاد یہ ہے کہ (1) قلم کے ذریعے (2) طاقت اور جنگ کے ذریعہ جہاد کرے۔

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

(جَاهِدُوا الْمُشْرِكِيْنَ — "مشرکین سے جہاد کرو

بِأَمْوَالِكُمْ .... اپنے مالوں سے

وَأَيْدِيْكُمْ .... اور اپنے ہاتھوں سے

وَأَلْسِنَتِكُمْ ....) اور اپنی زبان سے"۔

(رواہ احمد وابوداؤد والنسائی)

قارئین اٹھیے، اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کرتے ہوئے مال وجان سے جہاد کیجئے۔

﴿وَ اِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ﴾ (252/2)

"اور (اے محمد ﷺ) آپ بلاشبہ پیغمبروں میں سے ہیں"۔

حصہ دوم

وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ

"اور میں گواہی دیتا ہوں کہ یقیناً محمد (ﷺ) اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں"

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ﴾ (29/48)

"محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں"۔

◎

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ ﴾ (144/3)

"محمد (ﷺ) رسول ہی تو ہیں"۔

◎

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم اما بعد

قارئین! الوہیت کی طرح رسالت کے متعلق بھی لوگ عجیب وغریب عقائد ونظریات رکھتے ہیں۔ چودہ سو سال گزرنے کے باوجود بھی کچھ لوگ ایسے ہیں جو یہ بھی نہیں جانتے کہ ہمارے نبی ﷺ کس جنس سے تعلق رکھتے تھے۔

...... کوئی نبی ﷺ کو اللہ کے نور میں سے نور کہتا ہے اور بشریت اور عبدیت کا انکار کرتا ہے۔

...... کوئی ہے کہ نبی ﷺ کو بالکل اپنی طرح کا بشر کہتا ہے۔

...... کوئی نبی ﷺ کو نعوذ باللہ ایک ڈاکیہ کی حیثیت دیتا ہے۔

...... کوئی کہتا ہے کہ آپ ﷺ کی تشریحات ایک مرکزِ ملت کے طور پر مانی جاتی تھیں اور آپ ﷺ کی اطاعت آپ ﷺ کی زندگی تک محدود تھی اب اطاعتِ رسول ضروری نہیں۔

...... کسی نے خود نبوت کا دعویٰ کیا۔

...... کسی نے کہا کہ جبرائیلؑ پیغامِ نبوت علیؓ کے لئے لائے مگر بھول کر محمد ﷺ کو دے گئے۔

...... کہتے ہیں کہ ہمارے ائمہ محمد ﷺ جیسے تھے (یعنی مثل پیغمبر تھے)۔

...... کوئی اپنے امام کی بات کو نبی ﷺ کی بات پر فوقیت دیتا ہے۔

قارئین! ان مختلف عقائد ونظریات کی وجہ سے لوگوں میں اتباع اور اطاعت رسول ﷺ کے متعلق بہت سے اختلاف نظر آتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آج اکثر جہلا نے:

آپ ﷺ کی سیرت کا تذکرہ شادی تک، صورت کا زلفوں تک، عادات کا حلوہ کھانے تک محدود کردیا جبکہ فقہ مسواک کے سائز تک، محبت انگوٹھے اور جالی چومنے کی حد تک سمجھ لی گئی ہے۔

آپ ﷺ کی شان یہ بتائی جاتی ہے کہ آپ ﷺ عرش پر جوتوں سمیت چڑھے۔

آپ ﷺ پر ایمان یہ ہے کہ آپ ﷺ اللہ کے نور میں سے نور ہیں۔

آپ ﷺ کی اتباع یہ ہے کہ کرلو تو ٹھیک ہے ورنہ ہے تو سنت۔

الغرض یہی وہ خرافات ہیں کہ جن کے نتیجے میں ہماری زندگی من پسند، عبادات اماموں کی تقلید میں، خوشی غمی ہندوانہ رسم ورواج میں گزر رہی ہے۔ روزمرہ کی عبادات ہوں یا معاملات کوئی پوچھنے والا نہیں کہ اس کام میں ہمارے پیغمبر گرامی ﷺ کی سنت کیا ہے؟

قارئین! حقیقت یہ ہے کہ لوگوں کی اکثریت دامنِ رسول ﷺ کو چھوڑ چکی ہے۔ احادیثِ رسول ﷺ کو مختلف حیلوں اور بہانوں سے چھوڑا جا رہا ہے، نفس پرست اور بے دین طبقہ تو ویسے ہی سنت کی پابندیوں کو بوجھ سمجھتا ہے، ان کے علاوہ کہیں حدیثِ رسول ﷺ کو عجمی سازش کا نام دیا جاتا ہے اور کہیں خبرِ واحد کہہ کر انکار کیا جاتا ہے۔

کوئی اہلِ بیت کی محبت و ہمدردی کی آڑ میں دین کے گواہوں کو یہ کہہ کر دین کو مشکوک کر رہا ہے کہ "نبی ﷺ کے بعد سوائے چار کے تمام صحابہ مرتد ہو گئے تھے"۔ (حیات القلوب)

اور کوئی اپنے امام کے مخالف قول کی بنا پر صحابیؓ کو غیر فقیہ کہتا نظر آتا ہے۔

کچھ حضرات ایسے ہیں کہ جن کی عبادت و ریاضت میں زیادہ تر بدعات نظر آتی ہیں۔ لگتا ہے کہ انہوں نے کُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ کا مطلب اُلٹ سمجھ رکھا ہے!!

یہ لوگ نبی کریم ﷺ کے مقام کو اتنا بڑھا دیتے ہیں کہ رب تعالیٰ سے جا ملاتے ہیں اور جب انہیں کسی سنت کی طرف بلایا جائے تو پوچھتے ہیں کہ "اس میں فائدہ کیا ہے؟" اور اگر کسی بدعت سے روکا جائے تو کہتے ہیں "آخر اس میں حرج کیا ہے؟" اور جب انہیں قرآن و سنت سے دلائل دکھائے جائیں تو انہیں اب مدینے کی جگہ کوفہ نظر آنے لگتا ہے۔

قارئین! اب ذرا دین کے دعویداروں کی حالت بھی دیکھیں جو صاف لفظوں میں یہ کہتے ہوئے نظر آتے ہیں کہ "مقلد کیلئے تو بس امام کا قول حجت ہے"۔

ان کی جرأت کا اندازہ آپ ان کے بزرگ امام کرخی کے اس اصول کو پڑھ کر لگا سکتے ہیں جو قرآن و حدیث کے متعلق کہتے ہیں: "ہر وہ آیت یا حدیث جو ہمارے اصحاب (یعنی فقہائے حنفیہ) کے قول کے خلاف ہوگی تو اسے منسوخ سمجھا جائے گا یا اس کی تاویل کی جائے گی تا کہ (ہمارے) اصحاب کے قول کے مطابق ہو جائے"۔ (اصول الکرخی)

إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ

رسالت

"وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ"

اور میں گواہی دیتا ہوں کہ یقیناً محمد (ﷺ) اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں"۔

قارئین! یہ کلمہ شہادت کا دوسرا حصہ ہے، اسلام میں داخل ہونے کیلئے اللہ تعالیٰ کی الوہیت کے ساتھ محمد ﷺ کی رسالت کی گواہی بھی ضروری ہے۔ یہ کلمہ شہادت کا مستقل جزو ہے ورنہ اس کے بغیر کلمہ شہادت نامکمل سمجھا جائے گا۔

اس حصہ کا اہم ترین لفظ "رسول" ہے جس کی جمع رُسُل ہے۔ رسالت کے متعلق چند ضروری نکات کا جاننا ضروری ہے۔

① "رسالت" عربی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی پہنچانے کے ہیں۔ اس طرح پیغام پہنچانے والے کو "رسول" کہا جاتا ہے جبکہ شرعی اصطلاح میں رسول اس شخص کو کہا جاتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی باتوں کو انسانوں تک پہنچائے۔ پیغام پہنچانے والے کو فارسی میں "پیغمبر" بھی کہا جاتا ہے۔

اس کا ایک ہم معنی لفظ "نبی" ہے جس کا معنی ہے خبر دینے والا۔

② نبی اور رسول میں فرق یہ ہے کہ رسول پر اللہ تعالیٰ کتاب نازل فرماتے ہیں جبکہ نبی پر کوئی کتاب نازل نہیں ہوتی۔ ہر رسول نبی بھی ہوتا ہے جبکہ ہر نبی رسول نہیں ہوتا۔

③ نبوت اور رسالت وہبی ہوتی ہے یعنی یہ اللہ تعالیٰ کا انتخاب ہوتا ہے۔ کوئی شخص اپنی محنت اور ریاضت سے یہ منصب حاصل نہیں کر سکتا۔ اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے عطا کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهٗ﴾ [1] "اللہ ہی خوب جانتا ہے کہ وہ اپنی رسالت کس کو عطا فرمائے"۔

1- (124/6)

(۴) تمام انبیاء ورُسل بشر یعنی انسان تھے، اللہ تعالیٰ کے بندے تھے، آدمؑ کی اولاد میں سے تھے۔

﴿اِنْ نَّحْنُ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ﴾ [1] "(رسولوں نے ان سے کہا) بے شک ہم تم ہی جیسے بشر ہیں"۔

(۵) انبیاء میں بعض بعض کی اولاد تھے، بھائی تھے اور دیگر رشتوں میں بٹے ہوئے تھے مگر دینی طور پر تمام انبیاء آپس میں بھائیوں کی طرح تھے۔ ان کا دِین ایک تھا مگر حلال وحرام کے لحاظ سے شریعتیں مختلف تھیں۔

(۶) انبیاء اور رُسل معصوم یعنی گناہوں سے پاک ہوتے ہیں، ظاہر ہے جو دوسروں کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے گناہوں سے بچنے کی تلقین کرنے آئے وہ خود گناہ گار کیسے ہوسکتا ہے؟

(۷) انبیاء اور رُسل ہی اللہ کی طرف سے منتخب امام ہوتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ حضرت ابراہیم علیہ السّلام سے فرماتا ہے:

﴿اِنِّيْ جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًا﴾ [2] "میں تمہیں لوگوں کیلئے امام بنا رہا ہوں"۔

اللہ تعالیٰ نے انبیاء کے متعلق فرمایا:

﴿وَجَعَلْنٰهُمْ اَئِمَّةً يَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا وَ اَوْحَيْنَآ اِلَيْهِمْ فِعْلَ الْخَيْرٰتِ وَاِقَامَ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَآءَ الزَّكٰوةِ وَكَانُوْا لَنَا عٰبِدِيْنَ﴾ [3] "اور ہم نے ان کو اِمام بنایا تھا، وہ ہمارے حکم سے (لوگوں کو) ہدایت کرتے تھے اور ہم نے ان کو نیکیاں کرنے، نماز قائم کرنے، زکوٰۃ ادا کرنے کی وحی بھیجی تھی اور وہ سب ہمارے عبادت گزار تھے"۔

یہاں اِمام سے مراد وہ اِمام نہیں جو نماز پڑھاتا ہو، اِمام سے مراد وہ اِمام نہیں جو کسی فن میں مہارت رکھنے کی وجہ سے اِس فن میں اِمام کہلاتا ہو۔ اِمام سے مراد وہ اِمام بھی نہیں جو اَمیر یا حکمران ہو......

یہاں اِمام سے مراد وہ اِمام ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے منصب اِمامت پر سرفراز فرمایا ہو جس کا ہر حکم واجب الاتباع ہو۔

(۸) اللہ تعالیٰ نے ہر اُمت میں رسول بھیجا جو اسی قوم کی زبان میں نصیحت کرتا تھا۔

1- (11/14) 2- (124/2) 3- (73/21)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَلِكُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلٌ ......﴾ [1] "ہر اُمت کی طرف رسول (بھیجا گیا ہے)"۔

اور فرمایا:

﴿وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهٖ لِيُبَيِّنَ لَهُمْ ......﴾ [2] "اور ہم نے جو رسول بھی بھیجا وہ اپنی ہی قوم کی زبان میں (بات کرتا تھا) تاکہ وہ اپنی قوم کیلئے (کتاب الٰہی کی) تشریح وتوضیح کردے"۔

(۹) اللہ تعالیٰ نے کم وبیش ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء بھیجے جن میں سے تین سو سے زائد رسول تھے، پہلے نبی آدمؑ تھے جب کہ پہلے رسول نوحؑ تھے اور آخری رسول محمد ﷺ تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ہماری ضرورت اور نصیحت کیلئے چند انبیاء کرام کا تذکرہ قرآن مجید میں کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَرُسُلًا قَدْ قَصَصْنٰهُمْ عَلَيْكَ مِنْ قَبْلُ وَرُسُلًا لَّمْ نَقْصُصْهُمْ عَلَيْكَ﴾ [3] "بہت سے رسولوں کا قصہ تو ہم نے آپ سے بیان کردیا ہے اور بہت سے رسولوں کا قصہ ہم نے آپ سے بیان نہیں کیا"۔

قرآن مجید میں تقریباً 25 انبیاء کا خصوصی طور پر تذکرہ کیا گیا ہے جن کے نام یہ ہیں:

آدمؑ۔ ادریسؑ۔ نوحؑ۔ ہودؑ۔ صالحؑ۔ لوطؑ۔ ابراہیمؑ۔ اسماعیلؑ۔ اسحاقؑ۔ یعقوبؑ۔ یوسفؑ۔ شعیبؑ۔ الیسعؑ۔ موسیٰؑ۔ ہارونؑ۔ ایوبؑ۔ ذوالکفلؑ۔ داوٗدؑ۔ سلیمانؑ۔ یونسؑ۔ الیاسؑ۔ زکریاؑ۔ یحییٰؑ۔ عیسیٰؑ اور خاتم الانبیاء والمرسلین محمد ﷺ۔

(۱۰) کسی انسان کو یہ حق نہیں کہ وہ کسی نبی کو دوسرے نبی پر فوقیت دے مگر جسے اللہ تعالیٰ درجہ دے تو وہ اور بات ہے۔

تمام انبیاء میں سے رسول افضل تھے اور رسولوں میں سے پانچ اولوالعزم تھے:

(۱) حضرت نوح علیہ السّلام (۲) حضرت ابراہیم علیہ السّلام

(۳) حضرت موسیٰ علیہ السّلام (۴) حضرت عیسیٰ علیہ السّلام

(۵) خاتم الانبیاء حضرت محمد ﷺ

1- (47/10) 2- (4/14) 3- (164/4)

رسولوں پر ایمان

ایمان ایک ایسی بنیاد ہے کہ جس پر اعمال کی قبولیت کا دارومدار ہے، اسلام کی عمارت جن بنیادوں پر قائم ہے وہ ارکان ایمان یہ ہیں:

① اللہ تعالیٰ پر ایمان ② فرشتوں پر ایمان ③ آسمانی کتابوں پر ایمان
④ رسولوں پر ایمان ⑤ آخرت پر ایمان ⑥ اچھی بُری تقدیر پر ایمان

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَالْكِتٰبِ الَّذِيْ نَزَّلَ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَالْكِتٰبِ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ مِنْ قَبْلُ ؕ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا ۢ بَعِيْدًا﴾ [1]

”اے ایمان والو، اللہ پر، اُس کے رسول پر، اُس کتاب پر جو اللہ نے اپنے رسول پر نازل کی اور ہر اُس کتاب پر جو اس سے پہلے نازل کی گئی ایمان لاؤ اور جو شخص (ایمان نہ لائے بلکہ) اللہ کا، اُس کے فرشتوں کا، اُس کی کتابوں کا، اُس کے رسولوں کا اور یوم آخرت کا انکار کرے تو وہ گمراہی میں بہت دُور جا پڑا“۔

رسولوں پر ایمان ایمانیات کا جزو ہے جس کی طرف خصوصی طور پر ایمان لانے کی دعوت دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَاٰمِنُوْا بِرَسُوْلِهٖ ......﴾ [2]

”اے ایمان والو، اللہ سے ڈرو اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ“۔

مجموعی طور پر تمام انبیاء پر ایمان لایا جائے کسی ایک نبی کا بھی انکار نہ کیا جائے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَيُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّفَرِّقُوْا بَيْنَ اللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَ يَقُوْلُوْنَ نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ

”بے شک جو لوگ اللہ اور اُس کے رسولوں کا انکار کرتے ہیں اور یہ چاہتے ہیں کہ اللہ اور اُس کے رسولوں کے درمیان میں تفریق کریں اور یہ کہتے ہیں

1- (136/4)　2- (28/57)

وَّنَكْفُرُ بِبَعْضٍ ۙ وَّ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّتَّخِذُوْا بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيْلًا ۙ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ حَقًّا ۚ وَاَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًا﴾ [1]

کہ ہم بعض (رسولوں) پر ایمان لاتے ہیں اور بعض کا انکار کرتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ اس کے بین بین کوئی (نئی) راہ نکالیں ○ ایسے لوگ یقیناً کافر ہیں اور کافروں کیلئے ہم نے ذلت آمیز عذاب تیار کر رکھا ہے“۔

ہم الگ الگ تفصیل کے ساتھ ان رسولوں پر ایمان رکھتے ہیں جن کی اللہ تعالیٰ نے تفصیل بیان کی اور اجمال کے ساتھ اِن رسولوں پر بھی ایمان رکھتے ہیں جن کا اللہ تعالیٰ نے اجمالاً ذکر کیا۔

محمد ﷺ پر ایمان

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿اَلَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِيَّ الْاُمِّيَّ الَّذِيْ يَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِيْلِ يَاْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهٰهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ وَيَضَعُ عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ وَالْاَغْلٰلَ الَّتِيْ كَانَتْ عَلَيْهِمْ فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَعَزَّرُوْهُ وَنَصَرُوْهُ وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ مَعَهٗٓ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ﴾ [2]

”(یعنی میں اپنی رحمت ان لوگوں کیلئے لکھوں گا) جو رسول نبی اُمی کی پیروی کریں گے جن (کی بشارت اور جن کے ذکر جمیل) کو وہ اپنے ہاں تورات اور انجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں، جو انہیں نیک کام کا حکم دیتے ہیں اور بُرائی سے روکتے ہیں، جو پاکیزہ چیزیں ان کیلئے حلال قرار دیتے ہیں اور ناپاک چیزوں کو ان پر حرام کرتے ہیں اور جو ان (کی پیٹھوں) کے بوجھ اور ان (کی گردنوں) کے طوق ان سے اتار پھینک رہے ہیں۔ الغرض جو لوگ ان پر ایمان لائے، ان کا احترام کیا، ان کی مدد کی اور اس نور کی پیروی کی جو ان پر نازل کیا گیا ہے وہی لوگ فلاح پانے والے ہیں“۔

1- (151-150/4)　2- (157/7)

آپ ﷺ پر ایمان نہ لانے والوں کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَمَنْ لَّمْ يُؤْمِنْ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ فَاِنَّآ اَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ سَعِيْرًا﴾ [1] ''اور جو اللہ پر اور اُس کے رسول پر ایمان نہ لائے تو ہم نے ایسے کافروں کیلئے دوزخ تیار کر رکھی ہے''۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

(''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد (ﷺ) کی جان ہے! اِس اُمت کا کوئی شخص یہودی یا نصرانی، میرے بارے میں سنے اور پھر اس حالت میں اس کی موت آجائے کہ وہ مجھ پر ایمان نہیں لایا تو وہ یقیناً جہنم والوں میں سے ہے''۔) [2]

ان دلائل سے ثابت ہوا، نبی ﷺ پر ایمان لایا جائے، آپ ﷺ کی پیروی کی جائے، آپ ﷺ پر نازل کردہ شریعت کی پیروی کی جائے، آپ ﷺ کا احترام کیا جائے اور آپ ﷺ کی مدد کی جائے۔ یہ بھی ثابت ہوا کہ اللہ اور رسول پر ایمان نہ لانا کفر ہے۔

لہٰذا اللہ اور رسول پر ایمان لایا جائے اور اس ایمان کے تقاضوں کو پورا کیا جائے۔

تاجدارِ مدینہ محمد ﷺ کی رسالت پر دلائل

آپ ﷺ کی رسالت پر دو قسم کے دلائل دیئے جاسکتے ہیں:

① عقلی دلائل ② نقلی دلائل

۱) عقلی دلائل:

مقتضائے عقل ہے کہ جو شخص بھی کُل جہاں سے مخالف ہو کر منجانب اللہ مامور اور نبی ہونے کا مدعی ہوتا ہے۔ اس کی حالت تین باتوں میں منحصر ہوتی ہے:

ا۔ یا تو وہ مال اور دولت کا لالچی ہوگا۔

ب۔ یا مجنون ہوگا۔ ج۔ یا پھر سچا ہوگا۔

آپ ﷺ میں نہ دنیا کی لالچ تھی اور نہ جنون تھا (نعوذ باللہ) جس کا مختصر جائزہ پیش خدمت ہے

ا۔ ① مشرکین مکہ نے جب آپ ﷺ کو مال و دولت کی پیشکش کی تو آپ ﷺ نے ٹھکرا دی۔

1- (13/48) 2- (مسلم)

② آپ ﷺ کے گھر میں اکثر ایسا ہوتا کہ تین تین دِن چولہے میں آگ نہ جلتی تھی یعنی کھانا نہ پکتا تھا۔

③ جب آپ ﷺ فوت ہوئے تو آپ ﷺ کا کچھ سامان ایک یہودی کے پاس گروی پڑا ہوا تھا۔

ب۔ آپ ﷺ کے فیصلے، حکمت بھری باتیں، آپ ﷺ پر اُتاری گئی کتاب اور جنگی حکمت عملیاں وغیرہ، غرض آپ ﷺ کی پوری زندگی اِس بات کا ثبوت ہے کہ آپ ﷺ (نعوذ باللہ) مجنون نہ تھے۔

آپ ﷺ نے جس دِین کی دعوت فردِ واحد کے طور پر شروع کی، آج چودہ سو برس سے زیادہ گزر چکے ہیں، اُمت مسلمہ کی بڑھتی ہوئی تعداد بھی اس بات کا ثبوت دیتی ہے کہ ان کا قائد (نعوذ باللہ) مجنون نہیں تھا۔

ج۔ پہلی دونوں باتوں کے غلط ہونے کے بعد تیسری بات ہی درست ہے کہ آپ ﷺ اللہ کے سچے رسول تھے۔

ان دلائل کے علاوہ مزید دو باتوں سے بھی پرکھ کی جاسکتی ہے کہ آپ ﷺ واقعی اللہ کے رسول تھے۔

① قرآن مجید ② آپ ﷺ کی بیان کردہ پیشین گوئیاں

...... قرآن آج تک پوری دُنیا کے جن وانس کو چیلنج کر رہا ہے کہ ''اِس قرآن کے مقابلے میں کوئی ایک آیت ہی پیش کر دکھاؤ۔

...... آپ ﷺ کی پیشین گوئیاں جو آپ نے اپنی زندگی میں بیان کی تھیں، آپ ﷺ کی وفات کے بعد من وعن پوری ہوئیں اور ہو رہی ہیں کیا یہ آپ ﷺ کی رسالت کی سچائی کی دلیل نہیں ہے کہ آپ ﷺ واقعی اللہ کے رسول تھے۔ اہل عقل کو تسلیم کر لینا چاہیے۔

2) نقلی دلائل:

آپ ﷺ کا تذکرہ ہندو کتب میں:

ہزاروں سال پرانے اِس ہندو دھرم کی مقدس کتابوں میں بھی آپ ﷺ کی آمد کے تذکرے ملتے ہیں۔ جس پر علامہ ابن اکبر الاعظمی نے ایک کتاب لکھی ہے۔ "محمد ﷺ ہندو کتابوں میں" اس کتاب کے ص ۱۰۱۔۱۰۲ سے ہم صرف ایک حوالہ نقل کرتے ہیں جس میں محمد ﷺ کے متعلق واضح پیشین گوئی کی گئی ہے۔

محمد ﷺ کی بشارت بھوشیہ پوران میں:

ہندو دھرم میں پوران نام کی اٹھارہ کتابیں ہیں، جن میں سے ایک بھوشیہ پوران ہے۔ اس کا یہ نام اس لئے ہے کہ اس میں آئندہ پیش آنے والے واقعات کی خبریں ہیں۔

اس کتاب کی تیسری قسم کے تیسرے کھانڈ کی تیسری سرگ، جسے پرتی سرگ کہتے ہیں اس میں نبی ﷺ کے متعلق بہت صاف اور صریح پیشینگوئیاں ہیں جو ویدوں کے مصنف مہرشی ویاس کے ایک مکاشفے پر مبنی ہے۔ اس سرگ کے منتر 5 تا 8 یہ ہیں:

☆ اچانک کیا دیکھتا ہوں کہ ایک غیر آریہ روحانی معلم جو مُحَامَدْ...... محمد...... کے نام سے معروف ہے، اپنے ساتھیوں کے ہمراہ آیا۔

☆ اس عرب کے رہنے والے عظیم مقدس شخص کی صحیح دِل سے تعظیم کیلئے راجہ بھوج اُٹھا اور گنگا کے پانی اور پانچوں پاک کرنے والی چیزوں سے اُسے غسل دیا۔

☆ اور اس سے راجہ بھوج نے کہا: آپ پر سلام، اے نسلِ انسانی کے فخر، اے سرزمین عرب کے رہنے والے اور اے شیطانوں کو مارنے کیلئے بہت سی قوت دینے والے۔

قارئین غور کریں، غیر آریہ، عرب کا رہنے والا، محامد...... محمد...... نبی ﷺ کے علاوہ کون ہوسکتا ہے۔

آپ ﷺ کی رسالت کا تذکرہ اہل کتاب (یہود ونصاریٰ) کی کتب میں:

یہود تورات کو مانتے ہیں مگر عیسائی تورات اور انجیل دونوں کو مانتے ہیں۔ عیسائی تورات

کو عہد نامہ قدیم اور انجیل کو عہد نامہ جدید کا نام دیتے ہیں۔ انہوں نے دونوں کو یکجا کیا ہوا ہے۔ عیسائیوں کے نزدیک دونوں پر ایمان لانا ضروری ہے جبکہ یہود صرف تورات کو مانتے ہیں اس لئے انہوں نے انجیل کو اس کے ساتھ نہ شامل کیا ہوا ہے بلکہ وہ عیسیٰؑ کو نبی بھی نہیں مانتے۔

قارئین آپ کو تورات کے ایک نسخے سے آگاہ کیا جاتا ہے جس کا انکشاف حال ہی میں ہوا ہے۔ یہ انگریزی کی بائبل (تورات اور انجیل کا مجموعہ) جو پانچ سو یہودی اور عیسائی سکالروں کی مشترکہ کاوش ہے۔ جسے "The Complete Bible" کا نام دیا گیا ہے۔

اس کتاب کے ص ۲۹۰ پر جدید دور میں سامنے آنے والی تورات کے ان مخطوطات کے بارے میں بتایا گیا ہے کہ یہ مخطوطے اسرائیل میں بحر مردار کے قریب قمران کے علاقوں میں موجود پہاڑوں کی غاروں سے ملے ہیں۔ یہ مخطوطے ۱۹۴۷ء سے ۱۹۵۶ء تک ملتے رہے۔

ان کا تعلق عیسیٰؑ سے بھی پہلے کا ہے۔ جب یہودیوں کا ایک فرقہ یروشلم چھوڑ کر یہاں آبسا تھا۔ ان مخطوطوں کو مسلمانوں نے نہیں یہودیوں نے نکالا ہے جس میں لکھا ہے:

"جیسا کہ ان کی پیشگوئی تھی، آخری زمانے میں ایک نجات دہندہ کا ظہور قریب ہے جو اپنی قوم کی قیادت کرے گا، جو رومیوں اور دوسرے مشرکین کے خلاف فتح حاصل کرے گا"۔

قارئین اس میں کوئی شک وشبہ نہیں کہ وہ نجات دہندہ محمد رسول اللہ ﷺ ہی ہیں۔

اس حقیقت کے سامنے آجانے کے بعد بھی اس بدفطرت، ضدی قوم یہود نے تسلیم نہیں کیا بلکہ وہ ان مخطوطات کو دیکھ کر خاموش ہیں اور عیسائی پریشان ہیں کہ وہ جس کو نجات دہندہ کہا گیا ہے کس شخصیت کو کہیں؟

آپ ﷺ کا تذکرہ انجیل میں:

انجیل برناباس جس پر عیسائیوں کے کلیسا نے اللہ کے رسول ﷺ کی آمد سے پہلے ہی پابندی عائد کر دی تھی۔ یہ انجیل موجودہ دور میں اطالوی اور انگریزی زبانوں میں شائع ہوئی مگر اس کی کاپیاں فوراً ضبط کر لی گئیں۔ ڈاکٹر ضیاء عمری موصلی عراقی نے اپنی کتاب "السیرۃ النبویۃ

"الصحیح" 118/1 میں انجیل برناباس سے ایک حوالہ نقل کیا ہے۔ "شاگردوں نے سوال کیا:

"اے اُستاد! وہ شخص کہ جس کے بارے میں آپ گفتگو کرتے ہیں کہ وہ عنقریب دُنیا میں آئے گا، وہ کون ہوگا؟ تو عیسیٰ (علیہ السلام) نے دِل کی خوشیوں کے ساتھ جواب دیا:

(انه محمد رسول الله) "بلاشبہ وہ اللہ کا رسول محمد (ﷺ) ہوگا"۔ (1)

اس حقیقت کو قبول کرنے کی بجائے چھپایا جاتا ہے مگر قرآن تا قیامت ان لوگوں پر حجت قائم کرتا رہے گا۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَاِذْ قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَمُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ يَّاْتِيْ مِنْ بَعْدِي اسْمُهٗٓ اَحْمَدُ﴾ (2)

"اور (اے لوگو وہ وقت یاد کرو) جب عیسیٰ ابن مریم نے کہا تھا: اے اسرائیل کے بیٹو! میں تمہاری جانب اللہ کا بھیجا ہوا رسول ہوں، اس تورات کی تصدیق کرنے والا ہوں جو مجھ سے پہلے آئی موجود ہے اور اپنے بعد اس رسول کی خوشخبری دینے والا بھی ہوں جس کا نام احمد (ﷺ) ہوگا۔

جب آپ ﷺ کی بعثت ہوئی تو اہل کتاب جو کہ آپ ﷺ کے متعلق اپنی کتب میں بھی پڑھ چکے تھے اور اپنے علماء سے بھی سن چکے تھے کہ ایک آخری رسول آنے والا ہے۔ آپ ﷺ کے تشریف لانے کے بعد انہوں نے موازنہ کیا تو اب کوئی شک کی گنجائش تو باقی نہ رہی کہ وہ آپ کو پہچان نہ سکے ہوں مگر تعصب، ضد اور ہٹ دھرمی کی وجہ سے ایمان نہ لائے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿يَعْرِفُوْنَهٗ كَمَا يَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَهُمْ﴾ (3) "وہ ان (پیغمبر آخر الزماں ﷺ) کو اس طرح پہچانتے ہیں جس طرح اپنے بیٹوں کو پہچانا کرتے ہیں"۔

قارئین سب لوگ ایک جیسے نہیں ہوتے، بہت سے ایسے لوگ بھی گزرے ہیں جنہوں نے آپ ﷺ کو پہچانا اور بہت سے ایسے بھی ہوئے کہ ایمان بھی لائے۔ ہم صرف چند

1- (سیرت کے سچے موتی / امیر حمزہ) 2- (6/61) 3- (146/2)

مثالیں آپ کی خدمت میں پیش کرتے ہیں:

ایک عیسائی عالم ورقہ بن نوفل کی تصدیق:

ورقہ بن نوفل سیدہ خدیجہؓ کے چچا کے بیٹے تھے۔ انہوں نے جاہلیت کے دور میں عیسائیت کو اختیار کرلیا تھا۔ عبرانی زبان کے ماہر تھے، مگر اب بوڑھے اور نابینا ہو چکے تھے۔ جب آپ ﷺ پر پہلی بار جبرائیلؑ تشریف لائے اور آپ ﷺ نے اپنی طبیعت میں بوجھ محسوس کیا تو سیدہ خدیجہؓ آپ ﷺ کو ورقہ کے پاس لے آئیں اور ورقہ نے آپ ﷺ سے پوری بات سن کر کہا:

"یہ تو وہی ناموس ہے جس کو اللہ نے موسیٰؑ پر اُتارا تھا۔ کاش میں اس وقت جوان ہوتا، کاش! میں اس وقت تک زندہ رہوں جب آپ کی قوم آپ کو اس شہر سے نکال دے گی"۔

آپ ﷺ نے یہ سن کر تعجب سے پوچھا: "یہ لوگ مجھے نکال دیں گے"۔ ورقہ نے کہا:

"ہاں! ایسا ہی ہوگا کیونکہ جو شخص بھی آپ کی طرح حق لے کر آیا لوگ اُس کے دشمن ہو گئے، اگر مجھے آپ کی نبوت کا وہ دور مل گیا تو میں ہر طرح سے آپ کی مدد کروں گا"۔

مگر تھوڑے ہی دِن گزرے تھے کہ ورقہ فوت ہو گیا۔

ایک یہودی عالم عبداللہ بن سلام کا اسلام قبول کرنا:

عبداللہ بن سلام کو جب یہ خبر ہوئی کہ آپ ﷺ مدینہ تشریف لائے ہوئے ہیں وہ آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ ﷺ سے مخاطب ہو کر فرمایا:

"میں آپ سے تین باتیں پوچھتا ہوں جن کو سوائے نبی کے اور کوئی نہیں جانتا۔

ایک تو یہ کہ قیامت کی پہلی علامت کیا ہے؟

دوسری یہ کہ جنتی سب سے پہلے کیا کھائیں گے؟

تیسری یہ کہ بچہ اپنے ماں یا باپ کے مشابہ کیوں ہوتا ہے؟"

آپ ﷺ نے فرمایا:

"قیامت کی پہلی علامت یہ ہے کہ ایک آگ نکلے گی جو لوگوں کو مشرق سے مغرب کی طرف بھگائے گی۔

جنتیوں کا پہلا کھانا مچھلیوں کی کلیجی ہوگی۔

بچہ اس کے مشابہ ہوتا ہے جس کی منی رحم میں سبقت کرے اور غالب رہے"۔

یہ سنتے ہی عبداللہ بن سلام نے اسلام قبول کرلیا۔

حبش کے ایک عیسائی بادشاہ کی گواہی:

چند مظلوم اور مجبور صحابہؓ جب ہجرت کر کے حبشہ کی طرف پہنچے تو ان کے پیچھے مکہ کے کافر بھی شاہ حبش کیلئے تحفے لے کر گئے اور جا کر کہا کہ ان لوگوں کو جو ہمارے ملک سے بھاگ آئے ہیں، ہمارے سپرد کردیا جائے۔ مسلمین دربار میں بلائے گئے، تب نبی ﷺ کے چچازاد بھائی جعفر طیارؓ نے دربار میں یہ تقریر کی:

"اے بادشاہ! ہم جہالت میں مبتلا تھے، بتوں کو پوجتے تھے، نجاست میں آلودہ تھے، مردار کھاتے تھے، بیہودہ بکا کرتے تھے، ہم میں انسانیت اور سچی ایمانداری کا نشان نہ تھا، ہمسایہ کی رعایت نہ تھی، کوئی قاعدہ وقانون نہ تھا۔ ایسی حالت میں اللہ نے ہم میں سے ایک بزرگ کو مبعوث کیا، جس کے حسب ونسب، سچائی، دیانتداری، تقویٰ، پاکیزگی سے ہم خوب واقف تھے۔ اُس نے ہم کو توحید کی دعوت دی اور سمجھایا کہ اس اکیلے اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ جانیں، اُس نے ہم کو پتھروں کی پوجا سے روکا۔ اُس نے فرمایا کہ ہم سچ بولا کریں، وعدہ پورا کریں، گناہوں سے دُور رہیں، بُرائیوں سے بچیں۔ اُس نے حکم دیا کہ ہم نماز پڑھیں اور صدقہ دیا کریں اور روزے رکھا کریں۔ ہماری قوم ہم سے ان باتوں پر بگڑ بیٹھی ہے۔ قوم نے جہاں تک ہو سکا ہم کو ستایا، تا کہ ہم وحدہ لاشریک کی عبادت چھوڑ دیں اور لکڑی اور پتھر کی مورتیوں کی پوجا کرنے لگ جائیں، ہم نے ان کے ہاتھوں بہت ظلم اور تکلیفیں اُٹھائی ہیں اور جب

مجبور ہو گئے تب تیرے ملک میں پناہ لینے کیلئے آئے ہیں"۔

بادشاہ نے یہ تقریر سن کر کہا، مجھے قرآن سناؤ، جعفر طیارؓ نے سورۃ مریم سنائی، بادشاہ پر ایسی تاثیر ہوئی کہ وہ رونے لگا اور اُس نے کہا کہ:

"محمد ﷺ تو وہی رسول ہیں جن کی خبر یسوع مسیح نے دی تھی۔ اللہ کا شکر ہے کہ مجھے اُس رسول کا زمانہ ملا"۔

پھر بادشاہ نے مکہ کے کافروں کو دربار سے نکلوا دیا۔

خوشخبری

نبی پاک ﷺ نے فرمایا:

"خوشخبری ہے اُس شخص کیلئے جس نے مجھے دیکھا اور مجھ پر ایمان لایا اور سات مرتبہ خوشخبری ہے اُس شخص کے لئے جس نے مجھے نہیں دیکھا اور مجھ پر ایمان لایا"۔

(الصحیحہ للالبانی)

امام الانبیاء محمد ﷺ کی رسالت کی خصوصیات

...... اللہ تعالیٰ نے دیگر تمام پیغمبروں سے آپ ﷺ پر ایمان لانے اور آپ ﷺ کی حمایت وتائید کرنے کا عہد لیا تھا۔

...... آپ ﷺ تمام پیغمبروں سے افضل ہیں۔

...... آپ ﷺ اللہ کے آخری رسول ہیں اور خاتم الانبیاء ہیں۔

...... آپ ﷺ تمام جن وانس کیلئے رسول بنا کر بھیجے گئے ہیں۔

...... آپ ﷺ ساری مخلوق کی طرف مبعوث کئے گئے ہیں۔

...... آپ ﷺ کی رسالت نے سابقہ تمام رسالتوں کو منسوخ کر دیا ہے۔

...... سابقہ انبیاء کا ماننے والا کوئی بھی شخص جو آپ ﷺ کی رسالت کی خبر سن لے اور آپ ﷺ پر ایمان لائے بغیر مر جائے تو وہ دوزخیوں میں ہوگا۔

...... اللہ تعالیٰ نے سب سے عظیم معجزہ ”قرآن کریم“ آپ ﷺ کو عطا فرمایا۔

...... آپ ﷺ کو رحمۃ اللعالمین بنایا گیا ہے۔

...... آپ ﷺ کی بعثت اللہ کی طرف سے احسانِ عظیم ہے۔

...... آپ ﷺ کو جامع کلمات عطا کئے گئے ہیں۔

...... آپ ﷺ کو زمین کے خزانوں کی چابیاں دی گئی ہیں۔

...... بیت المقدس میں آپ ﷺ کو سابقہ تمام انبیاء کی امامت کا شرف عطا فرمایا گیا۔

...... آپ ﷺ کو معراج کی صورت میں آسمانوں کی سیر کرائی گئی ہے۔

...... آپ ﷺ کی ازواج مطہرات لوگوں کی مائیں ہیں۔

...... ایک ماہ کی مسافت پر آپ ﷺ کے دشمنوں پر آپ ﷺ کا رُعب ڈال دیا جاتا تھا۔

...... آپ ﷺ کے زمانے کو بنی آدم کا سب سے بہترین زمانہ قرار دیا گیا۔

...... اُمت محمد (ﷺ) کو ساری اُمتوں میں بہترین قرار دیا گیا ہے۔

...... اُمت محمد (ﷺ) شاہد اُمت ہے (جو باقی تمام سابقہ اُمتوں پر گواہی دیگی)۔
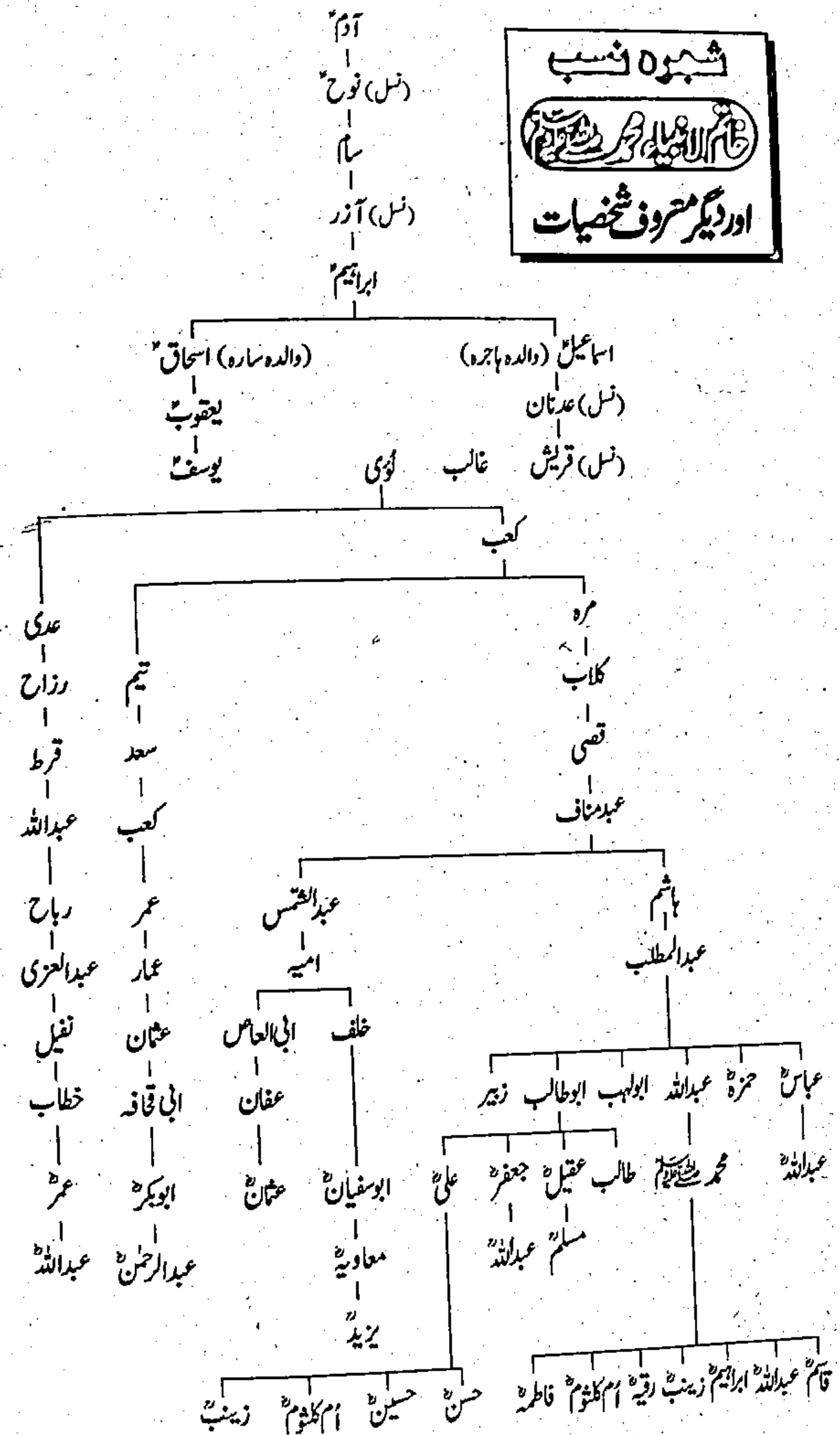
افضل البشر محمد ﷺ کی عظمت

ثناء خواں جس کا قرآن ہے، اس کی عظمت ہم کیا بیان کر سکتے ہیں؟ ایسا عظیم الشان نبی ہماری طرف مبعوث کیا گیا ہے جس کی ایک ایک صفت ایسی ہے کہ اس کی نظیر تاریخ عالم پیش کرنے سے قاصر ہے۔

آپ ﷺ کو رسالت کبریٰ وعظمیٰ عطاء کی گئی:

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

(كَانَ النَّبِيُّ يُبْعَثُ إِلَى قَوْمِهِ خَاصَّةً وَبُعِثْتُ إِلَى النَّاسِ عَامَّةً)[1] "ہر نبی کو خاص اس کی قوم کی طرف بھیجا جاتا تھا اور میں تمام لوگوں کی طرف مبعوث کیا گیا ہوں"۔

آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے آخری نبی بنا کر بھیجا:

﴿خَاتَمَ النَّبِيِّينَ﴾[2] "(آپ ﷺ) خاتم النبیین ہیں"۔

آپ ﷺ اللہ کی طرف سے احسانِ عظیم تھے:

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْ أَنفُسِهِمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِن كَانُوا مِن قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ﴾[3] "اللہ تعالیٰ نے مؤمنین پر بڑا احسان کیا کہ اُن میں انہی میں سے ایک رسول مبعوث فرمایا جو ان کو اس کی آیتیں پڑھ پڑھ کر سناتا ہے، اُن کے دِلوں کو پاک کرتا ہے اور ان کو کتاب وحکمت کی تعلیم دیتا ہے اور اس سے پہلے وہ کھلی گمراہی میں مبتلا تھے"۔

1- بخاری
2- (40/33)
3- (164/3)

آپ ﷺ خلقِ عظیم پر فائز تھے:

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَإِنَّكَ لَعَلَىٰ خُلُقٍ عَظِيمٍ﴾[1] "بے شک آپ خلقِ عظیم پر (فائز) ہیں"۔

بھلا دُنیا کے عظیم ترین بشر کی عظمت و رفعت تک کس کی رسائی ہو سکتی ہے جس کے خلقِ عظیم کی گواہی خود اللہ تبارک وتعالیٰ بیان کرے۔

آپ ﷺ اللہ کی طرف سے رحمت بن کر آئے:

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ﴾[2] "اور (اے رسول) ہم نے آپ کو تمام جہانوں کیلئے رحمت بنا کر بھیجا ہے"۔

غور فرمایئے کہ رب العالمین کا آپ ﷺ کو رحمت للعالمین بنا کر بھیجنا کس قدر عزت وعظمت کی بات ہے۔

اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے ذکر کو بلند کیا:

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ﴾[3] "(اے رسول) ہم نے آپ کے ذکر کو بلند کر دیا"۔

یہ بلندئ ذکر کیا ہے ذرا اگلی آیت پر غور کریں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿إِنَّ اللّٰهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا﴾[4] "بے شک اللہ اور اُس کے فرشتے نبی پر درود بھیجتے رہتے ہیں، اے ایمان والو! تم بھی نبی پر صلوٰۃ وسلام بھیجا کرو"۔

آج سے ڈیڑھ ہزار سال قبل سے لیکر آئندہ تا قیامت اہل ایمان کا آپ ﷺ پر درود بھیجنا، فرشتوں کی تعداد کا ہم اندازہ بھی نہیں لگا سکتے، اُن کا آپ پر دُرود بھیجنا اور پھر خود

1- (4/68)
2- (107/21)
3- (4/94)
4- (56/33)

رب کائنات کا آپ ﷺ پر دُرود بھیجنا ورفعنا لک ذکرک کی ایک مختصری تفسیر ہے یقیناً یہ آپ ﷺ کی عظمت کی بہت بڑی دلیل ہے۔

اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو معراج جیسے عظیم معجزہ سے نوازا:

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِهٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِیْ بٰرَكْنَا حَوْلَهٗ لِنُرِیَهٗ مِنْ اٰیٰتِنَا ؕ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ﴾ [1]	"پاک ہے (وہ اللہ) جو ایک رات اپنے بندے کو مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک لے گیا، جس کے اردگرد (کے علاقہ) کو ہم نے (بڑی) برکتوں سے نوازا ہے تاکہ ہم اسے اپنی نشانیوں کا مشاہدہ کرائیں، بے شک اللہ سننے والا، دیکھنے والا ہے"۔

آپ ﷺ کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس قدر حیرت انگیز واقعہ پیش آیا کہ انسانی عقلیں دنگ رہ گئیں، یہ سب آپ ﷺ کی عظمت کی دلیل ہے۔

آپ ﷺ تمام اولادِ آدمؑ کے سردار ہیں:

آپ ﷺ نے فرمایا:

(اَنَا سَیِّدُ وُلْدِ اٰدَمَ) [2] "یعنی میں اولادِ آدمؑ کا سردار ہوں"۔

...... قیامت کے روز سب سے پہلے آپ ﷺ کی قبر شق ہوگی یعنی آپ ﷺ سب سے پہلے اُٹھائے جائیں گے۔

...... پل صراط کو سب سے پہلے آپ ﷺ ہی پار کریں گے۔

...... سب سے پہلے آپ ﷺ ہی جنت کا دروازہ کھٹکھٹائیں گے اور جنت میں داخل ہونگے۔

...... آپ ﷺ ہی کو حوضِ کوثر اور مقامِ محمود نصیب ہوگا۔

...... قیامت کے روز آپ ﷺ سب سے پہلے شفاعت کریں گے اور آپ ﷺ ہی کی شفاعت سب سے پہلے قبول کی جائے گی۔

1- (1/17) 2- مسلم

...... ہدایت آپ ﷺ کی پیروی میں ہے۔ [1]

...... اگر کوئی یہ چاہتا ہو کہ اللہ اس سے محبت کرے تو اسے نبی ﷺ کی پیروی کرنا ہوگی۔ [2]

...... نبی ﷺ کی زندگی ہمارے لئے بہترین نمونہ ہے۔ [3]

...... آپ ﷺ کی اطاعت کو اللہ تعالیٰ نے اپنی اطاعت کہا ہے۔ [4]

...... آپ ﷺ دینی امور میں اپنی طرف سے کچھ نہیں کہتے، سب اللہ کی طرف سے ہوتا ہے۔ [5]

قارئین! یہ سب آپ ﷺ کی عظمت کے دلائل ہیں جنہیں ہم نے انتہائی اختصار کے ساتھ پیش کیا ہے۔

شفاعت

ابوہریرہؓ نے جب آپ ﷺ سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ قیامت کے دن آپ کی شفاعت کے ذریعہ زیادہ کامیاب شخص کون ہوگا؟ تو آپ نے فرمایا:

"مَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ خالصًا من قلبه او نفسه"

جس نے دِل وجان کی سچائی سے کہا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ

(بخاری)

1- (158/7) 2- (31/3) 3- (21/33) 4- (80/4) 5- (3/53)

مقصدِ رسالت

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِيْ كُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلًا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوْتَ فَمِنْهُمْ مَّنْ هَدَى اللّٰهُ وَمِنْهُمْ مَّنْ حَقَّتْ عَلَيْهِ الضَّلٰلَةُ فَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ﴾ [1]

"اور ہم نے ہر اُمت میں ایک رسول مبعوث فرمایا (جس نے اپنی اُمت سے یہی کہا) کہ اللہ (اکیلے) کی عبادت کرو اور طاغوت (کی عبادت) سے اجتناب کرو۔ پھر ہم نے اُن میں سے بعض کو ہدایت دی اور بعض گمراہی پر جمے رہے تو (اے لوگو، ذرا) زمین کی سیر کرو اور دیکھو کہ (نبیوں کی) تکذیب کرنے والوں کا کیا انجام ہوا"۔

﴿وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا نُوْحِيْٓ اِلَيْهِ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدُوْنِ﴾ [2]

"اور (اے رسول) ہم نے آپ سے پہلے جو رسول بھی بھیجا اُس کو ہم نے یہی وحی (بھیجی) کہ میرے سوا کوئی الٰہ نہیں لہٰذا (صرف) میری عبادت کرو"۔

﴿هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ﴾ [3]

"وہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دینِ حق کے ساتھ بھیجا تاکہ اُسے تمام دینوں پر غالب کرے خواہ مشرکین کو بُرا ہی کیوں نہ لگے"۔

﴿كَانَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً فَبَعَثَ اللّٰهُ النَّبِيّٖنَ مُبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ وَاَنْزَلَ مَعَهُمُ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ لِيَحْكُمَ

"(پہلے) سب لوگ ایک ہی اُمت تھے پھر (جب انہوں نے اختلاف کیا اور فرقے بنا لئے تو) اللہ نے نبیوں کو خوشخبری دینے والا اور ڈرانیوالا بنا کر بھیجا اور

1- (36/16) 2- (25/21) 3- (9/61)

بَيْنَ النَّاسِ فِيْمَا اخْتَلَفُوْا فِيْهِ﴾ [1]

ان نبیوں کے ساتھ حق کے ساتھ کتاب نازل کی تاکہ وہ کتاب ان لوگوں کے درمیان ان باتوں میں فیصلہ کردے جن میں وہ اختلاف کرتے تھے......"۔

﴿وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِيُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰهِ﴾ [2]

"اور ہم نے جو بھی رسول بھیجا وہ اسی لئے بھیجا کہ اللہ کے حکم سے اُس کی اطاعت کی جائے......"۔

﴿رُسُلًا مُّبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ لِئَلَّا يَكُوْنَ لِلنَّاسِ عَلَى اللّٰهِ حُجَّةٌۢ بَعْدَ الرُّسُلِ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا﴾ [3]

"(تمام) رسولوں کو (اللہ نے) خوشخبری سنانے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا تھا تاکہ رسولوں کے (بھیجے جانے) بعد لوگوں کیلئے اللہ پر کوئی حجت باقی نہ رہے، اللہ تعالیٰ غالب اور حکمت والا ہے"۔

﴿وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا﴾ [4]

"اور ہم (کسی بستی پر) عذاب نہیں بھیجتے جب تک (اس بستی میں) رسول کو نہ بھیجیں"۔

﴿وَلَوْ اَنَّآ اَهْلَكْنٰهُمْ بِعَذَابٍ مِّنْ قَبْلِهٖ لَقَالُوْا رَبَّنَا لَوْلَآ اَرْسَلْتَ اِلَيْنَا رَسُوْلًا فَنَتَّبِعَ اٰيٰتِكَ مِنْ قَبْلِ اَنْ نَّذِلَّ وَنَخْزٰى﴾ [5]

"اور اگر ہم ان کو (رسول کے بھیجنے سے) پہلے کسی عذاب کے ذریعے ہلاک کردیتے تو یہ ضرور کہتے، اے ہمارے رب، تو نے ہماری طرف رسول کیوں نہ بھیجا تاکہ ہم اس سے پہلے کہ ذلیل و رسوا ہوں تیری آیات کی پیروی کرتے"۔

﴿ثُمَّ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا تَتْرَا ۭ كُلَّمَا جَاۗءَ اُمَّةً رَّسُوْلُهَا كَذَّبُوْهُ فَاَتْبَعْنَا بَعْضَهُمْ بَعْضًا وَّجَعَلْنٰهُمْ اَحَادِيْثَ ۚ فَبُعْدًا لِّقَوْمٍ لَّا يُؤْمِنُوْنَ﴾ [6]

"پھر ہم نے لگاتار رسول بھیجے، تو جب کبھی کسی قوم کے پاس اس کا رسول آیا تو اس قوم کے لوگوں نے اُسے جھٹلایا، ہم نے ان کو یکے بعد دیگرے (ہلاک) کردیا اور ان کو افسانہ بنا دیا تو جو لوگ ایمان نہیں لاتے ان پر لعنت ہے"۔

1- (213/2) 2- (64/4) 3- (165/4) 4- (15/17) 5- (134/20) 6- (4/23)

﴿فَلَنَسْئَلَنَّ الَّذِيْنَ اُرْسِلَ اِلَيْهِمْ وَلَنَسْئَلَنَّ الْمُرْسَلِيْنَ﴾ [1]

”(قیامت کے دِن) ہم ان سے بھی سوال کریں گے جن کی طرف رسول بھیجے گئے تھے اور رسولوں سے بھی سوال کریں گے“۔

﴿وَيَوْمَ نَبْعَثُ فِيْ كُلِّ اُمَّةٍ شَهِيْدًا عَلَيْهِمْ مِّنْ اَنْفُسِهِمْ وَجِئْنَابِكَ شَهِيْدًا عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ﴾ [2]

”اور (اے رسول وہ دن یاد کیجئے) جس دِن ہم ہر اُمت (کے لوگوں) میں اُن (کی بداعمالیوں پر گواہی دینے کیلئے) انہی میں سے ایک گواہ کھڑا کریں گے اور پھر (ان گواہوں کی تائید) کیلئے آپ کو گواہ بنا کر لائیں گے......“۔

خلاصہ:

① اللہ تعالیٰ کی الوہیت اور عبادت کی طرف بلانا۔

② شرک سے منع کرنا، طاغوتی طاقتوں سے ٹکرانا۔

③ لوگوں کے اختلافات کو ختم کرکے دِینِ حق پر متحد کرنا۔

④ اللہ تعالیٰ کا ان انبیاء کے ذریعے اپنی اطاعت کروانا۔

⑤ انبیاء کرام زمین پر اللہ کی طرف سے حجت ہوتے ہیں جو لوگوں تک ہدایت پہنچاتے ہیں، ماننے والوں کو خوشخبری اور نہ ماننے والے کو اللہ کے عذاب سے ڈراتے ہیں۔

قارئین! ذیل میں اس سلسلے کی چند مختصر مثالیں پیش خدمت ہیں:

حضرت آدم علیہ السلام

آدم علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے پہلے نبی تھے۔

جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا کیا تو اُن سے فرمایا:

”اے آدم، ایک چیز میرے لئے اور ایک چیز تمہارے لئے اور ایک چیز میرے اور تمہارے درمیان مشترک ہے، جو چیز میرے لئے ہے وہ یہ ہے کہ تم

1- (6/7)
2- (89/16)

میری عبادت کرو اور میرے ساتھ ذرا سا بھی شرک نہ کرو، جو چیز تمہارے لئے ہے وہ یہ ہے کہ تم جو عمل بھی کرو میں تمہیں اس کی جزاء دوں اور تمہیں بخش دوں اس لئے کہ میں غفور رحیم ہوں اور جو چیز میرے اور تمہارے درمیان مشترک ہے وہ ہے تمہارا سوال اور تمہاری دُعا اور مجھ پر اُس کا قبول کرنا اور (مسئولہ چیز) دے دینا“۔

حضرت نوح علیہ السلام

نوح علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے پہلے رسول تھے۔

ان کی قوم میں جو بت پوجے جا رہے تھے وہ ان کے بزرگ وَدّ، سُواع، یَغوث، یَعوق اور نَسر کے بت تھے۔ قوم کے لوگ آپس میں کہا کرتے تھے ان بتوں کو ہرگز نہ چھوڑنا۔

نوح علیہ السلام نے اپنی قوم سے کہا: اے میری قوم اللہ کی عبادت کرو، اس کے سوا تمہارا کوئی الٰہ نہیں ہے۔

اس قوم نے بجائے نصیحت حاصل کرنے کے اُلٹا نوح ؑ کو گمراہ اور مجنون کہا۔ آپ کو بشریت کا طعنہ دیا اور آپ کے ساتھیوں کو غربت کا طعنہ دیا اور کہا کہ ان کو ہمارے کسی بزرگ نے جھڑک دیا ہے۔

الغرض نوح ؑ اپنی قوم کو 950 سال تک سمجھاتے رہے لیکن وہ ٹس سے مس نہیں ہوئے۔

جب نوح علیہ السلام کی وفات کا وقت قریب آیا تو انہوں نے اپنے بیٹے سے کہا۔ میں تمہیں دو باتوں کا حکم دیتا ہوں اور دو باتوں سے منع کرتا ہوں:

”میں تمہیں شرک اور تکبّر سے منع کرتا ہوں اور میں تمہیں لا الہ الا اللہ کا حکم دیتا ہوں اس لئے کہ اگر ایک پلڑے میں آسمان، زمین اور جو کچھ ان کے درمیان ہے رکھ دیا جائے اور دوسرے پلڑے میں لا الہ الا اللہ رکھ دیا جائے تو دوسرا پلڑا جھک جائے گا، اگر آسمانوں کا زمین کا حلقہ بنایا جائے اور لا الہ الا اللہ کو اس حلقہ پر رکھ دیا جائے تو لا الہ الا اللہ اسے توڑ دے گا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام

ابراہیم علیہ السلام جدالانبیاء اور اللہ تعالیٰ کے خلیل تھے۔

اپنی قوم کو یوں دعوت دیتے ہیں:

"یہ کیسی مورتیاں ہیں جن کے سامنے تم بیٹھے رہتے ہو"؟

قوم کے لوگوں نے کہا:

"ہم نے اپنے آباء واجداد کو ان کی پرستش کرتے ہوئے پایا، لہٰذا ہم بھی انہی کے نقش قدم پر چلتے ہوئے ان کی پرستش کرتے ہیں"۔

ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا:

"تم بھی کھلی گمراہی میں ہو اور تمہارے آباء واجداد بھی کھلی گمراہی میں تھے"۔

اس دعوت کے بعد ابراہیمؑ پر کیا گزری۔ قرآن میں اِن واقعات کو پڑھا جا سکتا ہے۔ جب ابراہیم علیہ السلام کی وفات کا وقت قریب آیا تو انہوں نے اپنے بیٹوں کو ان الفاظ میں وصیت کی:

"اے میرے بیٹو، اللہ نے تمہارے لئے دین (اسلام) کو پسند فرمایا ہے، لہٰذا تمہیں ہرگز موت نہ آئے مگر اس حال میں کہ تم مسلم ہو"۔

حضرت یعقوب علیہ السلام

ایک دِن یعقوب علیہ السلام نے اپنے بیٹوں سے کہا:

"اے میرے بیٹو، اللہ نے تمہارے لئے دین (اسلام) پسند فرمایا ہے، لہٰذا تمہیں ہرگز موت نہ آئے مگر اس حالت میں کہ تم مسلم ہو"۔

جب یعقوب علیہ السلام کا آخری وقت قریب آیا تو اپنے بیٹوں سے فرمایا:

تم کس کی عبادت کرو گے؟ بیٹوں نے کہا:

"ہم آپ کے الٰہ اور آپ کے آباء (واجداد) ابراہیم علیہ السلام، اسمٰعیل علیہ السلام اور اسحٰق علیہ السلام کے الٰہ کی عبادت کریں گے اور ہم صرف اسی کے مسلم ہیں"۔

حضرت یوسف علیہ السلام

یوسف علیہ السلام اپنوں اور غیروں کے ظلم اور زیادتیوں کا شکار ہوئے۔ بغیر کسی قصور کے قید خانے میں پڑے ہیں۔ اس کے باوجود اپنے رب کا کوئی شکوہ نہیں کرتے بلکہ قید خانے میں بھی رب کی توحید کا درس دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

"میں نے اپنی قوم کے لوگوں کے مذہب کو چھوڑ دیا جو نہ تو اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتے ہیں اور نہ قیامت پر ایمان رکھتے ہیں۔ میں تو اپنے آباء واجداد ابراہیمؑ، اسحاقؑ اور یعقوب علیہ السلام کی ملت کی پیروی کرتا ہوں۔ ہمارے لئے مناسب نہیں کہ ہم اللہ کے ساتھ ذرا سا بھی شرک کریں۔ یہ اللہ کا ہم پر اور تمام لوگوں پر بڑا فضل ہے (جس نے ہماری رہنمائی فرمائی) لیکن اکثر لوگ اس کا شکر ادا نہیں کرتے۔

اے قید خانہ کے ساتھیو، تم ہی بتاؤ کہ مختلف قوموں اور قبیلوں کے یہ رب بہتر ہیں یا اللہ بہتر ہے جو واحد و یکتا اور غالب و زبردست ہے اور میرے قید خانہ کے ساتھیو جن جن ہستیوں کی تم اللہ کے علاوہ پرستش کرتے ہو یہ بس نام ہی نام ہیں جو تم نے اور تمہارے آباء واجداد نے خود رکھ لئے ہیں، اللہ نے تو اُن کی کوئی سند نہیں اتاری۔

حکم تو اسی کا چلتا ہے اور مانا جاتا ہے (اس نے تو ان معبودوں کی پرستش کا حکم نہیں دیا)۔ اُس نے یہ حکم دیا ہے کہ بس اسی اکیلے کی عبادت کی جائے اور یہی سیدھا دین ہے لیکن اکثر لوگ اتنی آسان بات کو بھی نہیں سمجھتے"۔

حضرت موسیٰؑ

موسیٰؑ کو اللہ تعالیٰ نے اپنی رسالت کیلئے منتخب کیا اور انہیں یہ احکام جاری کئے۔

(اے موسیٰ) میں اللہ ہوں، میرے علاوہ کوئی اِلٰہ نہیں، لہٰذا صرف میری عبادت کرو اور میرے ذکر کیلئے نماز قائم کرو

اللہ تعالیٰ نے موسیٰ کو معجزات دیئے اور ان کو فرعون جیسے طاغوت تک دعوت دینے کی تلقین کرتے ہوئے فرمایا:

"اے موسیٰ (اب) تم ان دو نشانیوں کے ساتھ فرعون، اس کے سرداروں اور اس کی ظالم قوم کے پاس جاؤ (انہیں اللہ کے عذاب سے ڈراؤ) وہ بہت سرکش اور نافرمان ہو گئے ہیں"۔

پھر اس کے بعد فرعون نے موسیٰ کے ساتھ اور ان کی قوم کے ساتھ کیا سلوک کیا۔ فرعونیوں کو اللہ تعالیٰ نے کس طرح برباد کیا۔ قرآن مجید میں جگہ جگہ یہ واقعات بیان کئے گئے ہیں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام

عیسیٰ علیہ السلام اپنی قوم کو دعوت دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

"اللہ اکیلے کی عبادت کرو، وہی میرا بھی رب ہے اور تمہارا بھی رب ہے۔ میں تمہاری طرف بھیجا ہوا اللہ کا رسول ہوں۔ میں تصدیق کرتا ہوں کہ توریت سچی کتاب ہے اور میں تمہیں بشارت دیتا ہوں کہ میرے بعد احمد نام کا ایک رسول آئے گا (تم اُس پر ایمان لانا)"۔

ان کی خیر خواہانہ نصیحتوں کے باوجود بنی اسرائیل مخالفت پر اڑے رہے اور عیسیٰؑ کو قتل کرنے کی سازش کی مگر اللہ تعالیٰ نے حسب وعدہ ان کو اپنی طرف اُٹھا لیا۔ [1]

الغرض تمام انبیاء نے نفی و اثبات کے کلمہ کی طرف اور اس کے تقاضے عبادت کی طرف اپنی قوموں کو یوں دعوت دی۔

﴿اُعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ﴾ [2] "اللہ کی عبادت کرو اس کے سوا تمہارا کوئی الٰہ نہیں"۔

اس طرح انبیاء کا سلسلہ چلتا رہا، جب بھی کوئی نبی دُنیا میں آیا تو پہلے تو قوم اس کو ماننے کیلئے تیار نہ ہوتی تھی۔ جب وہ دُنیا سے رخصت ہو جاتا تو اُس کی وفات کے بعد اس کو اللہ کا

1- ماخذ/تاریخ الاسلام والمسلمین (مطول)/مسعود احمد بی ایس سی   2- (59/7)

شریک بنا لیا جاتا۔ اب اللہ تعالیٰ نے آخر دُنیا کا اختتام بھی کرنا ہے۔ اس سے پہلے انبیاء کا سلسلہ جو کئی صدیوں سے چلتا آ رہا تھا اس کو بھی اختتامی شکل دینی تھی۔ عیسیٰؑ نے جس نبی کی بشارت دی۔ اُس آخری نبی کے آنے سے پہلے معاشرے کی کیا حالت تھی اور کس طرح سے انہوں نے توحید الوہیت کی طرف لوگوں کو دعوت دی۔ آیئے اس کا مختصر جائزہ لیتے ہیں۔

حضرت محمد ﷺ

خاتم الانبیاء ﷺ کی آمد سے قبل معاشرے کی حالت:

عیسیٰؑ کے رفع آسمانی کو تقریباً چھ سو سال گزر چکے تھے۔ اہل کتاب میں سے یہود نے دین کو بدلا۔ آپس کی ضد میں آ کر اختلاف کیا اور 71 فرقوں میں بٹ گئے۔ مزید یہ کہ عُزیرؑ کو (معاذ اللہ) اللہ کا بیٹا کہنے لگے۔

نصاریٰ نے بھی انہیں کی طرح دین میں تبدیلی کی اور حق آ جانے کے بعد 72 فرقوں میں بٹ گئے اور انہوں نے عیسیٰؑ ابن مریم کو اللہ کا بیٹا کہنا شروع کر دیا۔

عرب کی حالت:

عرب کی حالت بھی کوئی ان سے مختلف نہیں تھی، یہ لوگ بہت سی معاشرتی برائیوں کے ساتھ ساتھ دین ابراہیمی کو بدل چکے تھے۔ فرشتوں کو (معاذ اللہ) اللہ کی بیٹیاں کہتے تھے، بت پرستی کرتے، خانہ کعبہ کو 360 بتوں سے بھرا ہوا تھا۔

لات، منات، عزیٰ کے علاوہ قوم نوحؑ کے بتوں کی بھی پوجا کرتے۔

کوئی پتھر خوبصورت لگتا اسے پوجنا شروع کر دیتے اور اگر کوئی اس سے اچھا پتھر ملتا تو اس کو پھینک دیتے اور نئے پتھر کی پوجا کرنے لگتے تھے۔

خانہ کعبہ کا ننگے ہو کر طواف کیا جاتا۔ ان لوگوں کی عبادت بیت اللہ کے قریب سیٹیاں اور تالیاں بجانا تھی۔ یہ لوگ قبائلی جنگ و جدل، شراب، جوا، زنا اور سود وغیرہ جیسی لعنتوں میں

گھرے پڑے تھے۔ اپنی لڑکیوں کو زندہ دفن کر دیتے تھے۔

بیواؤں کی معاشرے میں کوئی عزت نہیں تھی۔ یتیم ومسکین پر کوئی ترس نہیں کھاتا تھا۔ یہ لوگ کچھ حد تک ربوبیت کے قائل تھے مگر اللہ اکیلے کو الٰہ ماننے کیلئے بالکل تیار نہ تھے۔ وہ حج وعمرہ کیلئے یوں تلبیہ پڑھتے:

لَبَّیْکَ لاَ شَرِیْکَ لَکَ لَبَّیْکَ اِلاَّ شَرِیْکاً ھُوَ لَکَ تَمْلِکُہٗ وَمَا مَلَکَ[1] "اے اللہ میں حاضر ہوں تیرا کوئی شریک نہیں مگر ایک تیرا شریک ہے جس کا تو ہی مالک ہے اور وہ کسی چیز کا مالک نہیں"۔

یعنی وہ اپنے معبودوں کو ذاتی نہیں عطائی اختیارات کا مالک سمجھتے تھے۔

...... انہوں نے اپنے بزرگوں کی عبادت کر کے انہیں الوہیت کا درجہ دے رکھا تھا اور وہ ان کو مدد کیلئے پکارا کرتے تھے جس کو قرآن یوں بیان کرتا ہے:

﴿وَاتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ اٰلِھَۃً لَّعَلَّھُمْ یُنْصَرُوْنَ﴾[2] "اور ان لوگوں نے اللہ کے علاوہ (اور) الٰہ بنا رکھے ہیں تاکہ یہ (ان سے) مدد حاصل کریں"۔

(مگر اس کے باوجود سمندر کی پہنائیوں میں صرف اللہ اکیلے کو پکارا کرتے تھے)۔

...... وہ ان کو شفاعت کا مالک سمجھ کر ان کی عبادت کیا کرتے تھے:

﴿وَیَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ مَا لاَ یَضُرُّھُمْ وَلاَ یَنْفَعُھُمْ وَیَقُوْلُوْنَ ھٰٓؤُلَآءِ شُفَعَآؤُنَا عِنْدَ اللّٰہِ﴾[3] "اور یہ لوگ اللہ کے علاوہ ایسے لوگوں کی عبادت کرتے ہیں جو نہ ان کو نقصان پہنچا سکتے ہیں اور نہ نفع پہنچا سکتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ اللہ کے ہاں ہمارے سفارشی ہیں"۔

...... وہ اللہ کا قرب حاصل کرنے کیلئے بتوں کی عبادت کرتے تھے:

﴿مَا نَعْبُدُھُمْ اِلاَّ لِیُقَرِّبُوْنَآ اِلَی اللّٰہِ زُلْفٰی﴾[4] "ہم تو ان کی عبادت صرف اس لئے کرتے ہیں کہ یہ ہمیں اللہ کے قریب کر دیں"۔

1- (صحیح مسلم) 2- (74/36) 3- (18/10) 4- (3/39)

یہ لوگ اللہ کے نام کی بھی نذر دیا کرتے تھے مگر اپنے بُرے مال میں سے، اچھے مال کی نذر اپنے باطل معبودوں کیلئے دیا کرتے تھے۔

الغرض:

تمام معاشرے میں ابتری پھیلی ہوئی تھی اور لوگ گمراہیوں کے اندھیرے میں ڈوبے ہوئے تھے۔ اب ضرورت تھی:

☆...... ایک سراج ومنیر کی جو ان کفر کے اندھیروں کو روشنی میں بدل دے۔

☆...... ایک ہادی ومہدی کی جو ان گمراہیوں کو مٹا دے۔

☆...... ایسے رحمت للعالمین کی جو یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرے۔

☆...... مسکین کے منہ میں لقمہ دے۔

☆...... عورت کو اس کا مقام دے۔

☆...... بیواؤں سے ہمدردی کرے۔

☆...... ایک ایسے باشرم وباحیا کی جو اس بے شرمی وبے حیائی کے طوفان کو روکے۔

☆...... ایک ایسی پاک ہستی کی جو لوگوں کے دِلوں کا تزکیہ کرے۔

☆...... ایک ایسی ہستی کی جو اللہ کی ذات کا صحیح تعارف کروائے، لوگوں کو ان کا مقصدِ زندگی یاد دلائے، سابقہ انبیاء کی دعوت کو پیش کرے۔

☆...... ایک ایسی منفرد شخصیت کی جس کا نا صرف نام سب سے مختلف ہو بلکہ اس کے اوصاف بھی سب سے نرالے ہوں۔

☆...... جو لوگوں میں پہلے ہی صادق وامین کے اوصاف سے جانا جاتا ہو، اس ہستی کی کہ جس کی آمد کی بشارتیں انبیاء سابقین دے چکے ہوں اور اہل کتاب جس کے تذکرے اور نشانیاں پڑھ چکے ہوں۔

ان تمام ضرورتوں کو پورا کرنے کیلئے اللہ تعالیٰ محمد (ﷺ) بن عبداللہ بن عبدالمطلب کو منتخب کرتا ہے۔ یہ آمنہ کا لال، جزیرۃ العرب کا باشندہ، مکہ کا شہری، بنو ہاشم کا فرد ہے۔

آپ ﷺ 9 ربیع الاول سنہ عام الفیل مطابق 20 یا 22 اپریل 571ء دو شنبہ (سوموار) کے دن پیدا ہوئے۔ آپ ﷺ کا بچپن، جوانی اور کردار آسمان کی طرح صاف اور بلند تھا، 25 برس کے تھے کہ شادی کر لی، بے دینی میں گھرے معاشرے سے ہٹ کر ذرا دور حرا نامی پہاڑ کی غار میں بیٹھ کر اپنے خالق حقیقی سے سرگوشیاں کرتے کہ عین اس وقت جب آپ ﷺ کی عمر ٹھیک 40 برس کی تھی کہ اللہ کے حکم سے جبرائیلؑ تشریف لائے اور اس طرح آپ ﷺ پر وحی کا آغاز ہوا۔

...... آپ ﷺ ہی نوید مسیحا تھے۔ ابراہیمؑ و اسماعیلؑ کی دُعا تھے۔

...... آپ ﷺ کو تمام اُولادِ آدم کا سردار بنایا جاتا ہے۔

...... آپ ﷺ کے سر پر ختم نبوت کا تاج سجایا جاتا ہے۔

...... آپ ﷺ ہی کو تمام انبیاء کا امام بنایا جاتا ہے۔

...... آپ ﷺ ہی تمام جہانوں کیلئے نبی رحمت بن کر آئے ہیں۔

آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ عقیدہ توحید کی وضاحت کی ذمہ داری دیتے ہوئے فرماتا ہے:

﴿وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا نُوْحِيْٓ اِلَيْهِ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدُوْنِ﴾[1] "اور (اے رسول) ہم نے آپ سے پہلے جو رسول بھی بھیجا اس کو ہم نے یہی وحی کی کہ میرے سوا کوئی الٰہ نہیں لہٰذا (صرف) میری عبادت کرو"۔

آپ ﷺ کو قرآن جیسی عظیم کتاب دے کر اس کے مقصدِ نزول کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿هٰذَا بَلٰغٌ لِّلنَّاسِ وَلِيُنْذَرُوْا بِهٖ وَلِيَعْلَمُوْٓا اَنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ وَّلِيَذَّكَّرَ اُولُوا الْاَلْبَابِ﴾[2] "یہ (قرآن) تمام لوگوں کیلئے پیغام ہے تاکہ اس کے ذریعہ ان کو ڈرایا جائے، انہیں معلوم ہو جائے کہ اللہ ہی اکیلا الٰہ ہے اور عقلمند لوگ نصیحت حاصل کریں"۔

1- (25/21) 2- (52/14)

آپ ﷺ لوگوں کو اس کلمہ کی دعوت دیتے ہوئے فرماتے ہیں: لوگو!

(قولوا لا الٰہ الا اللہ تفلحوا)[1] "کہو کہ اللہ اکیلے کے سوا کوئی الٰہ نہیں، کامیاب ہو جاؤ گے"۔

توحید الوہیت کی دعوت سنتے ہی مشرکین نے تعجب سے کہا:

﴿اَجَعَلَ الْاٰلِهَةَ اِلٰهًا وَّاحِدًا ۚ اِنَّ هٰذَا لَشَيْءٌ عُجَابٌ ۝ وَانْطَلَقَ الْمَلَاُ مِنْهُمْ اَنِ امْشُوْا وَاصْبِرُوْا عَلٰٓي اٰلِهَتِكُمْ ۚ اِنَّ هٰذَا لَشَيْءٌ يُّرَادُ﴾[2] "کیا اس نے (تمام) معبودوں کی جگہ ایک معبود بنا دیا، یہ تو بڑی عجیب بات ہے۔ ان میں سے جو سردار تھے وہ نکل کر چل دیئے (اور آپس میں کہنے لگے) چلو اور اپنے معبودوں پر جمے رہو، اس دعویٰ نبوت سے اس کا کوئی خاص مقصد ہے"۔

﴿وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا بَيِّنٰتٍ قَالُوْا مَا هٰذَآ اِلَّا رَجُلٌ يُّرِيْدُ اَنْ يَّصُدَّكُمْ عَمَّا كَانَ يَعْبُدُ اٰبَاۗؤُكُمْ﴾[3] "اور جب ان کو ہماری واضح آیتیں پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو کہتے ہیں یہ (رسول) نہیں ہے بلکہ ایک (ایسا) شخص ہے جو یہ چاہتا ہے کہ جن چیزوں کی عبادت تمہارے باپ دادا کرتے تھے ان سے تم کو روک دے......"۔

فرمایا:

﴿اِنَّهُمْ كَانُوْٓا اِذَا قِيْلَ لَهُمْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ۙ يَسْتَكْبِرُوْنَ ۝ وَيَقُوْلُوْنَ اَىِٕنَّا لَتَارِكُوْٓا اٰلِهَتِنَا لِشَاعِرٍ مَّجْنُوْنٍ﴾[4] "یہ لوگ ایسے تھے کہ جب ان سے کہا جاتا تھا کہ اللہ کے علاوہ کوئی الٰہ نہیں تو تکبر کرتے تھے اور (اس طرح) کہتے تھے کہ کیا ہم دیوانے شاعر (کے کہنے) سے اپنے معبودوں کو چھوڑ دیں گے"۔

فرمایا:

﴿قُلْ اِنَّمَآ اَنَا مُنْذِرٌ ڰ وَّمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّا اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ﴾[5] "(اے رسول) آپ کہہ دیجئے میں تو بس ڈرانے والا ہوں، اللہ واحد و غالب کے سوا کوئی الٰہ نہیں ہے"۔

1- (ترمذی) 2- (6-5/38) 3- (43/34) 4- (36-35/37) 5- (65/38)

فرمایا:

﴿قُلْ اِنَّمَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ اَنَّمَآ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ﴾ [1] "(اے رسول، آپ) کہہ دیجئے کہ میری طرف یہ بات وحی کی گئی ہے کہ تمہارا اللہ بس ایک الٰہ ہے تو (بتاؤ اب) تم مسلم ہوتے ہو (یا نہیں)"۔

قرآن مجید میں مشرکینِ مکہ کو توحیدِ ربوبیت کو دلیل بنا کر الوہیت کے دلائل دیئے گئے تو یہ لوگ لاجواب ہو کر یہ اعتراض کرنے لگے کہ "یہ شخص ہم ہی جیسا بشر ہے"۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰٓى اِلَيَّ اَنَّمَآ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ فَمَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَآءَ رَبِّهٖ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖٓ اَحَدًا﴾ [2] "(اے رسول آپ) کہہ دیجئے میں تم ہی جیسا ایک بشر ہوں (میں نے کب اس سے انکار کیا ہے، میں تو تمہیں یہ دعوت دیتا ہوں کہ) میری طرف یہ وحی آ رہی ہے کہ تمہارا اللہ بس ایک الٰہ ہے، تو جس شخص کو اپنے رب سے ملاقات کی امید ہو اسے چاہیئے کہ اچھے عمل کرے اور اپنے رب کی عبادت میں کسی کو شریک نہ کرے"۔

اسی دعوت کے سبب آپ ﷺ کو کاہن، جادوگر، شاعر اور مجنون کہا گیا۔ قرآن مجید اور یوم آخرت پر نکتہ چینیاں کی گئیں اور یہ لوگ اس طرح دُعائیں کرنے لگے کہ......

...... ہم آپ (ﷺ) کی تکذیب کرتے ہیں، ہم پر عذاب کیوں نہیں آتا؟

...... دُعا کرتے کہ یا اللہ! اگر یہ نبی سچا ہے تو ہم پر پتھروں کی بارش کر۔

...... اگر ہم کو بھی وہی ملے جو رسول کو ملا پھر ہم ایمان لائیں گے۔

...... تقدیر پر دوش دیتے ہوئے کہتے کہ اگر اللہ چاہتا تو ہم شرک نہ کرتے۔

اللہ تعالیٰ نے ان کے اعتراضات، مطالبات اور سوالات کے معقول جواب دیئے۔

بہت سی باتوں سے درگزر کیا، ان کی دلخراش باتوں پر آپ ﷺ کو تسلیاں دیں۔

1- (108/21) 2- (110/18)

آپ ﷺ بھی اپنے صحابہؓ کو اطمینانِ قلبی کیلئے پچھلے انبیاء اور صالحین کے واقعات سناتے۔ ان حالات کے باوجود توحید میں کوئی لچک کا مظاہرہ نہیں کیا بلکہ مزید کھلے الفاظ میں توحید کی آیات پیش کی گئیں اور ان کے شریکوں کی نفی بھی کی گئی۔

فرمایا:

﴿وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَا يَخْلُقُوْنَ شَيْـًٔا وَّهُمْ يُخْلَقُوْنَ ۝ اَمْوَاتٌ غَيْرُ اَحْيَآءٍ ۚ وَمَا يَشْعُرُوْنَ اَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ ۝ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ فَالَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ قُلُوْبُهُمْ مُّنْكِرَةٌ وَّهُمْ مُّسْتَكْبِرُوْنَ﴾ [1] "(اے رسول) جن لوگوں کو یہ (کافر) اللہ کے علاوہ پکارتے ہیں وہ تو کچھ بھی پیدا نہیں کرسکتے بلکہ وہ خود پیدا کیے گئے ہیں ۝ وہ مردہ ہیں، زندہ نہیں ہیں، انہیں تو یہ بھی نہیں معلوم کہ وہ کب (دوبارہ زندہ کرکے) اُٹھائے جائیں گے ۝ تمہارا الٰہ تو بس ایک الٰہ ہے (وہی فریادرسی کرسکتا ہے) لیکن جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے اُن کے دِل (توحید کو) تسلیم نہیں کرتے اور وہ تکبر (وسرکشی) کرتے ہیں"۔

فرمایا:

﴿اَمِ اتَّخَذُوْٓا اٰلِهَةً مِّنَ الْاَرْضِ هُمْ يُنْشِرُوْنَ ۝ لَوْ كَانَ فِيْهِمَآ اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا ۚ فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ عَمَّا يَصِفُوْنَ﴾ [2] "(اور اے رسول) کیا انہوں نے زمین میں ایسے معبود بنالئے ہیں جو اُن کو (مرنے کے بعد) زندہ اُٹھا کھڑا کریں گے ۝ اگر زمین وآسمان میں اللہ کے علاوہ اور معبود ہوتے تو زمین وآسمان درہم برہم ہوجاتے، جو باتیں یہ بنا رہے ہیں اللہ، عرش کا مالک، ان سے پاک (ومنزہ) ہے"۔

مشرکو! جن کو تم اللہ کے سوا پکارتے ہو۔

﴿لَنْ يَّخْلُقُوْا ذُبَابًا وَّلَوِ اجْتَمَعُوْا لَهٗ ۭ وَاِنْ يَّسْلُبْهُمُ الذُّبَابُ شَيْـًٔا لَّا يَسْتَنْقِذُوْهُ مِنْهُ﴾ [3] "وہ ہرگز ایک مکھی بھی نہیں بنا سکتے اگرچہ وہ اس کام کیلئے سب جمع ہوجائیں اور اگر مکھی ان سے کچھ چھین کرلے جائے تو وہ اس چیز کو مکھی سے چھڑا نہیں سکتے"۔

1- (22-21-20/16) 2- (22-21/21) 3- (73/22)

﴿مَا یَمْلِکُوْنَ مِنْ قِطْمِیْرٍ﴾ [1] "وہ تو کھجور کی گٹھلی کے چھلکے کے برابر بھی کسی چیز کے مالک نہیں"۔

﴿مَثَلُ الَّذِیْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ اَوْلِیَآءَ کَمَثَلِ الْعَنْکَبُوْتِ اِتَّخَذَتْ بَیْتًا ط وَاِنَّ اَوْھَنَ الْبُیُوْتِ لَبَیْتُ الْعَنْکَبُوْتِ لَوْ کَانُوْا یَعْلَمُوْنَ﴾ [2] "جن لوگوں نے اللہ کے سوا (اوروں کو) کارساز بنا رکھا ہے اُن کی مثال مکڑی کی سی ہے کہ وہ بھی ایک (طرح کا) گھر بناتی ہے اور کچھ شک نہیں کہ تمام گھروں سے کمزور مکڑی کا گھر ہے۔ کاش یہ (اس بات کو) جانتے"۔

مندرجہ بالا آیات میں اللہ تعالیٰ نے غیر اللہ کی خالقیت، اختیار، ملکیت اور کارسازی کا ایسا رد کیا کہ شرک کی جڑ کاٹ کر رکھ دی۔

جب ان لوگوں کے سامنے توحید کھول کر بیان کی گئی اور یہ لاجواب ہو کر رہ گئے تو بجائے اس کے کہ اپنی اصلاح کرتے، آپ ﷺ کو تکالیف دینا شروع کر دیں۔

اس کے باوجود بھی کچھ نہ بگاڑ سکے تو اب مذاکرات کرنے کی کوششیں شروع کی گئیں۔

...... کفار نے کہا: "آپ ہمارے معبودوں کے متعلق کچھ نہ کہیں"۔

جواب ملا:

﴿فَذَکِّرْ اِنَّمَآ اَنْتَ مُذَکِّرٌ﴾ [3] "(اے رسول) آپ نصیحت کرتے رہیے، آپ تو بس نصیحت کرنے والے ہیں"۔

...... کفار نے ابو طالب کے ذریعے روکنے کی کوشش کی تو آپ ﷺ نے فرمایا:

"اگر میرے داہنے ہاتھ پر سورج اور بائیں ہاتھ پر چاند رکھ دیا جائے تب بھی میں (توحید کی طرف بلانے اور شرک سے روکنے سے) باز نہیں آؤں گا"۔

...... کفار نے ایک تجویز یوں دی۔ "آپ ذرا نرمی اختیار کریں تو ہم بھی نرمی اختیار کریں گے"۔ جواب ملا:

﴿فَلَا تُطِعِ الْمُکَذِّبِیْنَ﴾ [4] "(اے رسول) آپ (ان) جھٹلانے والوں کا کہنا نہ مانیں"۔

1- (13/35) 2- (41/29) 3- (21/88) 4- (8/68)

...... آخر تنگ آ کر انہوں نے یہ تجویز دی کہ:

"کچھ عرصہ آپ ہمارے معبودوں کی عبادت کریں کچھ عرصہ ہم آپ کے"۔ جواب ملا:

﴿قُلْ یٰٓاَیُّھَا الْکٰفِرُوْنَ o لَآ اَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ o وَلَآ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَآ اَعْبُدُ﴾ [1] "(اے رسول) آپ کہہ دیجئے کہ اے کافرو! تم جن کی عبادت کرتے ہو میں ان کی عبادت نہیں کرتا اور جس کی میں عبادت کرتا ہوں اس کی عبادت تم نہیں کرتے"۔

...... کفار نے کہا: اچھا تو آپ: "اس قرآن کے علاوہ کوئی دوسرا قرآن لائیں یا اس میں کوئی تبدیلی لائیں"۔ جواب ملا:

﴿اِنَّہٗ لَقَوْلٌ فَصْلٌ﴾ [2] • "یہ (قرآن) قول فیصل ہے"۔

﴿وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَیْنَا بَعْضَ الْاَقَاوِیْلِ o لَاَخَذْنَا مِنْہُ بِالْیَمِیْنِ o ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْہُ الْوَتِیْنَ﴾ [3] "اور اگر یہ رسول کوئی بات (بنا کر) ہماری طرف منسوب کردے تو ہم ان کا داہنا ہاتھ پکڑ لیتے اور ان کی شہ رگ کاٹ ڈالتے"۔

جب کفار کی تجویزوں اور تکلیفوں سے بھی آپ ﷺ پر کوئی اثر نہ پڑا تو انہوں نے آپ ﷺ کے ساتھ اور آپ ﷺ کے خاندان کے ساتھ مقاطعہ کر لیا۔ شادی بیاہ، خرید و فروخت بند کر دی اور آپ ﷺ کو ایک گھاٹی میں محصور کر کے رکھ دیا۔ اس حالت میں تین سال گزرے، اسی دوران آپ ﷺ کی غمخوار بیوی خدیجہؓ کا انتقال ہوتا ہے۔ ابھی ان کی وفات کو کچھ ہی عرصہ گزرا کہ ابو طالب جو کہ آپ کا حمایتی چچا تھا وہ بھی فوت ہو جاتا ہے۔

اب نہ غمخوار بیوی رہی اور نہ ہی حمایت کرنے والا چچا ایسے موقع پر فطری طور پر ہمتیں پست ہو جاتی ہیں، حوصلے ٹوٹ جاتے ہیں، پائے استقامت میں تزلزل واقع ہو جاتا ہے۔

لیکن اللہ کا رسول تو آخر اللہ کا رسول ہوتا ہے، اُس کے منصب پر ان حوادث کا کچھ اثر نہیں پڑتا، وہ اولوالعزم ہوتا ہے، ہمت نہیں ہارتا۔

1- (3-2-1/109) 2- (13/86) 3- (46-45-44/69)

اب رسول اللہ ﷺ میدانِ تبلیغ میں اور وسعت دیتے ہوئے، بے یار و مددگار اللہ تعالیٰ پر بھروسہ اور توکل کے ساتھ مکہ سے وادی طائف کا رُخ کرتے ہیں۔

طائف پہنچ کر آپ ﷺ یہاں کے بڑے لوگوں کو توحید کی دعوت دیتے ہیں تو وہ ردِعمل میں آپ ﷺ کو پتھروں سے لہولہان کر دیتے ہیں۔ خون میں نہلائے ہوئے ہمارے پیغمبر ﷺ محض اس لئے مایوس اور بدظن نہیں ہیں کیونکہ توحید کا مشن اس خون سے کہیں زیادہ اہم تھا۔ اس مشن کی خاطر تو آپ ﷺ کو منصب رسالت ملا تھا۔ خیر آپ ﷺ زخموں سے چور ایک جگہ آرام کرنے کیلئے بیٹھے تھے کہ جبرائیل امینؑ کی آمد ہوتی ہے جو آپ ﷺ سے یہ کہہ رہے ہیں کہ میرے ساتھ پہاڑوں پر معمور فرشتہ ہے۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں دو پہاڑوں کے درمیان رکھ کر ان لوگوں کو کچل دوں۔ مگر رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

”نہیں بلکہ مجھے اُمید ہے کہ ان کی پشت سے اللہ ایسے لوگ پیدا کرے گا جو صرف اللہ کی عبادت کریں گے اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں گے“۔

اس طرح اللہ کے رسول ﷺ تبلیغ میں مسلسل مصروف رہے۔ ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ وحی کے ذریعے آپ ﷺ کی نبوت اور قرآن کریم کی صداقت پر دلائل دیتا رہا۔

اب آپ ﷺ کو حکم ملا کہ کھل کر اپنی نبوت کا اعلان کریں۔

﴿قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا ۨالَّذِىْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ يُحْىٖ وَيُمِيْتُ﴾ (1)

”آپ کہہ دیجئے کہ اے لوگو! میں تم سب کی طرف ﷺ کا رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں جو آسمان و زمین کا بادشاہ ہے، اس کے سوا کوئی الٰہ نہیں وہی زندہ کرتا ہے اور وہی مارتا ہے“۔

اس اعلان کے بعد اب کفار اور زیادہ بھڑک اُٹھے، یہاں تک کہ (نعوذ باللہ) آپؐ کے قتل کا منصوبہ تیار کیا گیا۔ اللہ نے آپ ﷺ کو ہجرت کرنے کا حکم فرمایا تو آپ ﷺ نے مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت کی۔ اس طرح نبوت کے تیرہ سالہ مکی دور کا اختتام ہوتا ہے۔

1- (158/7)

سخت ترین آزمائشی مکی دور میں تیار کردہ ساتھیوں اور کچھ نئے ساتھیوں کو ملا کر مدینہ کی طرف ہجرت کی جاتی ہے اب جماعتی زندگی کا باقاعدہ آغاز ہوتا ہے۔ عقیدہ توحید کو اب عملی شکل میں سامنے آنا ہے۔ ”لا الہ الا اللہ“ کی بنیاد پر ایک اسلامی معاشرہ قوت بن کر وجود میں آنے والا ہے۔ صوم، صلاۃ اور زکوٰۃ کا نظام قائم ہونا ہے۔ مدینہ پہنچتے ہی آپ ﷺ سب سے پہلے مسجد تعمیر کرتے ہیں کیونکہ یہی مسجد صحابہ کرامؓ کی تربیت گاہ بننی ہے۔

مدینہ منورہ میں قدم جمتے ہی مسلمین کو جہاد کی اجازت ملتی ہے کیونکہ اب اللہ تعالیٰ حق کو باطل کے ساتھ ٹکرانا چاہتا ہے۔ بدر کے مقام پر دونوں گروہ آمنے سامنے ہوتے ہیں۔ نبی کریم ﷺ تقریباً 313 تربیت یافتہ اہل حق کو لیکر میدان میں اُترتے ہیں۔ یہ بے سروسامان مجاہدین ایمان کی قوت پر یقین رکھتے ہیں۔ یہ لا الہ الا اللہ کی خاطر مرنے کو حقیقی زندگی سمجھتے ہیں۔

ادھر مشرکین ہیں کہ تکبّر اور غرور سے سرشار، اسلحے کی بھرمار کے ساتھ ایک ہزار کا لشکرِ جرار لیکر میدان میں اترتے ہیں۔

آپ ﷺ اپنی تیرہ سالہ محنت سے تیار کردہ اس اہل توحید گروہ کی صف بندی کرتے ہیں اور ساتھ ہی اپنے رب سے یہ دُعا کرتے ہیں:

”اے میرے اللہ! اگر مسلمین کی یہ جماعت ہلاک ہوگئی تو روئے زمین پر تیری عبادت کہیں نہ ہوگی“۔

الحمدللہ! جنگ ہوئی، اہل اسلام کو فتح نصیب ہوئی۔ کفار ستر قیدی ہوئے، ستر مارے گئے جن میں کفار کے 24 بڑے بڑے سردار بھی شامل تھے۔

اس کے بعد اسی کلمہ کی بنیاد پر اُحد۔ خندق۔ خیبر۔ حنین کے معرکے ہوئے۔ اسلام کو ترقی ملی، آخر وہ وقت بھی آ گیا جب چھپ چھپ کر ہجرت کرنے والے چند افراد دس ہزار کا لشکر لے کر مکہ آتے ہیں اور بغیر کسی مزاحمت کے مکہ فتح ہو جاتا ہے۔ مکہ پہنچتے ہی پُرامن رہنے والے لوگوں کو تو معافی دے دی جاتی ہے مگر کعبہ میں پڑے بتوں کیلئے کوئی معافی نہیں، آپ ﷺ سب سے پہلے بتوں کو توڑتے ہیں اور کعبہ کی چھت پر اذان دی جاتی

ہے۔"اللہ اکبر!! اللہ اکبر!! اشھد ان لا الہ الا اللہ و اشھد ان محمدا رسول اللہ!!
کی آواز اہل مکہ کے کانوں میں پڑتی ہے وہ بھی تسلیم کرتے ہیں کہ واقعی اللہ سب سے بڑا ہے۔ اس کے سوا کوئی حقیقی الٰہ نہیں ہے اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔

دس سالہ اس مدنی جہادی دور میں مسلمین کی تعداد میں بہت اضافہ ہوا۔ حجۃ الوداع کے موقع پر آپ ﷺ کے ساتھ تقریباً ایک لاکھ سے زائد صحابہ تھے۔ آپ ﷺ کی نبوت کے ان 23 سالوں کے رات دن یہ گواہی دیتے ہیں کہ آپ ﷺ نے یہ عہد سچ کر دکھایا:

﴿اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ لَا شَرِیْکَ لَہٗ ۚ وَبِذٰلِکَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ﴾[1]

"بے شک میری نماز، میری قربانی، میری زندگی اور میری موت سب اللہ رب العلمین کیلئے ہے، جس کا کوئی شریک نہیں اور مجھے اسی بات کا حکم ملا ہے اور میں پہلا مسلم ہوں"۔

وفات سے چند روز پہلے آپ ﷺ بیمار ہوئے۔ اس طرح وفات سے پانچ دن پہلے نبی کریم ﷺ سخت بیماری کی حالت میں بھی لوگوں کو توحید و شرک کے متعلق آگاہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔"خبردار، تم سے پہلے جو لوگ گزر چکے ہیں، وہ اپنے انبیاء اور صالحین کی قبروں کو مسجد بنا لیا کرتے تھے، تم قبروں کو مسجد نہ بنانا میں تم کو اس سے منع کرتا ہوں"۔

آپ ﷺ نے فرمایا: "مشرکین کو جزیرۃ العرب سے نکال دینا"۔

آپ ﷺ نے کتاب اللہ پر عمل کرنے کی وصیت فرمائی۔

ایک دن بیماری شدت اختیار کر گئی اس دوران آپ ﷺ نے چہرہ مبارک پر چادر ڈالی ہوئی تھی آپ ﷺ چادر چہرہ پر سے ہٹاتے اور فرماتے:

"اللہ یہود و نصاریٰ پر لعنت کرے، انہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو سجدہ گاہ بنا لیا"۔

رسول اللہ ﷺ کے پاس پانی کا ایک لگن رکھا ہوا تھا، آپ ﷺ اس میں ہاتھ ڈال کر اپنے چہرے مبارک پر پھیرتے تھے اور فرماتے تھے: "لا الہ الا اللہ"، "بیشک موت میں

1- (163-162/6)

بے ہوشیاں ہیں"۔ پھر آخری کلمات جو آپ ﷺ کی زبان پر جاری ہوئے اور آپ ﷺ یہ پڑھتے ہوئے اپنے رب سے جا ملے۔"اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ وَاجْعَلْنِیْ مَعَ الرَّفِیْقِ الْاَعْلٰی"

یہ 12 ربیع الاول پیر کا دن تھا۔ آپ ﷺ کی عمر مبارک 63 برس تھی۔ سیدہ عائشہؓ کا کمرہ تھا اور اس میں آپ ﷺ دفن ہوئے۔ اللہ نے آپ ﷺ کی قبر کو سجدہ گاہ بننے سے محفوظ کر لیا کیونکہ آپ ﷺ اپنی زندگی میں دُعا کرتے تھے۔

(اَللّٰھُمَّ لَا تَجْعَلْ قَبْرِیْ وَثَنًا یُّعْبَدُ)[1]

"اے اللہ! میری قبر کو وثن (صنم) نہ بنانا! کہ اس کی عبادت کی جانے لگے"۔

آپ ﷺ پر اپنی جان نچھاور کرنے والے آپ ﷺ کے صحابہؓ اس قدر غم سے نڈھال تھے کہ جیسے ان پر مصیبت کا کوئی پہاڑ ٹوٹ پڑا ہو۔ کچھ تو بے ہوش ہیں کچھ رو رہے ہیں۔ جناب عمرؓ کو تو یقین نہیں آ رہا کہ اللہ کے رسول ﷺ فوت ہو چکے ہیں۔ آپؓ تلوار لئے کھڑے ہیں کہ کوئی نہ کہے کہ اللہ کے رسول وفات پا چکے ہیں۔

اس دوران جناب ابو بکر الصدیقؓ خبر ملتے ہی فوراً مدینہ میں تشریف لاتے ہیں۔ حجرہ عائشہؓ میں پہنچ کر آپ ﷺ کے چہرہ مبارک سے چادر ہٹا کر پیشانی پر بوسہ دیتے ہیں اور روتے ہوئے فرماتے ہیں:"اللہ آپ ﷺ پر دو موتیں کبھی جمع نہ کرے گا بس ایک ہی موت تھی آپ ﷺ زندگی اور موت دونوں حالتوں میں پاکیزہ ہیں"۔

اس کے بعد ابو بکر الصدیقؓ مسجد نبوی میں داخل ہو کر لوگوں سے فرماتے ہیں:

اَیُّھَا النَّاسُ اِنْ کَانَ مُحَمَّدٌ اِلٰھُکُمُ الَّذِیْ تَعْبُدُوْنَ فَاِنَّ اِلٰھَکُمْ قَدْ مَاتَ وَاِنْ کَانَ اِلٰھُکُمُ اللّٰہَ الَّذِیْ فِی السَّمَآءِ فَاِنَّ اِلٰھَکُمْ حَیٌّ لَا یَمُوْتُ[2]

"اے لوگو! اگر محمد ﷺ تمہارے الٰہ تھے جن کی تم عبادت کرتے تھے تو بے شک تمہارے الٰہ کو موت آ چکی ہے اور اگر تمہارا الٰہ وہ ہے جو آسمان میں ہے تو بے شک تمہارا الٰہ زندہ ہے کبھی اس پر موت نہیں آئے گی"۔

1- (مؤطا امام مالک)
2- (مجمع الزوائد، ص 48)

پھر قرآن مجید کی یہ آیات تلاوت کیں:

﴿اِنَّکَ مَیِّتٌ وَّاِنَّھُمْ مَّیِّتُوْنَ﴾[1] ''(اے رسول) بے شک آپ مرنے والے ہیں اور یہ بھی مرنے والے ہیں''۔

﴿وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ اَفَاْئِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰۤى اَعْقَابِكُمْ﴾[2] ''اور محمد اللہ کے رسول ہی تو ہیں، ان سے پہلے بھی بہت سے رسول گزر چکے ہیں، اگر یہ مر جائیں یا مارے جائیں تو کیا تم الٹے پاؤں پھر جاؤ گے''۔

پھر ہر شخص کی زبان پر یہی آیت تھی اور وہ رو رہا تھا۔

اجتماعیت کو برقرار رکھنے اور اُمت کو اس نازک موقع پر دشمنانِ اسلام کی سازشوں سے بچانے کی خاطر سب سے پہلے صحابہؓ نے اپنا امام ابوبکرؓ کو منتخب کیا۔ جو بعد الانبیاء تمام لوگوں سے افضل شخص ہیں۔ پہلے امام ہیں، خلیفہ بلا فصل ہیں۔ اس کے بعد آپ ﷺ کی تدفین کے مراحل اسی امام کی نگرانی میں انجام پاتے ہیں۔

آپ ﷺ کے بعد آپ ﷺ کے صحابہؓ نے بھی اسی طرح عقیدۂ توحید کی خدمت کو اپنا مقصدِ زندگی بنا کر دکھایا۔ آج جو ہم تک اسلام پہنچا انہیں کی قربانیوں کا نتیجہ ہے۔

قارئین: اس حقیقت کا انکار نہیں کہ انبیاء کرام اللہ تعالیٰ کی افضل ترین مخلوق ہیں مگر توحید کی دعوت کس قدر اہم ہے کہ جس سے ہر نبی نے اپنی تبلیغ کا آغاز کیا اور اسے دوستی اور دشمنی کا معیار بنایا۔ اسی توحید کی وجہ سے لوگوں نے ان سے اختلاف کیا، انہیں روکنے اور دبانے کی کوششیں کیں۔ انہیں طرح طرح کی تکلیفیں دی گئیں، انہیں قتل کرنے کی کوششیں تک کی گئیں جس کی وجہ سے ان کا مقدس خون زمین پر گرا۔

نَشْهَدُ اَنَّكَ قَدْ بَلَّغْتَ وَاَدَّيْتَ وَنَصَحْتَ ''ہم گواہی دیتے ہیں کہ بلاشبہ آپ نے (رب کا پیغام) پہنچا دیا اور (یہ حق) ادا کر کے (اُمت کی) خیر خواہی کر دی''۔

1- (30/39) 2- (144/3)

آؤ! مشترکہ بات کی طرف

قُلْ يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهٖ شَيْـًٔا وَّلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْهَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ

(اے رسول ان سے) کہیے:

اے اہل کتاب، ایک ایسی بات کی طرف آؤ جو ہم میں اور تم میں مشترک ہے
(وہ یہ) کہ ہم اللہ کے علاوہ کسی کی عبادت نہ کریں
اور اس کے ساتھ ذرا سا بھی شرک نہ کریں
اور اللہ کے علاوہ ایک دوسرے کو اپنا رب نہ بنائیں
اگر یہ (اس بات سے) نہ موڑیں تو (اے ایمان والو)
ان سے کہہ دو تم ''گواہ رہنا کہ ہم مسلم ہیں''

(64/3)

سید کائنات محمد ﷺ کی بعثت کے دو اہم مقاصد

① دعوتِ توحید اور شرک کی مذمت

آپ ﷺ نے فرمایا:

(اَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ بَعَثَنِیْ اِلَی الْعِبَادِ اَدْعُوْهُمْ اِلٰی اَنْ یَّعْبُدُوا اللّٰهَ لَا یُشْرِكُوْا بِهٖ شَیْئًا وَّاَنْزَلَ عَلَیَّ كِتَابًا)[1] "میں اللہ کا رسول ہوں، مجھیا اللہ نے بندوں کی طرف مبعوث کیا ہے کہ میں انہیں اس بات کی دعوت دوں کہ اللہ کی عبادت کریں، اس کے ساتھ ذرا سا بھی شرک نہ کریں اور مجھ پر اللہ نے ایک کتاب نازل کی ہے"۔

آپ ﷺ کی بعثت کا سب سے بڑا بنیادی مقصد لوگوں کو االلہ کی عبادت کی طرف بلانا اور شرک کے متعلق خبردار کرنا تھا۔

شرک اس قدر خطرناک گناہ ہے کہ جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿اِنَّ اللّٰهَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَكَ بِهٖ وَیَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ یَّشَآءُ﴾[2] "اللہ تعالیٰ کے ہاں بس شرک ہی کی بخشش نہیں ہے۔ اس کے سوا سب کچھ معاف ہوسکتا ہے جسے وہ معاف کرنا چاہے"۔

کیونکہ اللہ تعالیٰ فرما چکا ہے:

﴿اِنَّهٗ مَنْ یُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَیْهِ الْجَنَّةَ وَمَاْوٰهُ النَّارُ﴾[3] "جس نے اللہ کے ساتھ شرک کیا، اُس پر اللہ نے جنت حرام کردی ہے اور اس کا ٹھکانا آگ ہے"۔

اللہ تعالیٰ شرک سے اس قدر بیزار ہے کہ قرآن کریم میں اٹھارہ انبیاء کا نام لیکر فرمایا:

﴿وَلَوْ اَشْرَكُوْا لَحَبِطَ عَنْهُمْ﴾[4] "اگر کہیں یہ شرک کرتے تو ان سب کا کیا کرایا غارت ہوجاتا"۔

1- (مسند احمد)　2- (48/4)　3- (72/5)　4- (88/6)

اپنے محبوب جناب محمد ﷺ کو مخاطب کرکے فرمایا:

﴿لَئِنْ اَشْرَكْتَ لَیَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ﴾[1] "اگر (بالفرض) آپ نے شرک کیا تو آپ کے اعمال بھی ضائع ہوجائیں گے"۔

قارئین غور کریں اس قدر نازک مسئلے کیلئے نبی اُمت کے متعلق کس قدر فکرمند ہوگا کیونکہ نبی تو کبھی نہیں چاہتا کہ لوگ جہنم میں جائیں۔ یہی وجہ تھی کہ آپ ﷺ نے اپنے صحابہؓ کی تربیت میں اس بات کو زیادہ اہمیت دی اور کوئی لحہ ایسا نہیں کہ آپ ﷺ نے شرک کے معاملے میں اصلاح کی کوشش نہ کی ہو۔ آیئے آپ ﷺ کی سیرت کے اس اہم ترین گوشے کو دیکھتے ہیں۔ جو کہ ادعوا الیٰ اللہ کی مکمل تصویر پیش کرتا ہے۔

آپ ﷺ اکیس سال مسلسل کشمکش، جدوجہد، مخالفت، محاذ آرائی اور خونی معرکوں کا طویل سفر طے کرنے کے بعد جب مکہ فتح کرتے ہیں تو سب سے پہلے آپ ﷺ نے یہ اقدام فرمایا۔ مسجد الحرام میں موجود تین سو ساٹھ بتوں کو اپنے دست مبارک سے گرایا۔ بیت اللہ شریف کے اندر حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسماعیلؑ کی تصاویر بنی ہوئی تھیں انہیں مٹانے کا حکم دیا۔

① قریش مکہ اور بنو کنانہ کے بت عزیٰ کو مسمار کرنے کیلئے خالد بن ولیدؓ کو روانہ کیا۔

② قبیلہ بنو ہذیل کے بت سواع کو مسمار کرنے کیلئے عمرو بن العاصؓ کو روانہ کیا۔

③ قبیلہ اوس، خزرج اور غسان کے بت مناۃ کو مسمار کرنے کیلئے سعد بن زیدؓ کو روانہ کیا۔

④ قبیلہ طے کے بت فلس کو توڑنے کیلئے علیؓ کو روانہ کیا۔

⑤ طائف میں موجود بنو ثقیف کے بت لات کو مسمار کرنے کیلئے خالدؓ بن ولید کو روانہ کیا۔

⑥ حضرت علیؓ کو پورے جزیرۃ العرب میں یہ مشن دیکر بھیجا کہ جہاں کہیں کوئی تصویر نظر آئے اسے مٹادو اور جہاں کوئی اونچی قبر نظر آئے اُسے برابر کردو۔

رسول اکرم ﷺ نے حضرت معاذؓ کو کہیں روانہ کیا تو انہیں یہ نصیحت فرمائی کہ:

1- (65/39)

(لاَ تُشْرِكْ بِاللهِ شَيْئاً وَاِنْ قُتِلْتَ اَوْ حُرِّقْتَ) "اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا خواہ قتل کر دیئے جاؤ یا جلا دیئے جاؤ"۔ (1)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کسی سواری پر آپ ﷺ کے پیچھے سوار تھے۔ اس دوران آپ ﷺ انہیں نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ "اے لڑکے میں تجھے چند باتیں سکھاتا ہوں:

① اللہ کے احکام کی حفاظت کر اللہ تمہاری حفاظت فرمائے گا۔

② اللہ کو یاد کر تو اسے اپنے ساتھ پائے گا۔

③ جب سوال کرنا ہو تو صرف اللہ سے سوال کرنا۔ جب مدد مانگنا ہو تو صرف اللہ سے مانگنا"۔ (2)

...... حضرت معاذ بن جبلؓ فرماتے ہیں کہ ایک دن میں نبی اکرم ﷺ کے پیچھے گدھے پر سوار تھا، رسول اللہ ﷺ نے (مجھ سے) پوچھا اے معاذ!

کیا تو جانتا ہے کہ اللہ کا اپنے بندوں پر کیا حق ہے اور بندوں کا اللہ پر کیا حق ہے؟

میں نے عرض کیا: "اللہ اور اس کے رسول بہتر جانتے ہیں"۔

آپ ﷺ نے فرمایا: "بندوں پر اللہ کا حق یہ ہے کہ وہ صرف اسی کی عبادت کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں۔

اور بندوں کا اللہ پر حق یہ ہے کہ جو شخص شرک نہ کرے اسے عذاب نہ دے"۔ (3)

...... حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"اللہ نے لعنت فرمائی ہے اس شخص پر جو غیر اللہ کے نام پر جانور ذبح کرے گا"۔ (4)

...... **غیر اللہ کے آستانوں پر اللہ کے نام کی قربانی بھی نہ دی جائے:**

ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں بوانہ نامی جگہ پر اونٹ ذبح کرنے کی نذر مانی، وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا (اور عرض کیا) میں نے بوانہ پر اونٹ ذبح کرنے کی نذر مانی ہے (کیا میں اپنی نذر پوری کروں؟)

1- (مسند احمد) 2- (ترمذی) 3- (بخاری) 4- (مسلم)

آپ ﷺ نے دریافت فرمایا:

"کیا وہاں زمانہ جاہلیت میں کوئی بت تھا جس کی پوجا کی جاتی رہی ہو؟"

صحابہ کرامؓ نے عرض کیا "نہیں"۔ تب آپ ﷺ نے پوچھا:

"کیا وہاں مشرکین کا کوئی میلہ لگا کرتا تھا؟"

صحابہ کرامؓ نے عرض کیا "نہیں"۔ تب آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"اپنی نذر پوری کرو اور یاد رکھو اللہ کی نافرمانی والی نذر پوری کرنا جائز نہیں، نہ ہی وہ نذر جو انسان کے بس میں نہ ہو"۔ (1)

...... ایک بار صحابہ کرامؓ مکہ سے حنین کی طرف آ رہے تھے تو راستے میں کفار کا ایک بیری کا درخت تھا جس کے پاس وہ آ کر رکتے تھے اور اپنا اسلحہ اس پر لٹکاتے تھے۔ اس درخت کا نام ذات انواط تھا۔ اسی طرح جب صحابہؓ نے بیری کا درخت دیکھا تو کہا کہ اے اللہ کے نبی ﷺ ہمارے لئے بھی ایک ذات انواط مقرر فرما دیں۔

تو آپ ﷺ نے فرمایا: "اللہ کی قسم! تم نے قوم موسیٰ کی سی بات کی ہے (جیسا کہ انہوں نے موسیٰؑ سے کہا تھا کہ) ہمارے لئے بھی الٰہ مقرر کر دیں جس طرح ان (مشرکوں) کیلئے الٰہ ہے۔ تو موسیٰؑ نے فرمایا بے شک تم جاہل قوم ہو"۔ (2)

...... حضرت ابو موسیٰؓ سے روایت ہے کہ ہم نبی اکرم ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں تھے۔ لوگ بلند آواز سے تکبیر کہنے لگے تو آپ ﷺ نے فرمایا: "اپنی جانوں پر نرمی کرو، (یعنی اپنی آواز نیچی رکھو) کیونکہ تم کسی بہرے یا غائب کو نہیں پکار رہے ہو بلکہ اسے پکار رہے ہو جو (ہر جگہ) سننے والا ہے تمہارے نزدیک ہے اور (ہر وقت اپنے علم وقدرت کے سبب) تمہارے ساتھ ہے"۔ (3)

...... ایک صحابی نے آخرت میں بھی نبی کریم ﷺ کی قربت کی تمنا کی تو آپ ﷺ نے فرمایا:

1- (ابوداؤد) 2- (مسند احمد) 3- (مسلم)

(أَعِنِّي عَلٰى نَفْسِكَ بِكَثْرَةِ السُّجُوْدِ) [1] "اپنے اوپر کثرت سجود ضروری کرلو"۔

...... قسم کے متعلق رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

"جو شخص قسم کھائے تو وہ اللہ کی قسم کھائے ورنہ خاموش رہے"۔ [2]

فرمایا:

(مَنْ حَلَفَ بِشَیْءٍ دُوْنَ اللّٰهِ فَقَدْ اَشْرَکَ) [3] "جس نے اللہ کے علاوہ کسی اور چیز کی قسم کھائی اُس نے شرک کیا"۔

...... آپ ﷺ کے بیٹے ابراہیم فوت ہوئے تو اسی دن سورج گرہن لگ گیا۔ تو بعض نے یہ بات عام کردی کہ ابراہیم کی وفات کی وجہ سے سورج گرہن ہوا۔

آپ ﷺ اس قدر غمگین ہونے کے باوجود لوگوں کی اس غلط فہمی کو دور کرنے کیلئے اُٹھے اور فرمایا:

"یہ چاند اور سورج اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں۔ انہیں کسی کی موت اور زندگی پر گرہن نہیں لگتا بلکہ اللہ اس کے ساتھ اپنے بندوں کو ڈراتا ہے"۔ [4]

...... ایک مرتبہ مدینہ میں بارش ہوئی۔ صبح ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"تمہارے رب نے فرمایا کہ (آج) میرے بندوں میں سے بعض بندوں نے اس حال میں صبح کی کہ وہ مجھ پر ایمان لانے والے ہیں یا کافر ہیں۔

تو جن بندوں نے کہا کہ ہم پر اللہ کے فضل اور اس کی رحمت سے بارش ہوئی تو وہ مجھ پر ایمان لائے اور تارے کا انکار کیا۔

اور جن لوگوں نے کہا کہ فلاں فلاں تارے کی گردش (کی وجہ سے) بارش ہوئی تو وہ میرا انکار کرنے والے (یعنی کافر) ہیں اور تارے پر ایمان لانے والے ہیں"۔ [5]

...... آپ ﷺ نے فرمایا:

"جو کسی کاہن یا نجومی کے پاس آئے اور اس کی بات کی تصدیق کرے تو اس نے اس

1- (مسلم) 2- (بخاری و مسلم) 3- (رواہ احمد) 4- (نسائی) 5- (مسلم)

چیز کے ساتھ کفر کیا جو محمد ﷺ پر نازل کی گئی"۔ [1]

...... فرمایا:

"جس نے نجوم میں سے کوئی علم سیکھا تو اس نے جادو کی ایک شاخ سیکھی"۔ [2]

...... اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَلَقَدْ عَلِمُوْا لَمَنِ اشْتَرٰهُ مَا لَهٗ فِی الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ﴾ [3] "جو شخص جادو کا خریدار ہو تو ایسے شخص کیلئے آخرت میں کچھ حصہ نہیں"۔

...... رسول اللہ ﷺ سے نُشرہ (یعنی جادو کا علاج جادو سے کرنا) کے متعلق سوال کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: "یہ شیطانی کام ہے"۔ [4]

...... آپ ﷺ نے فال کے متعلق بتایا:

"فال دیکھنے کیلئے پرندوں کو اڑانا، زمین پر خط کھینچنا اور بدشگونی لینا یہ سب بت پرستی یعنی شرک کی قسمیں ہیں"۔ [5]

...... آپ ﷺ سے ایک شخص نے بیعت کرنے کیلئے ہاتھ بڑھایا تو آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ روک لیا۔ وجہ پوچھنے کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس نے تمیمہ ☆ باندھا ہوا ہے۔ چنانچہ آپ ﷺ نے اسے کاٹ دیا اور پھر اس شخص سے بیعت لی۔ [6]

...... آپ ﷺ نے فرمایا:

(مَنْ عَلَّقَ تَمِیْمَةً فَقَدْ اَشْرَکَ) "جس نے تمیمہ لٹکایا اس نے شرک کیا"۔

...... آپ ﷺ نے فرمایا:

"جس نے تمیمہ لٹکایا، اللہ اس کی مطلب برآری نہ کرے اور جو شخص کوڑی لٹکائے، اللہ اس کو راحت و سکون نہ بخشے"۔ [7]

...... ایک شخص کے ہاتھ میں پیتل کا کڑا یا چھلا تھا جسے اس نے کمزوری دور کرنے کیلئے پہن رکھا تھا۔ آپ ﷺ نے دیکھ کر فرمایا:

1- (ابوداؤد) 2- (ابوداؤد) 3- (102/2) 4- (ابوداؤد) 5- (رواہ احمد)
6- (رواہ احمد) 7- (رواہ احمد و حاکم) ☆ تمیمہ/گنڈا، دانے، بالا، غیر قرآنی تعویذ وغیرہ

"اس سے تیری کمزوری میں اضافہ ہوگا۔ اسے اُتار پھینکو کیونکہ اگر اسی حالت میں تیری موت آ گئی تو تم کبھی فلاح نہیں پاؤ گے"۔ [1]

...... حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ (عیسائیت سے اسلام میں داخل ہوئے) گلے میں سونے کی صلیب لٹکائے ہوئے نبی ﷺ کے سامنے آئے تو آپ ﷺ نے فرمایا:

"اے عدی! اس بت (صلیب) کو اتار پھینکو"۔

...... آپ ﷺ جامع لفظوں میں اس قسم کے شرک کی مذمت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

(مَنْ تَعَلَّقَ شَيْئًا وُكِلَ إِلَيْهِ) [2] "جو شخص کسی چیز کو لٹکاتا ہے وہ اسی کے سپرد کر دیا جاتا ہے"۔

...... آپ ﷺ نے علاج کیلئے دم پڑھنے کے متعلق فرمایا:

(لَا بَأْسَ بِالرُّقَى مَا لَمْ يَكُنْ فِيهِ شِرْكٌ) [3] "ایسے دم (کے پڑھنے) میں کوئی حرج نہیں جن میں شرک نہ ہو"۔

...... بدشگونی کے متعلق آپ ﷺ نے فرمایا:

(اَلطِّيَرَةُ شِرْكٌ) [4] "بدشگونی لینا شرک ہے"۔

فرمایا:

"جس شخص کو بدشگونی (اس کے) کام سے روک دے تو اس نے یقیناً شرک کیا"۔ [5]

...... وہم پرستی کے متعلق فرمایا:

(لَا عَدْوَى) "بیماری اُڑ کر نہیں لگتی"۔

ایک دیہاتی نے کہا "اے اللہ کے رسول (ﷺ)۔ یہ کیا بات ہے کہ ایک خارشی اونٹ چند اچھے اونٹوں میں آتا ہے تو (اس کی وجہ سے) تمام اونٹوں کو خارش ہو جاتی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: پہلے اونٹ کو کس نے بیمار کر ڈالا تھا"۔ [6]

قارئین! عقیدہ تو یہی رکھنا چاہئے لیکن عملی طور پر احتیاطی تدابیر اختیار کی جا سکتی ہیں۔

1- (حاکم) 2- (احمد، ابوداؤد) 3- (مسلم)
4- (رواہ احمد) 5- (رواہ احمد) 6- (بخاری و مسلم)

☆ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿مَا كَانَ لِبَشَرٍ أَنْ يُؤْتِيَهُ اللَّهُ الْكِتَابَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ ثُمَّ يَقُولَ لِلنَّاسِ كُونُوا عِبَادًا لِي مِنْ دُونِ اللَّهِ﴾ [1] "کسی بشر کو یہ زیبا نہیں کہ جب اللہ اس کو کتاب، حکم اور نبوت عطا فرمائے تو پھر وہ لوگوں سے یہ کہے کہ اللہ کے علاوہ میرے بھی بندے بن جاؤ"۔

آپ ﷺ نے اپنے متعلق صحابہ کرام کو آگاہ کرتے ہوئے فرمایا:

(لَا تُطْرُونِي كَمَا أَطْرَتِ النَّصَارَى ابْنَ مَرْيَمَ إِنَّمَا أَنَا عَبْدٌ، فَقُولُوا عَبْدُ اللَّهِ وَرَسُولُهُ) [2] "میری حد سے زیادہ تعریف نہ کیا کرو جیسا کہ نصاریٰ نے ابن مریم کے بارے میں کہا، بے شک میں ایک بندہ ہوں، لہٰذا مجھے اللہ کا بندہ اور اس کا رسول کہا کرو"۔

☆ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿قُلْ لَا أَقُولُ لَكُمْ عِنْدِي خَزَائِنُ اللَّهِ وَلَا أَعْلَمُ الْغَيْبَ﴾ [3] "(اے رسول) آپ کہہ دیجئے کہ میں تم سے یہ نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں اور نہ میں تم سے یہ کہتا ہوں کہ میں غیب جانتا ہوں"۔

ایک مرتبہ کسی خوشی کے موقع پر کچھ بچیاں دف بجا رہی تھیں اور اپنے آباء واجداد کی تعریف اشعار کی صورت میں کر رہی تھیں کہ ان میں سے ایک نے یہ شعر پڑھا۔

(وَفِينَا نَبِيٌّ يَعْلَمُ مَا فِي غَدٍ) [4] "ہمارے درمیان ایک ایسے نبی ہیں جو یہ جانتے ہیں کہ کل کیا ہوگا"۔

آپ ﷺ نے اس کو فرمایا کہ اس جملے کو چھوڑ دے۔

قارئین! اس حدیث کے پیش نظر ہمیں چاہئے کہ ہم شرکیہ اشعار اور نعتیں پڑھنے اور سننے سے گریز کریں۔

قارئین! ہمارا ایمان ہے کہ آپ ﷺ نا صرف کل کی بلکہ قیامت کے دن تک کی باتیں ہمیں سنا گئے مگر وہ باتیں جو اللہ نے آپ ﷺ کو وحی کے ذریعے بتائیں۔

1- (79/3) 2- (متفق علیہ) 3- (50/6) 4- (بخاری)

لیکن یہاں بچی کو روکنا اس بات کا ثبوت ہے کہ آپ ﷺ شرک کی طرف گمان تک کو بھی ختم کر رہے ہیں تا کہ اس بات سے لوگ غلط فہمی میں مبتلا نہ ہو جائیں۔

☆ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿قُلْ إِنَّمَآ أَدْعُوْا رَبِّيْ وَلَآ أُشْرِكُ بِهٖٓ أَحَدًا﴾ [1] "(اے رسول) کہہ دیجئے کہ میں تو اپنے رب کو پکارتا ہوں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتا"۔

آپ ﷺ نے فرمایا:

(مَنْ مَّاتَ وَهُوَ يَدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ نِدًّا دَخَلَ النَّارَ) [2] "جو اس حال میں مرا کہ وہ اللہ کے علاوہ کسی اور کو پکارتا تھا تو آگ میں داخل ہوگا"۔

"یا رسول اللہ مدد" کہنے والے، "ہم کو بلانا یا رسول اللہ" کہنے والے غور کریں۔ اگر آپ کو اللہ کے حبیب سے سچی محبت ہے تو آپ ﷺ کی ان تعلیمات کے مطابق اپنے عقائد درست کرلیں۔

☆ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿قُلْ إِنِّيْ لَآ أَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَّلَا رَشَدًا﴾ [3] "(اے رسول) کہہ دیجئے کہ میں تمہارے نقصان اور نفع کا مالک نہیں ہوں"۔

ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے کھڑے ہو کر فرمایا:

"اے قریش کے لوگو! اپنی جانیں بچاؤ (قیامت کے دن) اللہ کے سامنے میں تمہارے کسی کام نہیں آسکوں گا۔

اے عبد مناف کے بیٹو! اللہ کے سامنے میں تمہارے کسی کام نہیں آسکوں گا۔

اے عباس بن عبد المطلب! میں اللہ کے سامنے تمہارے کسی کام نہیں آسکوں گا۔

اے صفیہ رسول اللہ ﷺ کی پھوپھی! میں اللہ کے سامنے تمہارے کسی کام نہیں آسکوں گا۔

1- (20/72) 2- (بخاری) 3- (21/72)

اور اے فاطمہ بنت محمد ﷺ! (دنیا میں) میرے مال سے جو چاہو مانگ لو (لیکن) اللہ کے سامنے تمہارے کسی کام نہیں آسکوں گا"۔ [1]

...... ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے نبی اکرم ﷺ سے عرض کی:

"جو اللہ اور آپ ﷺ چاہیں گے وہی ہوگا"۔

آپ ﷺ نے فرمایا:

"اللہ کی قسم! تو نے مجھے اللہ کے برابر قرار دیدیا ہے۔ بلکہ یہ کہہ کہ جو صرف اللہ چاہیں"۔ [2]

...... اسی طرح ایک آدمی نے نبی اکرم ﷺ کے سامنے خطبہ دیا اور کہا:

جو شخص اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرے تو وہ کامیاب ہوگیا۔

اور جس نے ان دونوں (اللہ اور رسول) کی نافرمانی کی وہ گمراہ ہوگیا۔

آپ ﷺ نے فرمایا: "تو بُرا خطیب ہے، یہ کہہ کہ جو شخص اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے"۔ [3]

...... آپ ﷺ اپنے سامنے قیام والے انداز سے کھڑے ہونے کو ناپسند فرماتے تھے۔

صحابہ کرامؓ کے نزدیک رسول اللہ ﷺ سے زیادہ محبوب کوئی نہیں تھا لیکن وہ جب آپ ﷺ کو دیکھتے تھے تو کھڑے نہیں ہوتے تھے اس لئے کہ انہیں معلوم تھا کہ آپ ﷺ اسے ناپسند فرماتے ہیں۔ [4]

...... حضرت قیس بن سعد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں حیرہ (یمن کا شہر) آیا تو وہاں کے لوگوں کو اپنے حاکم کے آگے سجدہ کرتے دیکھا، میں نے خیال کیا کہ رسول اللہ ﷺ (ان حاکموں کے مقابلے میں) سجدہ کے زیادہ حق دار ہیں۔

چنانچہ جب میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو عرض کیا۔

یا رسول اللہ ﷺ میں نے حیرہ کے لوگوں کو اپنے حاکم کے سامنے سجدہ کرتے دیکھا

1- (بخاری) 2- (مسند احمد) 3- (مسند احمد) 4- (ترمذی)

ہے حالانکہ (میں سمجھتا ہوں) آپ ﷺ سجدہ کے زیادہ حقدار ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اچھا بتاؤ اگر تمہارا گزر میری قبر پر ہو کیا تم میری قبر پر سجدہ کرو گے!" میں نے عرض کیا نہیں!!

آپ ﷺ نے فرمایا: پھر اب بھی مجھے سجدہ نہ کرو"۔ [1]

...... آپ ﷺ نے فرمایا: کسی آدمی کیلئے یہ جائز نہیں کہ کسی دوسرے آدمی کو سجدہ کرے"۔ [2]

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

"اللہ یہود و نصاریٰ پر لعنت کرے، انہوں نے اپنے نبیوں کی قبروں کو مساجد بنا لیا"۔

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

(لَا تَجْعَلُوْا قَبْرِیْ عِیْدًا) [3] "میری قبر کو عید مت بنانا" (یعنی میری قبر پر میلہ مت لگانا)۔

رسول اللہ ﷺ اپنے لئے یوں دعا کرتے ہیں۔

(اَللّٰھُمَّ لَا تَجْعَلْ قَبْرِیْ وَثَنًا) [4] "اے اللہ، میری قبر کو بت نہ بنانا (یعنی ایسا نہ ہو کہ لوگ میری قبر کی پرستش شروع کر دیں)"۔

...... آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کا حق ادا کر دیا:

﴿قُلْ اِنَّمَآ اَنَا مُنْذِرٌ وَّ مَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّا اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ﴾ [5] "(اے رسول) کہہ دیجئے کہ میں تو بس خبردار کرنے والا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی الٰہ نہیں"۔

یہی وجہ تھی کہ آپ ﷺ میلوں میں، بازاروں میں، اپنوں میں، غیروں میں، اجتماعی طور پر، انفرادی طور پر، کبھی پہاڑی پر کھڑے ہو کر اور کبھی چچا کے منہ کے ساتھ کان لگا کر اسی کلمہ کی تبلیغ کرتے ہوئے فرماتے۔ لوگو! (قولوا لا الٰہ الا اللہ تفلحوا) کہو کہ اللہ کے سوا کوئی الٰہ نہیں کامیاب ہو جاؤ گے۔

1- (ابوداؤد) 2- (رواہ احمد) 3- (رواہ ابوداؤد) 4- (رواہ احمد) 5- (65/38)

2 مکارم اخلاق کی تکمیل

رسول اللہ ﷺ کی بعثت کا دوسرا اہم مقصد اخلاق کی تکمیل تھا۔

آپ ﷺ نے فرمایا:

(اِنَّمَا بُعِثْتُ لِاُتَمِّمَ صَالِحَ الْاَخْلَاقِ) [1] "مجھے اللہ تعالیٰ نے اسی لئے مبعوث فرمایا ہے کہ میں اخلاق کے حقوق اور واجبات کی تکمیل کروں"۔

دین صرف رکوع اور سجدے کا نام نہیں، یہ دین خیر خواہی کا نام ہے۔ خالق کے حقوق، مخلوق کے حقوق، خود اپنی ذات کے حقوق اور معاملات کو خوش اسلوبی سے ادا کرنا اخلاق کہلاتا ہے۔ اسلام اور ایمان کا دوسرا نام امن اور سلامتی ہے، اخلاق کی غیر موجودگی میں امن و سلامتی ناممکن ہے۔ دنیا کا کوئی بھی معاشرہ ہو یا دھرم بداخلاقی کو پسند نہیں کرتا۔ اسلام میں اخلاقیات کی اس قدر اہمیت ہے کہ اسے ایمان کے ساتھ جوڑ دیا ہے۔

آپ ﷺ خود خلق عظیم پر فائز تھے جس کی گواہی اللہ تعالیٰ علیم وخبیر دے رہا ہے۔

﴿وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ﴾ [2] "بیشک آپ (ﷺ) خلق عظیم پر (فائز) ہیں"۔

اس بات کی گواہی اپنوں اور غیروں نے دی، دوستوں اور دشمنوں نے دی۔

پہلی مرتبہ وحی آئی تو آپ ﷺ پریشان ہوئے تو بیوی نے آپ ﷺ کے اخلاق بتا کر آپ ﷺ کو تسلی دی۔

مکہ کی پہاڑی پر جب آپ ﷺ نے اپنے قریبیوں کو کلمہ شہادت کی دعوت دی تو پہلے اپنے کردار کو پیش کیا، اہل مکہ میں آپ صادق و امین کے لقب سے جانے جاتے تھے۔ اہل مکہ اس قدر دشمن ہوئے کہ قتل کرنے کا ارادہ کر لیا مگر آپ ﷺ کے اخلاق پر اتنا بھروسہ تھا کہ آخری وقت تک ان کی امانتیں آپ ﷺ کے پاس تھیں۔

آپ ﷺ نے عمدہ اخلاق اپنانے کی جو پرجوش دعوت دی ہے ہم اس کے چند نمونے یہاں نقل کرتے ہیں۔

1- (مسند احمد) 2- (4/68)

① آپ ﷺ سے پوچھا گیا! اللہ کے بندوں میں سے اس کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب کون ہے؟

فرمایا جو سب سے زیادہ با اخلاق ہو۔ [1]

② آپ ﷺ سے پوچھا گیا "کس مسلم کا ایمان سب سے زیادہ مکمل ہے؟"

فرمایا: "جو سب سے زیادہ با اخلاق ہو"۔ [2]

③ آپ ﷺ نے فرمایا: "قیامت کے دن مومن کے میزان میں حُسنِ اخلاق سے زیادہ وزنی عمل اور کوئی نہ ہوگا۔ [3]

آپ ﷺ کی سیرت کے وہ قیمتی اصول جو آپ ﷺ نے اخلاق کے متعلق ارشاد فرمائے:

نبی ﷺ نے فرمایا:

...... اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ کوئی بندہ اس وقت تک مومن نہیں ہے، جب تک وہ اپنے بھائی کیلئے بھی وہی بات پسند نہ کرے جو اپنے لئے پسند کرتا ہے"۔ [4]

...... "جو کوئی بھلائی کی راہ بتائے (تلقین کرے) تو اس کا ثواب بھلائی کرنے والے کے برابر ہے"۔ [5]

...... "اگر دو شخص باہم گالی گلوچ کریں تو گناہ ابتداء کرنے والے پر ہے تاوقتیکہ مظلوم زیادتی نہ کرے"۔ [6]

...... "رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تحقیق اللہ تعالیٰ نے مجھے (یہ) وحی کیا ہے کہ خاکسار (عاجز) بنے رہیے یہاں تک کہ کوئی کسی پر زیادتی نہ کرے اور نہ کوئی کسی دوسرے پر فخر کرے"۔ [7]

...... "جو شخص اپنے (مسلم) بھائی کی آبرو کی اس کی پیٹھ کے پیچھے حفاظت کرے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کے چہرے کی آگ سے حفاظت کرے گا"۔ [8]

...... "اے لوگو! سلام کو عام کرو اور صلہ رحمی کو عام کرو۔ کھانا کھلاؤ اور رات کو نماز پڑھو جبکہ لوگ سو رہے ہوں، تب تم بہشت میں سلامتی سے داخل ہو گے"۔ [9]

1- (ابن حبان) 2- (طبرانی) 3- (امام احمد) 4- (بخاری و مسلم) 5- (مسلم)
6- (مسلم) 7- (مسلم) 8- (ترمذی) 9- (ترمذی)

...... "اپنے آپ کو بدگمانی (ظن) سے بچاؤ کیونکہ بدگمانی بڑی جھوٹی بات ہے"۔ [1]

...... "کسی مسلم کیلئے جائز نہیں کہ وہ اپنے مسلم بھائی سے تین دن رات سے زیادہ روٹھے"۔ [2]

...... "مسلم کو گالی دینا گناہ ہے اور اس سے لڑنا کفر ہے"۔ [3]

...... "مسلم مسلم کا بھائی ہے جو نہ ہی اس پر ظلم کرتا ہے اور نہ اس کو بے یار و مددگار چھوڑتا ہے اور نہ ہی اس کو حقیر جانتا ہے، آدمی کیلئے یہی برائی کافی ہے کہ اپنے مسلم بھائی کو حقیر جانے، مسلم کا خون، اس کا مال اور اس کی آبرو (دوسرے) مسلم بھائی پر حرام ہے"۔ [4]

...... "طعنہ دینے والا، لعنت کرنے والا، بدگوئی کرنے والا اور بے حیا (ان میں سے) کوئی بھی ایمان والا نہیں ہے"۔ [5]

...... "منافق کی تین نشانیاں ہیں۔

① جب بات کرتا ہے .... تو جھوٹ بولتا ہے

② اور جب وعدہ کرتا ہے .... تو وعدہ خلافی کرتا ہے

③ اور اگر اس کو امین بنایا جائے .... تو خیانت کرتا ہے"۔ [6]

...... "حسد سے بچو کیونکہ حسد نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے جیسے آگ لکڑیوں کو"۔ [7]

...... "جو کوئی دُنیا کی سختیوں میں سے کسی مسلم (بھائی) کی سختی دور کرے گا تو اللہ تعالیٰ قیامت کی سختیوں میں سے اس کی سختی دور کرے گا۔

اور جو کوئی کسی تنگدست کیلئے دُنیا میں آسانی پیدا کرے گا تو اللہ تعالیٰ دُنیا اور آخرت (دونوں) میں اس کیلئے آسانی پیدا کرے گا۔

اور جو کوئی مسلم کا عیب ڈھانکے گا تو اللہ تعالیٰ دُنیا و آخرت میں اس کی پردہ پوشی کرے گا۔

اللہ تعالیٰ اس وقت تک بندے کی مدد پر ہے جب تک وہ بندہ اپنے بھائی کی مدد کرتا ہے"۔ [8]

1- (بخاری و مسلم) 2- (بخاری) 3- (بخاری و مسلم) 4- (مسلم)
5- (حاکم) 6- (بخاری و مسلم) 7- (ابوداؤد) 8- (مسلم)

امامِ اعظم محمد ﷺ پر ایمان لانے کے تقاضے

① آپ ﷺ کی اطاعت واتباع

اصل اطاعت تو اللہ تعالیٰ ہی کی اطاعت ہے، اللہ تعالیٰ کی اطاعت کے دو ذرائع ہیں۔

i) کتاب اللہ یعنی قرآن کے ذریعے۔

ii) رسول اللہ ﷺ یعنی معلم قرآن کے ذریعے۔

اس میں معلم قرآن کے قول، فعل اور تقریر (خاموش رضامندی) سب شامل ہیں، انہیں سنت کہتے ہیں۔ آپ ﷺ کی سنت معلوم کرنے کا واحد ذریعہ صحیح احادیث کا ذخیرہ ہے۔

معلوم ہوا کہ قرآن ہم پڑھیں گے مگر سراج ومنیر کی روشنی میں، اس روشنی کے بغیر آنکھوں کے ہوتے ہوئے بھی ہم قرآن مجید کو نہیں سمجھ سکتے۔

یہ بات ذہن نشین کر لینی چاہئے کہ رسول اللہ ﷺ کی پیروی ہمارے لئے ویسے ہی ضروری ہے جیسے قرآن مجید کی اتباع کیونکہ دونوں وحی ہیں:

ارشاد باری ہے:

﴿مَنْ يُطِعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ﴾ [1] "جو شخص رسول کی اطاعت کرتا ہے وہ یقیناً اللہ کی اطاعت کرتا ہے"۔

﴿وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ﴾ [2] "اور رسول کی اطاعت کرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے"۔

﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾ [3] "بے شک رسول اللہ (کی سیرت) میں تمہارے لئے بہترین نمونہ ہے"۔

1- (80/4)
2- (56/24)
3- (21/33)

﴿وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ، وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا﴾ [1] "جو کچھ رسول تمہیں دیں لے لو اور جس سے منع کریں اس سے رک جاؤ"۔

﴿قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ ۗ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ﴾ [2] "(اے رسول آپ) کہہ دیجئے کہ اگر تم کو اللہ تعالیٰ سے محبت کرنے کا دعویٰ ہے تو میری پیروی کرو، اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرے گا، تمہارے گناہوں کو معاف کر دے گا کیونکہ اللہ بڑا بخشنے والا اور بہت رحم کرنے والا ہے"۔

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ ۖ فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ إِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ۚ ذَٰلِكَ خَيْرٌ وَأَحْسَنُ تَأْوِيلًا﴾ [3] "اے ایمان والو اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو اور جو تم میں سے امیر ہوں (ان کی اطاعت کرو) پھر اگر کسی معاملہ میں تمہارا اختلاف ہو جائے تو اگر تم اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتے ہو تو اس معاملہ کو اللہ اور رسول کی طرف لوٹاؤ، یہ بہت اچھی بات ہے اور انجام کے لحاظ سے بھی احسن ہے"۔

﴿فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّىٰ يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِي أَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا﴾ [4] "(اے رسول) آپ کے رب کی قسم، لوگ اس وقت تک مؤمن نہیں ہو سکتے جب تک اپنے تمام اختلافات میں آپ کو حاکم نہ مان لیں پھر جو کچھ فیصلہ آپ کریں اس سے اپنے دل میں کسی قسم کی تنگی محسوس نہ کریں بلکہ برضا ورغبت اسے تسلیم کریں"۔

1- (7/59)
2- (31/3)
3- (59/4)
4- (65/4)

﴿اِنَّمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذَا دُعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ اَنْ يَّقُوْلُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ﴾ [1]

"مومنین کی شان تو یہ ہونی چاہئے کہ جب انہیں اللہ اور اس کے رسول کی طرف بلایا جائے تاکہ وہ ان کے درمیان فیصلہ کردیں تو وہ یہ کہیں کہ ہم نے سن لیا اور ہم اطاعت کریں گے اور یہی فلاح پانے والے ہیں"۔

﴿وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا﴾ [2]

"اور جو شخص بھی اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے گا تو اس نے بہت بڑی کامیابی حاصل کی"۔

اعمال برباد ہوجاتے ہیں:

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَلَا تُبْطِلُوْٓا اَعْمَالَكُمْ﴾ [3]

"اے ایمان والو! اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو اور اپنے اعمال ضائع مت کرو"۔

اطاعت نہ کرنا کفر ہے:

﴿قُلْ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ ۚ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْكٰفِرِيْنَ﴾ [4]

"(اے رسول) آپ کہہ دیجئے کہ اللہ کی اور رسول کی اطاعت کرو، پھر اگر وہ اطاعت سے منہ موڑیں تو اللہ کافروں سے محبت نہیں کرتا"۔

رسول ﷺ کی نافرمانی کرنے والے قیامت کے روز ہمیشہ کیلئے مٹی ہوجانے کی تمنا کریں گے:

﴿يَوْمَئِذٍ يَّوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَعَصَوُا الرَّسُوْلَ لَوْ تُسَوّٰى بِهِمُ الْاَرْضُ ۭ وَلَا يَكْتُمُوْنَ اللّٰهَ حَدِيْثًا﴾ [5]

"اس دن جن لوگوں نے کفر کیا ہوگا اور رسول کی نافرمانی کی ہوگی وہ یہ چاہیں گے کہ کاش انہیں مٹی میں ملا کر برابر کردیا جائے اور وہ اللہ سے کوئی بات نہ چھپا سکیں گے"۔

1- (51/24) 2- (71/33) 3- (33/47) 4- (32/3) 5- (42/4)

نبی (ﷺ) کا طریقہ چھوڑنے والے روزِ قیامت پچھتائیں گے:

﴿وَيَوْمَ يَعَضُّ الظَّالِمُ عَلٰي يَدَيْهِ يَقُوْلُ يٰلَيْتَنِي اتَّخَذْتُ مَعَ الرَّسُوْلِ سَبِيْلًا﴾ [1]

"اس دن ظالم اپنے ہاتھ کاٹ کاٹ کھائے گا اور کہے گا اے کاش میں نے رسول کے ساتھ (سیدھا) راستہ اختیار کیا ہوتا"۔

اللہ اور رسول ﷺ کی مخالفت کرنے والوں کیلئے دوزخ ہے:

﴿اَلَمْ يَعْلَمُوْٓا اَنَّهٗ مَنْ يُّحَادِدِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَاَنَّ لَهٗ نَارَ جَهَنَّمَ خَالِدًا فِيْهَا ۭ ذٰلِكَ الْخِزْيُ الْعَظِيْمُ﴾ [2]

"کیا انہیں نہیں معلوم کہ جو شخص اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرے گا تو اس کیلئے جہنم کی آگ ہے جس میں وہ ہمیشہ رہے گا (اور) یہ (بہت) بڑی ذلت ہے"۔

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

"میری ساری اُمت جنت میں داخل ہوگی مگر جس نے انکار کردیا۔

صحابہ نے پوچھا: اے اللہ کے رسول (ﷺ)، انکار کون کرے گا؟

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جس نے میری اطاعت کی وہ جنت میں داخل ہوگا اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے انکار کردیا"۔ [3]

قارئین! "ہم خوش قسمت ہیں کہ ہمیں محمد (ﷺ) جیسا نبی ملا۔

لیکن افسوس!! کہ ہم نے کما حقہ ان کی اطاعت نہیں کی"۔

2 آپ ﷺ کا ادب واحترام

آپ ﷺ کا احترام اللہ تعالیٰ خود سکھاتا ہے۔ فرمایا:

1- (27/25) 2- (63/9) 3- (صحیح بخاری)

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ﴾ (1)

"اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول سے آگے نہ بڑھو، اللہ سے ڈرتے رہو، بے شک اللہ سننے والا جاننے والا ہے ۝ اے ایمان والو! نبی کی آواز سے اپنی آواز کو بلند نہ کرو اور ان سے بات کرتے وقت اتنے زور سے بات نہ کرو جتنے زور سے آپس میں ایک دوسرے سے بات کرتے ہو، ایسا نہ ہو کہ تمہارے اعمال ضائع ہو جائیں اور تم کو خبر بھی نہ ہو"۔

﴿لَا تَجْعَلُوْا دُعَاۗءَ الرَّسُوْلِ بَيْنَكُمْ كَدُعَاۗءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا﴾ (2)

"رسول کے بلانے کو ایسا نہ سمجھو جیسا تمہارا آپس میں ایک دوسرے کو بلانا"۔

③ آپ ﷺ سے محبت

آپ ﷺ سے محبت جزو ایمان ہے بلکہ تمام مخلوقات سے زیادہ آپ ﷺ سے محبت کرنا ہر مسلم پر فرض ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے!
تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک مؤمن نہیں بن سکتا، جب تک کہ میں ان کے نزدیک اس کے اولاد اور بیٹے سے زیادہ پیارا نہ ہو جاؤں"۔ (3)

آپ ﷺ نے فرمایا:

"کوئی بندہ اس وقت تک مؤمن نہیں ہوسکتا، جب تک کہ میں اس کے نزدیک اس کے اہل، مال اور سب لوگوں سے زیادہ پیارا نہ ہو جاؤں"۔ (4)

بخاری کی ایک اور روایت میں ہے کہ "نبی ﷺ سے مومن کو اپنی جان سے بھی زیادہ پیار ہونا چاہئے"۔

1- (2-1/49) 2- (63/24) 3- (بخاری) 4- (مسلم)

آپ ﷺ سے محبت اور ادب کی مثال:

عروہ ایک غیر مسلم ہے۔ وہ دشمنوں کا سفیر بن کر رسول اللہ ﷺ کے پاس آتا ہے۔ آپ ﷺ سے ملتا ہے، صحابہ کرامؓ کے طرز عمل کا مشاہدہ کرتا ہے پھر جب وہ واپس اپنی قوم کی طرف لوٹتا ہے تو کہتا ہے۔

"اے میری قوم، میں بادشاہوں کے دربار میں گیا ہوں۔ قیصر، کسریٰ اور نجاشی کا دربار دیکھا ہے مگر اللہ کی قسم میں نے کسی بادشاہ کو نہیں دیکھا کہ اس کے مصاحب اس کی اس قدر تعظیم کرتے ہوں جس قدر محمد (ﷺ) کے اصحاب محمد (ﷺ) کی تعظیم کرتے ہیں۔ اللہ کی قسم جب وہ اپنے اصحاب کو کسی کام کا حکم دیتے ہیں تو وہ فوراً حکم کی تعمیل کرتے ہیں۔ جب وہ وضو کرتے ہیں تو لوگ وضو کا بچا ہوا پانی لینے کیلئے جھگڑتے ہیں اور جب وہ بات کرتے ہیں تو سب اپنی آوازیں پست رکھتے ہیں اور تعظیماً ان کی طرف نظر بھر کر نہیں دیکھتے"۔ (1)

حضرت انسؓ فرماتے ہیں:

"میں نے رسول اللہ ﷺ کو اس حالت میں دیکھا کہ حجام آپ ﷺ کے سر کے بال مونڈتا تھا اور صحابہ کرامؓ آپ ﷺ کے گرد بیٹھ جایا کرتے تھے۔ وہ چاہتے تھے کہ آپ ﷺ کا کوئی بال (نیچے) نہ گرنے پائے (اگر گرے تو) کسی شخص کے ہاتھ میں گرے"۔ (2)

④ آپ ﷺ کی آل سے محبت

(یعنی آپ ﷺ کے اہل بیت (ازواج اور اولاد) قرابت دار اور باقی اصحاب)

کسی بھی شخص کے اہل بیت یعنی گھر والے اس کے بیوی اور بچے ہوا کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ اگر کوئی کسی اپنے یا پرائے کو بھی اس میں شامل کرلے تو یہ الگ بات ہے۔

1- (بخاری) 2- (مسلم)

آپ ﷺ کی ازواج پاک:

(1) سیدہ خدیجۃ الکبریٰؓ بن خویلد
(2) سیدہ سودہؓ بنت زمعہ
(3) سیدہ عائشہؓ بنت ابی بکر الصدیقؓ
(4) سیدہ حفصہؓ بنت عمر فاروقؓ
(5) سیدہ زینبؓ بنت خزیمہ
(6) سیدہ ام سلمہؓ
(7) سیدہ زینبؓ بنت جحش
(8) سیدہ جویریہؓ
(9) سیدہ ام حبیبہؓ بنت ابوسفیانؓ
(10) سیدہ صفیہؓ
(11) سیدہ میمونہؓ

آپ ﷺ کی کل ازواج گیارہ تھیں بوقت وفات نو بیویاں تھیں۔

آپ ﷺ کی اولادِ پاک:

بیٹے: (1) قاسمؓ (2) عبداللہؓ (3) ابراہیمؓ

بیٹیاں: (1) سیدہ زینبؓ (زوجہ ابوالعاص)
(2) سیدہ رقیہؓ (دونوں یکے بعد دیگرے حضرت عثمانؓ
(3) سیدہ ام کلثومؓ کے نکاح میں آئیں)
(4) سیدہ فاطمہ الزہراؓ (زوجہ حضرت علیؓ)

آپ ﷺ کے قرابت دار یعنی تمام اہل ایمان رشتہ دار:

عباسؓ بن عبدالمطلب (چچا)
سید الشہداء حمزہؓ (چچا)
ابوسفیانؓ (سسر)
ابوبکر الصدیقؓ (سسر)
عمرؓ ابن خطاب (سسر)
عبداللہؓ بن عباسؓ (چچا زاد بھائی)
عقیلؓ بن ابی طالب (چچا زاد بھائی)
جعفر طیارؓ بن ابی طالب (چچا زاد بھائی)
علی مرتضٰےؓ بن ابی طالب (چچا زاد و داماد)
عثمان غنیؓ (داماد)
معاویہ بن ابوسفیانؓ (برادر نسبتی)
حسن ابن علیؓ (نواسہ)
حسین ابن علیؓ (نواسہ)
علی زینبیؓ (نواسہ)
امامہؓ (نواسی)

آپ ﷺ کے اصحابؓ:

یعنی آپ ﷺ کی ازواج، اولاد اور قرابت داروں کے علاوہ باقی تمام ساتھی، جن کی تعداد ایک لاکھ سے زائد تھی، یہ سب گلدستہ رسالت کے پھول تھے۔ شمع رسالت کے پروانے تھے۔ یہ آپ ﷺ کی 23 سالہ نبوی زندگی کی کمائی تھے۔

یہ کامیاب معلم کے کامیاب تلامذہ تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی خطاؤں سے درگزر کیا اور انہیں رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ کے سرٹیفکیٹ جاری کئے۔

﴿أُولَٰئِكَ كَتَبَ فِي قُلُوبِهِمُ الْإِيمَانَ﴾ [1] "اللہ نے ان کے دلوں پر ایمان لکھ دیا"۔

﴿فَإِنْ آمَنُوا بِمِثْلِ مَا آمَنتُم بِهِ فَقَدِ اهْتَدَوا﴾ [2] "اگر یہ لوگ اسی طرح ایمان لے آئیں جس طرح تم ایمان لائے ہو تو پھر ہدایت یاب ہو سکتے ہیں"۔

نبی ﷺ کے ان ساتھیوں کے متعلق کہنا کہ یہ سب نبی ﷺ کی زندگی میں منافق تھے آپ ﷺ کے بعد مرتد ہو گئے ایسا کہنے والے مومن نہیں کافر ہیں جو صحابہ کو گالی دینا ثواب سمجھتے ہیں۔ ان پر لعن طعن کرنے والوں پر لعنت لوٹ آتی ہے جو ان کے چہروں سے نمایاں نظر آتی ہے۔ جن کے سینوں میں صحابہ کا بغض ہے، سینہ کوبی ہی ان کا حق ہے۔

کلمہ شہادت کے اقرار کے بعد دین میں داخل ہونے والو!!

دین کے ان گواہوں کا دفاع کرو، ان کے دشمن حقیقت میں اسلام کے دشمن ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"جب تم ان لوگوں کو دیکھو جو میرے صحابہؓ کو گالی دیتے ہیں تو تم کہو!

لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلٰى شَرِّكُمْ

تمہارے اس شر پر اللہ کی لعنت ہو"۔

(رواہ الترمذی)

1- (22/58)
2- (137/2)

⑤ آپ ﷺ پر صلوٰۃ وسلام

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ، يٰٓأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا﴾ (56/33)

"اللہ اور اس کے فرشتے نبی پر رحمت بھیجتے رہتے ہیں، اے ایمان والو، تم نبی کیلئے دُعائے رحمت کیا کرو اور ان پر سلام بھیجا کرو"۔

یہاں سلام سے مراد نماز کے تشہد میں پڑھا جانے والا سلام اور صلوٰۃ سے مراد درودِ ابراہیمی ہے، درودِ پاک کے بہت سے فوائد ہیں درودِ پاک اللہ تعالیٰ کے حکم کی اطاعت اور نیکی کے علاوہ اللہ تعالیٰ کی رحمت، مغفرت، دُعاؤں کی قبولیت، دُنیا و آخرت کی پریشانیوں سے نجات، درجات کی بلندی اور خیر و برکت کا ذریعہ ہے۔ اس کے علاوہ عمر، عمل اور رزق میں اضافے کا ذریعہ ہے، اس سے دِل کو تر و تازگی اور زندگی ملتی ہے، آخرت میں یہ آپ ﷺ کی شفاعت، محبت اور قرب کا ذریعہ ثابت ہوگا، درود کے نہ پڑھنے سے برکات و رحمت سے محرومی کے علاوہ ذلت اور بدنصیبی ملتی ہے۔

ویسے تو ہر وقت جب بھی موقع ملے آپ ﷺ پر درود وسلام پڑھا جا سکتا ہے مگر بعض اہم مواقع بھی ہیں جہاں درودِ پاک کے پڑھنے کو شریعت نے خاص کیا ہے مثلاً:

☆ جب بھی رسول اللہ ﷺ کا ذکر آئے۔ ☆ ہر مجلس میں۔ جمعہ کے دن کثرت سے۔
☆ اذان سننے کے بعد دُعا مانگنے سے پہلے۔ ☆ دُعا مانگتے وقت اللہ تعالیٰ کی حمد کے بعد۔
☆ نمازِ جنازہ کی دوسری تکبیر کے بعد۔ ☆ ہر نماز کے تشہد میں درود وسلام پڑھا جائے۔
☆ مسجد میں داخل ہوتے اور نکلتے وقت کی دُعا پڑھنے سے قبل یہ الفاظ ادا کئے جائیں:

بِسْمِ اللّٰهِ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ......

قارئین! درود وسلام پڑھنے کیلئے اپنی طرف سے کوئی وقت خاص نہ کیا جائے۔ مثلاً اذان سے قبل۔ نہ ہی خود ساختہ درود وسلام پڑھے جائیں۔ مثلاً رضا خانی درود وسلام "الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ......" (درودِ اکبر)، درودِ تاج، درودِ لکھی، درودِ مقدس، درودِ ماہی، درودِ تنجینا، درودِ ہزارہ اور درودِ مستغاثات وغیرہ۔

⑥ آپ ﷺ سے ہمارا تعلق

ا) ان باتوں سے پرہیز کیا جائے جن کے کرنے کے متعلق آپ ﷺ نے فرمایا:

"وہ ہم میں سے نہیں"

...... "تلاوتِ قرآن کی (غفلت کے سبب) صحیح ادائیگی نہ کرنے والا ہم میں سے نہیں"۔ (1)

...... "جس نے میری سنت سے بے رغبتی کی وہ مجھ سے نہیں"۔ (2)

...... "غیروں کے طریقوں پر عمل کرنے والا ہم میں سے نہیں"۔ (3)

...... "غیروں کی مشابہت اختیار کرنے والا ہم میں سے نہیں"۔ (4)

...... "جادو کرنے والا اور کروانے والا ہم میں سے نہیں"۔ (5)

...... "کہانت کرنے والا اور جس کیلئے کی گئی ہو وہ ہم میں سے نہیں"۔ (6)

...... "جس نے بدشگونی کی یا جس کیلئے بدشگونی کی وہ ہم میں سے نہیں"۔ (7)

...... "جس نے زبردستی لیا یا مال چھینا یا مال چھیننے کیلئے رہنمائی کی، اشارہ کیا، اس کا ہم سے کوئی تعلق نہیں"۔ (8)

...... "جس نے دعویٰ کیا ایسی چیز کا جو اس کی نہیں، وہ ہم میں سے نہیں اور اس نے اپنا ٹھکانا جہنم میں بنایا"۔ (9)

...... "جس نے دھوکہ دیا وہ مجھ سے نہیں"۔ (10)

...... "جس نے ہمیں دھوکہ دیا اس کا ہمارے ساتھ کوئی تعلق نہیں فریب اور دھوکہ آگ میں جائیں گے"۔ (11)

...... "جس نے ہم پر تلوار سونتی وہ ہم میں سے نہیں"۔ (12)

آپ ﷺ کے طریقوں کو چھوڑنا، اہل کتاب کے طور طریقے اپنانا، جادو، کہانت، بدشگونی، دھوکہ، فراڈ، قتل، ڈکیتی۔ کیا یہ تمام باتیں ہمارے معاشرے میں عام نہیں، کیا کسی کو اس بات کی پرواہ ہے کہ ایسی حرکتوں سے اس کا نبی ﷺ سے تعلق ٹوٹ جائے گا۔

1- (بخاری) 2- (بخاری) 3- (جامع الصغیر) 4- (جامع الصغیر) 5- طبرانی
6- صحیح الترغیب والترھیب 7- صحیح الترغیب والترھیب 8- (مستدرک حاکم)
9- (صحیح جامع الصغیر) 10- (صحیح مسلم) 11- (صحیح ابن حبان) 12- (صحیح مسلم)

ب) ایسی باتوں سے پرہیز کیا جائے جن کے ارتکاب سے آپ ﷺ پر ایمان ختم ہونے کا اندیشہ ہو:

...... بدعت کا ارتکاب کرنا۔

...... آپ ﷺ کی محبت میں غلو (حد سے تجاوز) کرنا۔

...... ختم نبوت کا انکار کرنا۔

...... آپ ﷺ کی بے ادبی کرنا، سنتوں کا مذاق اُڑانا، انہیں حقیر سمجھنا۔

...... یہ سمجھنا کہ آپ ﷺ کی اطاعت آپ ﷺ کی زندگی تک محدود تھی۔

...... آپ ﷺ کی بات کے مقابلے میں کسی اُمتی کی بات کو مان لینا۔

...... یہ اصول اپنانا کہ جو حدیث قرآن کے مطابق ہوگی قبول کی جائے گی۔

...... یا ہمیں صرف قرآن کافی ہے۔ حدیث کی ضرورت نہیں۔

...... یا صحیح حدیث کو قرآن کے مخالف سمجھنا۔

...... آپ ﷺ کی بشریت کا انکار کرنا۔

...... آپ ﷺ کو اللہ کے ساتھ شریک کرنا۔

...... آپ ﷺ کے باطنی وجود کا عقیدہ رکھنا۔

...... آپ ﷺ کا درجہ کم کرنا یا آپ ﷺ کو بڑے بھائی کے برابر سمجھنا۔

...... یہ عقیدہ رکھنا کہ امامت نبوت سے افضل ہے۔

...... یہ کہنا کہ آپ ﷺ اور سابقہ تمام انبیاء ناکام ہوئے۔

...... یہ کہنا کہ مفروضہ امام مہدی نئی شریعت لائے گا اور آپ ﷺ قبر سے اُٹھ کر اس کے ہاتھ پر بیعت کریں گے۔

...... آپ ﷺ کی طرف جھوٹی بات منسوب کرنا۔

...... اس بات کا انکار کرنا کہ آپ ﷺ کو موت نہیں آئی۔

...... ہر وہ کام جس سے آپ ﷺ نے ناراضگی اور نفرت کا اظہار فرمایا ہو۔

کلمہ شہادت کے مخالف عقائد

① اہل تصوّف (صوفیاء) اور کلمہ شہادت

اگر اس حقیقت کا انکار کر دیا جائے کہ خالق و مخلوق دو الگ وجود نہیں بلکہ ایک وجود ہے یعنی حقیقی وجود اللہ ہی کا ہے جو مختلف شکلوں میں ظاہر ہوا ہے۔

قارئین! ذرا غور کریں کہ اس نظریے سے کیا نتائج برآمد ہونگے؟

اس نظریہ کو ''وحدتُ الوجودُ'' کہا جاتا ہے، یہ صوفیاء کی توحید ہے۔

صوفیا کہتے ہیں تمام کائنات اللہ تعالیٰ کا عین ہے جیسے درخت تخم کا عین ہوتا ہے۔ تخم خود چُھپ جاتا ہے اور خود درخت کی شکل میں ظاہر ہوتا ہے۔ اس کے ظاہر کی مختلف شکلیں اور مختلف نام ہوتے ہیں۔ مثلاً جڑ، ٹہنیاں، پتے اور پھل وغیرہ، مگر اس کی اصل وہی تخم ہے۔ کہتے ہیں رب تخم کی طرح خود چھپ گیا ہے اور کائنات کی مختلف صورتوں میں ظاہر ہوا ہے۔ اس طرح جو ظاہر ہوا ہے وہ وہ باطن کا غیر نہیں دونوں ایک ہیں۔

صوفیاء کے نزدیک اس وحدت کو توحید کہتے ہیں اور خالق و مخلوق کے دو الگ وجود کے نظریے کو شرک کہتے ہیں۔

قارئین آپ سوچیں اگر یہ توحید ہے تو ان لوگوں کا کلمہ توحید کیا ہوگا؟ ان کے نزدیک خالق کی عبادت، انبیاء کی آمد کا مقصد، قرآن مجید اور حلال و حرام کی کیا حیثیت سمجھی جائے گی۔

قارئین آپ سوچ رہے ہونگے کہ کیا واقعی اس طرح کے نظریات رکھنے والے لوگ بھی ہیں؟ جی ہاں! آپ یہ جان کر حیران ہونگے کہ ہمارے ہاں اکثریت ایسے ہی لوگوں کی ہے۔ ہمارا ریڈیو، ٹی وی بھی انہی نظریات کو عارفانہ کلام کی صورت میں پیش کرتا ہے، صلیبی قوتیں ہوں یا کوئی روشن خیال حکمران، انہیں اسلام کی حقیقی روح اور جہاد کو ختم کرنے کیلئے صوفی کونسل کی ضرورت پڑا کرتی ہے۔

اگر آپ تھوڑی سی توجہ دیں تو آپ دیکھیں گے کہ ہمارے ہاں دو بڑے مذہبی گروہ اسی وحدۃ الوجود کے دلدل میں پھنسے ہوئے نظر آئیں گے۔

...... مہاجر مکی صاحب کہتے ہیں: "مسئلہ وحدۃ الوجود حق اور صحیح ہے"۔ (1)

...... کاظمی صاحب کہتے ہیں:

"وحدۃ الوجود کا مسئلہ یہی مسئلہ تو ایمان اور یہی اسلام ہے، تمام انبیاء اور اولیاء کرام ہمیں یہی سبق دینے آئے تھے کہ ذات کے لحاظ سے وجود ایک ہے، باقی سب تعینات اور تشخصات اس کے اعتبارات ہیں، بے رنگ وہی ایک ذات ہے، باقی اس کے رنگ ہیں، بے صورت ایک ہے باقی سب اس ذات کی صورتیں ہیں اور یہی ہمارا کلمہ ہے"۔ (2)

فرمایا:

"وحدت الوجود کا انکار کلمہ شریف کا انکار ہے، اُمت محمدیہ علیہ السلام اس پر متفق اور متحد ہے، صرف بعض لوگوں نے حسد اور عناد کی وجہ سے وحدت الوجود سے انکار کیا ہے، ورنہ تمام صحابہ کرام، اہل بیت عظام، تمام صوفیا، اولیاء اور علماء شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی اور ان کا سارا خاندان اور حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی حتی کہ تمام اکابر علماء دیوبند حضرات بھی اسی وحدت الوجود کے قائل ہیں"۔ (3)

ایک اور صوفی صاحب فرماتے ہیں:

"جو دو وجود کا قائل ہوا کہ ایک اللہ کا وجود ہے اور ایک ممکن کا تو وہ شرک کر رہا ہے اور اس کا یہ شرک، شرک خفی ہے اور جو شخص صرف ایک وجود کا قائل ہوا اور اس نے کہا کہ وجود صرف اللہ ہی کا ہے اس کے سوا جو کچھ ہے وہ اس کے مظاہر ہیں اور مظاہر کی کثرت اس کی وحدت کے منافی نہیں تو یہ شخص موحد ہے"۔ (4)

1- (شمائم امدادیہ، ص 32) 2- (مناقب کاظمی، ص 151) 3- (مناقب کاظمی، ص 152)
4- (رسالہ وحدت الوجود/عبدالعلی انصاری، بحوالہ فلسفہ توحید کی عجمی تشکیل، ص 14)

وحدۃ الوجود کے نظریے میں کلمہ طیبہ کا مفہوم

...... کاظمی صاحب اپنے اس عقیدے کے مطابق کلمہ طیبہ کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں: "لا حرفِ نفی ہے الٰہ منفی اِلا حرف استثنا، مُثبت لفظ اللہ مُستثنیٰ مثبت جس چیز کی لا نفی کر رہا ہے الا نے اس کا اثبات کیا ہے تو کلمہ شریف کا معنی یہ ہوا:

① لا معبود الا اللہ ...... یہ عوام کیلئے ہے ...... اس پر ایمان کا دارومدار ہے

② لا مطلوب الا اللہ ...... یہ خواص کیلئے ہے ...... اس پر اصلاح کا دارومدار ہے

③ لا مقصود الا اللہ ...... یہ خاص الخاص کیلئے ہے ...... اس پر سلوک کا دارومدار ہے

④ لا موجود الا اللہ ...... یہ مقربین کیلئے ہے ...... اس پر اصول کا دارومدار ہے۔ (1)

...... ایک اور صوفی بزرگ شیخ عبدالرحمٰن لکھنوی صاحب فرماتے ہیں:

"کلمے کا اصل صحیح مفہوم وہی ہے جسے وجودی صوفیہ بیان کرتے ہیں، جو لوگ اس مفہوم کو قبول نہیں کرتے وہ حقیقت میں گمراہ ہیں"۔

کہتے ہیں کہ:

"پس کلمہ طیبہ میں الٰہ سے مراد ہر قسم کے اصنام ہیں ان کی دلیل میں استغراق ہے جس میں امکان کا قرینہ پایا جاتا ہے۔ پس لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کا معنی یہ ہوا کہ نہیں کوئی شئی اصنام میں سے غیر اللہ"۔ (2)

...... جامی نام کے مشہور صوفی بزرگ فرماتے ہیں:

"عارف حق کے نزدیک لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کا مفہوم یہ ہے کہ مشرکین اپنے جن بتوں کو الٰہ کہتے ہیں اگرچہ وہ فرط جہل اور عمی سے ان کو ایسا سمجھتے ہیں مگر درحقیقت وہ صحیح کہتے ہیں۔ اس لئے خواہ ان کے بت ہوں یا اور کوئی چیز، حقیقت میں اس ہستی مطلق کی عین ہیں۔ ان دونوں کے درمیان صرف تقید اور اطلاق کا فرق ہے"۔ (3)

1- (مناقب کاظمی، ص 151) 2- (کلمۃ الحق، بحوالہ عجمی تشکیل، ص 9)
3- (سلسلۃ الذہب، ص 44، بحوالہ عجمی تشکیل، ص 12)

...... ایک اور صاحب فرماتے ہیں:

"کلمے میں اگر اللہ کو معبود حقیقی سمجھا جائے تو معبود کیلئے عابد کا ہونا بھی ضروری ہے اور اس سے اللہ کے ساتھ عابد کا غیر ہونا ثابت ہو رہا ہے اور غیرت شرک کے مترادف ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ جو شخص ان الفاظ کے ساتھ کلمہ پڑھے گا وہ خفی اور جلی شرک سے محفوظ نہیں رہ سکتا"۔ (1)

قارئین! یہ ہے صوفیا کا وہ مے خانہ جس میں وحدت الوجود کی شراب تیار کی جاتی ہے۔ یہاں شرابیوں کو مجذوب، ان کے حالتِ نشہ کو سکر، حالتِ نشہ میں جھومنے کو وجد اور اس حالت میں جو بڑیں لگائی جاتی ہیں انہیں شطحیات کا نام دیا جاتا ہے۔ اس شراب کو پینے سے ایسی طغیانی آتی ہے کہ شرابی اپنی حیثیت بھول جاتا ہے۔

...... اس شراب کی پہلی گھونٹ حسین بن منصور حلاج نے پی اور کہا:

"انا الحق" یعنی میں اللہ ہوں۔ (2)

...... حلاج سے کسی نے کہا تو پیغمبر ہونے کا دعویٰ کرتا ہے۔ اس نے کہا افسوس ہے تجھ پر تو نے میری قدر کم کردی، میں تو خدائی کا دعویٰ کرتا ہوں......" (3)

...... بایزید بسطامی نے مؤذن سے اللہ اکبر کا لفظ سنا تو کہا:

"میں الوہیت میں سب سے زیادہ بزرگ ہوں"۔ (4)

...... ایک شخص عبدالقادر جیلانی کی معین الدین چشتی پر فضیلت یوں ثابت کرتا ہے:

"حضرت غوث اس وقت مرتبہ الوہیت میں تھے اور حضرت شیخ مرتبہ عبودیت میں"۔ (5)

...... جیلی کلمہ توحید لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کی تفسیر کرتے ہوئے کہتا ہے:

"یعنی قابل پرستش معبود صرف میں ہی ہوں"۔ (6)

...... محمد بہاء الدین اپنے ایک صوفی پیشوا کا قول نقل کرتے ہیں:

"وما الکلب والخنزیر إلا إلهنا" کتے اور خنزیر ہمارے اللہ ہیں۔ (7)

1- (عجمی تشکیل، ص 81) 2- (فوائد فریدیہ، ص 76) 3- (ایضاً، ص 73) 4- (ایضاً، ص 73)
5- (شمائم امدادیہ، ص 43) 6- (تصوف کو پہچانئے، ص 109) 7- (ایضاً، ص 70)

...... صوفیا میں تلمسانی کا نام کافی شہرت رکھتا ہے، اس سے کسی نے پوچھا کہ قرآن تو ہمارے نظریہ کے خلاف ہے تو کہنے لگا، قرآن تو سارا شرک سے بھرا ہوا ہے توحید تو ہمارے کلام میں ہے۔

پھر اس سے پوچھا گیا کہ جب وجود ایک ہی ہے تو پھر بیوی کیوں حلال ہے اور بہن کیوں حرام ہے؟

تو کہنے لگا ہمارے نزدیک یہ سب حلال ہیں لیکن جو لوگ اس نظریے سے محجوب ہیں، جب انہوں نے بہن کو حرام کہہ دیا تو ہم نے بھی دیکھا دیکھی کے طور پر کہہ دیا کہ بہن نکاح میں حرام ہے"۔ (1)

...... ضامن علی جلال آبادی تو توحید میں غرق تھے:

ایک بار ارشاد فرمایا کہ ضامن علی جلال آبادی کی سہارنپور میں بہت رنڈیاں مرید تھیں۔ میاں صاحب کی زیارت کیلئے حاضر ہوئیں مگر ایک رنڈی نہیں آئی۔

میاں صاحب بولے کہ فلاں کیوں نہیں آئی رنڈیوں نے جواب دیا: میاں صاحب ہم نے اسے بہتیرا کہا کہ چل میاں صاحب کی زیارت کو، اس نے کہا، میں بہت گناہگار ہوں اور بہت روسیاہ ہوں، میاں صاحب کو کیا منہ دکھاؤں، میں زیارت کے قابل نہیں۔

میاں صاحب نے کہا، نہیں جی تم اُسے ہمارے پاس ضرور لانا، چنانچہ رنڈیاں اسے لیکر آئیں، جب وہ سامنے آئی تو میاں صاحب نے پوچھا "بی تم کیوں نہیں آئی تھیں؟

اُس نے کہا حضرت روسیاہی کی وجہ سے زیارت کو آتی ہوئی شرماتی ہوں۔

میاں صاحب بولے "بی تم شرماتی کیوں ہو"۔

کرنے والا کون اور کرانے والا کون وہ تو وہی ہے۔ رنڈی یہ سن کر آگ ہوگئی اور خفا ہو کر کہا لا حول ولا قوۃ اگرچہ میں روسیاہ اور گناہگار ہوں مگر ایسے پیر کے منہ پر پیشاب بھی نہیں کرتی۔ (2)

1- (عجمی تشکیل، ص 145) 2- (تذکرۃ الرشید، جلد دوم، ص 242)

محمد رسول اللہ ﷺ اہلِ تصوف کی نظر میں:

حقیقتِ محمدیہ کا فلسفہ نظریہ وحدت الوجود میں بنیادی اینٹ کی حیثیت رکھتا ہے۔

حقیقتِ محمدیہ کی تعبیر کو وجودی صوفیا یوں بیان کرتے ہیں:

اللہ کی ذاتِ مطلق نے جب چاہا کہ اپنے آپ کو ظاہر کروں تو ظہور کے مراتب میں سے جس مرتبہ پر اول اس نے اپنے آپ کو ظاہر کیا اس کا نام تعین اول ہے۔

اللہ کی لاتعین ذات جب تعین میں داخل ہوگی تو ذہن میں اس تعین کی کوئی نہ کوئی صورت معین کرنی پڑے گی، پس اس تعین اول کی پہلی صورت کا نام حقیقتِ محمدیہ ہے۔

کہتے ہیں حقیقتِ محمدیہ میں اللہ کی ذات اور صفات کا اجمال پایا جاتا ہے نیز یہی اجمال تنزل کے آخری درجے میں پھیل کر کائنات کی مکمل صورت اختیار کر لیتا ہے۔ اس نظریے کا نام وحدت الوجود ہے جس کا موجد ابنِ عربی ہے۔[1]

اس نظریے کی تائید میں یہ حدیث بھی گھڑی گئی:

اَنَا مِنْ نُورِ اللّٰہِ وَالْخَلْقُ کُلُّھُمْ مِنْ نُورِی، یعنی آپ ﷺ نے فرمایا: ”میں اللہ کے نور میں سے ہوں اور تمام کائنات میرے نور سے ہے“۔

روافض یہاں اپنا مقصد یوں پورا کرتے ہیں۔ آپ ﷺ کی طرف منسوب کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”اَنَا وَعَلِیٌّ مِنْ نُورٍ وَّاحِدٍ“ میں اور علی ایک نور سے ہیں۔[2]

پھر باقی تمام مفروضہ ائمہ کے متعلق کہتے ہیں:

”حضرت علی تقی نے فرمایا: کہ حمل ہم اوصیائے پیغمبرات کا شکم میں نہیں ہوتا بلکہ پہلو میں ہوتا ہے...... اس لئے کہ ہم نورِ حق تعالیٰ ہیں۔[3]

معلوم ہوا کہ اہل تصوف ابتدا میں محمد ﷺ کو رب کہہ رہے ہیں اور روافض اپنے مفروضہ آئمہ کو۔ اس طرح دونوں اپنے اپنے کفر کا اظہار کرتے ہیں۔

1- (اسلامائزیشن توحید 1، ص 30)
2- (جلاء العیون بحوالہ تاریخی دستاویز، ص 143)
3- (تاریخی دستاویز، ص 284)

کاظمی صاحب فرماتے ہیں:

”حضرت محمد ﷺ کو خدا کہنا یہ عقیدہ درست ہے اور اس کا معنی وحدت الوجود ہے“۔[1]

قارئین یہی وجہ ہے کہ یہ لوگ نبی کریم ﷺ کو اللہ کی ذات میں شامل سمجھتے ہیں اور اس عقیدے کا اعلان ”نور من نور اللہ“ کے الفاظ کی صورت میں ظاہر کرتے ہیں اور آپ ﷺ میں اللہ تعالیٰ کی صفات عالم الغیب، مختارِ کل، کارساز، جسے موت نہیں، مشکل کشاء، پکار کا مستحق وغیرہ مانتے ہیں۔ اپنے ان نظریات کو شاعری میں بھی یوں ظاہر کرتے ہیں:

وہی جو مستویٔ عرش تھا خدا ہو کر ۔۔۔ اتر پڑا مدینہ میں مصطفےٰ ہو کر
شریعت کا ڈر ہے نہیں صاف کہہ دوں ۔۔۔ حبیب خدا خود خدا بن کے آیا
ہمارا نبی تو بشر ہی نہیں ۔۔۔ خدا ہے، تجھے کیا خبر ہی نہیں
مقام اس نبی کا عرش بریں ہے ۔۔۔ خدا نہ کہے جو وہ کافر لعین ہے
کیا فرق ہے عزیزو حضرت میں اور خدا میں ۔۔۔ وہ بھی اللہ ہے یارو، یہ بھی اللہ ہے یارو

② رافضی اپنے اس کفر کا اظہار یوں کرتے ہیں

...... ”قرآن نے جس کو رب کہا وہ ساقی کوثر علیؓ ہے“۔[2]

...... جناب علیؓ نے فرمایا:

”میں وہ ہوں جس کے پاس غیب کی کنجیاں ہیں، جنہیں بعد رسول میرے بعد کوئی نہیں جانتا، میں یوم حساب کا مالک ہوں، میں صراط اور میدان حشر کا مالک ہوں، میں قاسم (تقسیم کرنے والا) جنت والنار ہوں، میں اول آدم ہوں اول نوح ہوں، میں جبار کی آیت ہوں میں اس اسرار کی حقیقت ہوں، میں درختوں کو پتوں کا لباس دینے والا ہوں، میں پھلوں کو پکانے والا ہوں، میں حلم کا پہاڑ ہوں......[3] میں جنت و دوزخ کا مالک ہوں۔ بہشتی کو بہشت اور جہنمی کو جہنم میں ٹھہراؤں گا۔ جنتیوں کی شادی میں کرونگا۔ جہنمیوں کو عذاب میں دونگا۔ میری طرف تمام خلق لوٹ کر آئے گی، میں سورج کو نکالتا ہوں......“۔[4]

1- (مقدمہ دیوانِ محمدی بحوالہ عجمی تشکیل، ص 80)
2- (جلاء العیون بحوالہ تاریخی دستاویز، ص 143)
3- (ایضاً، ص 144)
4- (بصائر الدرجات، بحوالہ تاریخی دستاویز، ص 157)

رسالت کے متعلق رافضیوں کے کفریہ عقائد:

① نبوت ملنے کی شرطوں میں ولایتِ علی ایک شرط ہے۔[1]

② تمام انبیاء انصاف کے نفاذ، انسانوں کی اصلاح اور تربیت کرنے میں کامیاب نہیں ہوئے۔[2]

③ رسالت علی کیلئے تھی جبرائیلؑ بھول گئے اور محمدؐ کو دے گئے۔[3]

④ ہم اس رب اور اس کے رسول کو نہیں مانتے جس کا خلیفہ ابوبکر ہو۔[4]

⑤ مرتبۂ امامت مرتبۂ پیغمبری سے بالاتر ہے۔[5]

⑥ اولوالعزم پیغمبر علی کے در کے بھکاری تھے۔[6]

⑦ امام میں نبی سے بڑھ کر صفات موجود ہیں۔[7]

⑧ امام صاحبِ وحی، معصوم اور حلال وحرام کا اختیار رکھتے ہیں۔[8]

⑨ جس نے چار مرتبہ متعہ کیا اس کا درجہ نبیؐ کے برابر ہوا (نعوذ باللہ)۔[9]

ایسے کفریہ عقائد رکھنے والوں کے متعلق بریلوی مکتبۂ فکر کے امام احمد رضا کا فتویٰ:

...... "جو یہ کہے کہ نبوت علی کیلئے تھی جبرائیل نے غلطی کی اس قسم کی باتیں کفر ہیں"۔

...... "جو کسی غیر نبی کو نبی سے افضل کہے باجماع مسلمین کافر و بے دین ہے"۔

اور اس طرح ہم یقینی کافر جانتے ہیں ان رافضیوں کو جو ائمہ کو انبیاء سے افضل بتاتے ہیں۔[10]

1- (تاریخ الشیعہ از مولانا محمد حسین جعفری، بحوالہ تاریخی دستاویز، ص 481)
2- (اتحاد و یکجہتی (امام خمینی کی نظر میں)، بحوالہ تاریخی دستاویز، ص 311)
3- (تذکرۃ الائمہ تالیف باقر مجلسی، بحوالہ تاریخی دستاویز، ص 266)
4- (الانوار النعمانیہ تالیف الموسوی، بحوالہ تاریخی دستاویز، ص 153)
5- (حیات القلوب از مجلسی، بحوالہ تاریخی دستاویز، ص 290)
6- (خلقت نورانیہ از مولانا طالب حسین کرپالوی، بحوالہ تاریخی دستاویز، ص 340)
7- (الاصول من الکافی، بحوالہ تاریخی دستاویز، ص 422)
8- (الاصول من الکافی، بحوالہ تاریخی دستاویز، ص 414، 479، 484)
9- (برہان المتعہ، ص 52، بحوالہ تاریخی دستاویز، ص 737)
10- (رد الرفضہ احمد رضا خان بریلوی)

کلمہ شہادت سے متعلقہ سوالات اور انکے جوابات

سوال: اسلام میں داخل ہونے کے لئے کلمہ کے کون سے الفاظ ادا کئے جائیں؟

جواب: کلمہ شہادت میں اہم چیز اللہ تعالیٰ کی الوہیت کی گواہی اور محمد ﷺ کی رسالت کی گواہی ہے، اس گواہی کے لئے الفاظ صحیح احادیث میں مختلف انداز سے وارد ہوئے ہیں۔ مثلاً:

اشھد أن لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ واشھد أن محمداً عبدہ ورسولہ

اشھد أن لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ ...... وأن محمداً عبدہ ورسولہ

اشھد أن لا الہ الا اللہ ...... واشھد أن محمداً عبدہ ورسولہ

اشھد أن لا الہ الا اللہ ...... وأن محمداً عبدہ ورسولہ

اشھد ان لا الہ الا اللہ وأن محمداً رسول اللہ

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

اسلام قبول کرنے کے لئے مندرجہ بالا میں سے کوئی سے الفاظ بھی سمجھ کر اور اُن کے مفہوم کو دل سے تسلیم کرتے ہوئے ادا کئے جاسکتے ہیں۔

نیز مذکورہ مفہوم کو بشعور تمام ایک انسان اپنے الفاظ میں ادا کردے تو ایسا انسان بھی (ان شاءاللہ) اُمت مسلمہ کا فرد سمجھا جائے گا۔

سوال: بچوں کو کب اور کس طرح کلمہ سکھایا جائے؟

جواب: جب بچہ بولنے لگے تو اُسے سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کا نام سکھایا جائے پھر کلمہ طیبہ کی زبان سے ادائیگی سکھائی جائے اور جیسے ہی وہ شعور کی دُنیا میں قدم رکھے، اُسے کلمہ طیبہ کا معنیٰ و مفہوم سمجھانا والدین کی اہم ترین ذمہ داری ہے۔

سوال: ایسے لوگوں کے متعلق کیا حکم ہے جو کلمہ نہ صحیح تلفظ سے پڑھنا جانتے ہیں اور نہ ہی کلمہ کے معنی و مفہوم سے آگاہ ہیں؟

جواب: اگر ایسا شخص خود مسلمان ہونے کا دعویدار ہے تو دنیاوی اعتبار سے اس کا نام مسلمانوں کی فہرست میں جاری رکھا جائے گا لیکن آخرت کی کامیابی کے لئے ضروری ہے کہ کلمہ طیبہ سمجھ کر پڑھا جائے اور اس کے تقاضوں پر عمل پیرا ہونے کی بھرپور کوشش کی جائے۔ بصورت دیگر ایسے شخص کا اخروی معاملہ خطرے سے خالی نہیں ہوگا۔

سوال: وہ جن کی زبان پر کلمہ بھی ہے مگر عقائد اور اعمال اس کے مخالف ہیں؟

جواب: دیکھا جائے گا کہ وہ عقائد اور اعمال میں کلمے کے تقاضوں کا مخالف آخر کیوں ہے؟

1) اگر جہالت سبب ہے تو علم سے روشناس کیا جائے گا۔

2) اگر مغالطے ہیں تو انہیں حل کیا جائے گا۔

3) اگر کوئی عذر نہیں تو اقامتِ حجت کے مراحل سے گزر کر معتبر اہل علم اس کی دینی حیثیت طے کرنے کے مجاز ہونگے۔

سوال: اگر ایسا جاہل شخص مرتے وقت کلمہ پڑھ لے تو کیا اُسے کلمہ کوئی فائدہ دے گا؟

جواب: اسلام ظاہر پر اعتبار کرتا ہے اور باطن کے معاملات رب تعالیٰ پر چھوڑتا ہے۔ مرتے وقت کلمہ توحید کا صحیح اقرار ان شاء اللہ حسن خاتمہ کی علامت ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ہر طرح کی غفلت اور لاپرواہی سے محفوظ فرمائے اور ہمیں دُنیا و آخرت کے نقصانات سے بھی بچائے۔ (آمین)

سوال: مرنے والوں کو کلمہ کی تلقین کس طرح کی جائے؟

جواب: مرنے والوں کو "لا الہ الا اللہ" پڑھنے کی تلقین کی جائے۔

سوال: چھ کلموں کی کیا حقیقت ہے؟

جواب: اول کلمہ طیب، دوسرا کلمہ شہادت، تیسرا کلمہ تمجید، چوتھا کلمہ توحید پانچواں کلمہ استغفار اور چھٹا کلمہ ردِ کفر

ہمارے ہاں عام طور پر مروج اور مشہور چھ کلمات شمار کئے جاتے ہیں جبکہ کلمہ طیبہ ہی اصل کلمہ ہے لفظ "اشہد" کی ادائیگی اس کلمہ کے اعتراف و اقرار کرنے کی وجہ سے کی جاتی ہے باقی سب مختلف اذکار ہیں جنہیں لوگوں نے کلموں کا نام دے رکھا ہے۔

سوال: چیزوں کو پاک کرنے کیلئے کلمہ پڑھ کر دھونا اور نہانا کیسا ہے؟

جواب: غیر مسنون طریقہ ہے جس کا سنت سے کوئی ثبوت نہیں۔

سوال: جنازے کے ساتھ باآواز بلند کلمہ شہادت کا نعرہ لگانا اور پڑھنا کیسا ہے؟

جواب: غیر مسنون طریقہ ہے جس کا سنت سے کوئی ثبوت نہیں۔

سوال: میت کے ساتھ قبر میں کچی اینٹ پر کلمہ لکھ کر رکھنا کیسا ہے؟

جواب: یہ عمل قرآن وسنت سے ثابت نہیں اور نہ ہی اس فعل سے میت کو کوئی فائدہ پہنچتا ہے بلکہ کلمہ طیبہ کی بے حرمتی کا اندیشہ رہتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں سنت پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے اور بدعات سے محفوظ رکھے کیونکہ دین میں ہر نیا کام بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے اور ہر گمراہی آگ میں لے جانے والی ہے۔ (آمین)

سوال: کیا یہ بات صحیح ہے کہ اگر نبی ﷺ کو پیدا نہ کیا جاتا تو اللہ تعالیٰ کائنات کو پیدا نہ کرتا؟

جواب: بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

...... "لولاک لما خلقت الأفلاک"

"(اے نبی ﷺ!) اگر آپ نہ ہوتے تو میں آسمان (وزمین) پیدا نہ کرتا"۔

اس جملے کا کوئی ثبوت حدیث کی کسی کتاب میں بسند صحیح موجود نہیں ہے۔

...... ملا علی قاری لکھتے ہیں کہ دیلمی نے ابن عباسؓ سے مرفوعاً نقل کیا ہے کہ:

"أتاني جبريل فقال: يا محمد! لولاک ما خلقت الجنة ولولاک ما خلقت النار"

میرے پاس جبریل آئے تو کہا: اے محمد (ﷺ) اگر آپ نہ ہوتے تو میں جنت پیدا

نہ کرتا اور اگر آپ نہ ہوتے تو میں (جہنم کی) آگ پیدا نہ کرتا۔ (الاسرار المرفوعۃ ص 288)

یہ روایت بھی بے سند و بے حوالہ ہونے کی وجہ سے موضوع و مردود ہے۔

محدث احمد بن محمد بن ہارون بن یزید الخلال نے بغیر کسی سند و حوالے کے نقل کیا ہے کہ:

"یا محمد! لولاک ما خلقت آدم"

اے محمد! (ﷺ) اگر آپ نہ ہوتے تو میں آدمؑ کو پیدا نہ کرتا۔ (السنۃ، ص 237)

یہ روایت بھی بے سند ہونے کی وجہ سے موضوع و مردود ہے۔

ملا علی قاری نے ابن عساکر سے نقل کیا ہے کہ:

"لولاک ما خلقت الدنیا"

اگر آپ نہ ہوتے تو میں دُنیا پیدا نہ کرتا۔ (الاسرار المرفوعۃ، ص 288)

ابن جوزی اور سیوطی نے اسے موضوع کہا ہے۔

سیدنا عمرؓ سے مروی ایک مرفوع حدیث میں لکھا ہوا ہے کہ:

"ولو لا محمد ما خلقتک"

(اے آدمؑ!) اگر محمد (ﷺ) نہ ہوتے تو میں تجھے پیدا نہ کرتا۔

اس روایت کو اگرچہ حاکم نے صحیح الاسناد کہا ہے مگر اس موضوع روایت کو حاکم کا "صحیح الاسناد" کہنا ان کی غلطی ہے۔

خلاصہ: **"لولاک ما خلقت الأفلاک"** اور اس مفہوم کی ساری روایات موضوع اور باطل ہیں۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔ ((**وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون**)) اور میں نے جنوں اور انسانوں کو صرف اپنی عبادت کیلئے پیدا کیا ہے۔[1]

سوال: یہ کہنا کہ اللہ نے سب سے پہلے نبیؐ کا نور پیدا کیا، اس کی کیا حقیقت ہے؟

جواب: جو لوگ کہتے ہیں اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے نبی کریم ﷺ کو یا آپ ﷺ کے نور کو

1- (ماحصل/ماہنامہ الحدیث، شمارہ 36، ص 17)

پیدا کیا، ان لوگوں کے پاس کوئی دلیل نہیں ہے بلکہ ان کا یہ عقیدہ اس صحیح حدیث کے خلاف ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

(إن أول شيء خلقه الله القلم وأمره فكتب كل شيء)

"بے شک اللہ تعالیٰ نے جو پہلی چیز پیدا کی وہ قلم ہے اور اسے حکم دیا تو اس نے ہر چیز کو لکھ دیا"۔ (مسند ابی یعلیٰ، ج 4، ص 217، وسندہ صحیح)

یہ روایت کہ "اللہ نے سب سے پہلے نبی کا نور پیدا کیا" اس کے متعلق شیخ البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"وهو من الأدلة الظاهرة على بطلان الحديث المشهور (أول ما خلق الله نور نبيك يا جابر) وقد جهدت في أن أقف على سنده فلم يتيسر لي ذلك:"

یہ ان واضح دلیلوں میں سے ہے جیسے (جہلاء کے درمیان) مشہور حدیث:

"اے جابر! سب سے پہلے اللہ نے تیرے نبی کا نور پیدا کیا"۔

اس روایت کے باطل ہونے کا ثبوت ملتا ہے۔ میں نے اس باطل روایت کی سند تلاش کرنے کی بہت کوشش کی مجھے اس کی کوئی سند نہیں ملی۔

اس بے اصل اور من گھڑت روایت کا وجود شیعوں کی من گھڑت کتاب اصول کافی (ج 1، ص 442، طبع دار الکتب الاسلامیہ تہران، ایران) میں موضوع سند کے ساتھ ملتا ہے۔[1]

1- (ماحصل/ماہنامہ الحدیث، شمارہ 36، ص 10)

سوال: عید میلاد النبی ﷺ کی کیا حیثیت ہے؟

جواب: جیسا کہ ہر مسلمان کا عقیدہ ہے کہ دین اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرنے کا نام ہے۔ دین میں اجر و ثواب کا باعث وہ عمل بن سکتا ہے جو قرآن و سنت سے ثابت ہو گر نہ دین میں نیا کام بدعت تصور کیا جائے گا۔ عید میلاد النبی ﷺ جسے چند سال قبل تک بارہ وفات کا نام دیا جاتا تھا۔ اس کے متعلق سادہ سی بات ہے کہ آپ ﷺ کی پیدائش کا دن آپ ﷺ کی 63 برس کی عمر میں 63 بار آیا تھا کہ نہیں! اگر آپ ﷺ نے اپنی پیدائش کے دن کو یہ نام دیا ہو یا اس دن کے منانے کا یوں اہتمام کیا ہو تو تمام مسلمانوں کو "اسوہ حسنہ" کی پیروی کرتے ہوئے یہ دن منانا چاہئے، جس طرح ہم عید الفطر یا عید الاضحیٰ، روزوں اور حج وغیرہ کا مل جل کر اہتمام کرتے ہیں۔ اور اگر آپ ﷺ نے یہ دن نہیں منایا تو آپ ﷺ کے ان فرامین کو سامنے رکھتے ہوئے ایسے تمام کام چھوڑ دینے چاہئیں۔

(مَنْ اَحْدَثَ فِي اَمْرِنَا هٰذَا مَا لَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ)

"جس نے ہمارے اس دین میں کوئی نئی چیز ایجاد کی جو اس میں نہیں ہے تو وہ مردود ہے"۔

(بخاری و مسلم)

ایک اور روایت میں ارشاد ہے:

(مَنْ عَمِلَ عَمَلاً لَيْسَ عَلَيْهِ اَمْرُنَا فَهُوَ رَدٌّ)

"جس نے کوئی ایسا کام کیا جس کے متعلق ہمارا کوئی حکم نہیں ہے تو وہ مردود ہے"۔ (مسلم)

سوال: شاتمِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی کیا سزا ہے؟

جواب: (اللہ تعالیٰ کے بارے میں، کتاب اللہ کے متعلق، تمام انبیائے کرام علیہ السلام کے متعلق خصوصاً) امام الانبیاء جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی کے بارے میں: عمداً قصدِ جنائی کے ساتھ، تصریحاً، کنایۃً، تعریضاً ایسے الفاظ استعمال کرنا جن سے:

...... آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین میں نقص

...... آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حسب و نسب میں طعن

...... آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کا استخفاف اور تحقیر

...... آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے استہزاء و تمسخر وغیرہ لازم آتے ہوں سب و شتم کہلائے گا،

قرآن و سنت کی روشنی میں:

"اس جرم کی سزا قتل ہے"

چاہے شاتم رسول صلی اللہ علیہ وسلم:

مرد ہو یا عورت .... مسلمان ہو یا کافر .... ذمی ہو یا غیر ذمی

غلام ہو یا آزاد .... عربی ہو یا عجمی .... امیر ہو یا غریب

شاتم رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی توبہ اور معافی کے متعلق علمائے کرام میں اختلاف پایا جاتا ہے

...... بعض اس جرم کو ارتداد کے زمرے میں لیتے ہیں
اور توبہ اور معافی کی گنجائش دیتے ہیں۔

...... بعض اسے ارتداد سے بڑا جرم سمجھتے ہیں
اور توبہ اور معافی کی گنجائش نہیں دیتے۔

اس نازک اور حساس ترین مسئلے کے متعلق اس بات کا ضرور خیال کیا جائے کہ......

☆ مجرم بچ نہ پائے ☆ بے قصور مارا نہ جائے

① کیونکہ اکثر حکام اور قانون نافذ کرنے والے ادارے لالچ اور اقتدار کی خاطر مجرم کو آزاد کردیتے ہیں بلکہ انہیں باعزت اور محفوظ طریقے سے کافروں کے حوالے کردیتے ہیں۔

② دوسری طرف اپنے خاص فرقے کے خودساختہ نظریات کی بنیاد پر دوسروں کو گستاخ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کہہ کر قتل کیا جاتا ہے یا پھر اپنے ذاتی مفاد اور دشمنی کی بنیاد پر بے قصور کو گستاخ کہہ کر قتل کردیا جاتا ہے۔

☆ اس میں احتیاط کی صورت یہی ہے کہ قانون ہاتھ میں نہ لیا جائے کیونکہ ہم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے علم اور بصیرت تک نہیں پہنچ سکتے، کہیں جہالت اور کم علمی کی وجہ سے ہم سے بڑی غلطی نہ ہوجائے۔

اس کے لئے بہتر اقدام کرنا ہوں گے اور اپنی ذمہ داریوں کو سمجھنا ہوگا۔

ا۔ **ہمارے حکام اور قانون ساز ادارے:**

اگر ایسی سزا کے متعلق کوئی قانون نہیں تو بنایا جائے، اور اگر ہے تو اس پر مخلص ہو کر عمل درآمد کیا جائے۔ مغربی ممالک کے ڈر اور ڈالروں کی لالچ میں اپنے اقتدار اور جان کی بقاء کیلئے ایسے مجرموں کو نہ چھوڑا جائے۔

ب۔ **ہمارے علمائے کرام:**

خوامخواہ لوگوں کے جذبات نہ ابھاریں، مسئلے کی صحیح نوعیت سے آگاہ کریں۔

اپنے فرقے کی گمراہ سوچ کی بنیاد پر لوگوں کو گستاخ نہ کہیں ملک میں ایسے قانون کے نفاذ اور اس پر عملدرآمد کے لئے مل کر کوشش کریں۔

ج۔ **ہمارا میڈیا:**

میڈیا کسی لالچ اور یکطرفہ کاروائی کے بغیر دیانتداری اور انصاف سے لوگوں کی ذہن سازی میں اپنا کردار ادا کرے۔

اس موضوع پر امام ابن تیمیہ کی کتاب "الصارم المسلول علی شاتم الرسول" کا مطالعہ کیجئے۔

ایمان کا افضل شعبہ

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

"ایمان کے ستر (یا ساٹھ) سے زیادہ شعبے ہیں۔ سب سے افضل شعبہ "لا الہ الا اللہ" کہنا ہے اور سب سے کم تر شعبہ راستے سے تکلیف دہ چیز کو دور کرنا ہے"۔ (مسلم)

جنت کے آٹھوں دروازے

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"جو شخص مکمل وضو کرنے کے بعد کہے

اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ

اس کے لئے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیئے جاتے ہیں وہ جس سے چاہے داخل ہوجائے"۔ (مسلم)

اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ

رسولِ اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"قیامت کے دن تمام مخلوقات کے سامنے میری اُمت کے ایک شخص کو پکارا جائے گا۔ پھر اس کے سامنے 99 رجسٹر پھیلا دیئے جائیں گے، جن میں سے ہر رجسٹر حدِ نگاہ تک لمبا ہوگا۔

پھر اس سے پوچھا جائے گا: کیا تم اپنے ان اعمال میں سے کسی عمل کا انکار کرتے ہو؟

وہ کہے گا: نہیں اے میرے رب!

پھر اسے کہا جائے گا: کیا تیرے پاس کوئی عذر یا کوئی نیکی ہے؟

تو وہ شخص ڈر جائے گا اور کہے گا: نہیں۔

تو اسے کہا جائے گا: کیوں نہیں تیری ایک نیکی ہمارے پاس محفوظ ہے اور آج تم پر ظلم نہیں کیا جائے گا۔

پھر اس کے لئے ایک کارڈ نکالا جائے گا جس میں لکھا ہوگا:

(اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ)

"میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی الٰہ نہیں اور محمد (ﷺ) اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں"۔

وہ کہے گا: اے میرے رب! یہ کارڈ اتنے رجسٹروں کے سامنے تو کچھ بھی نہیں!

اُسے کہا جائے گا: آج تم پر کوئی ظلم نہیں ہوگا۔

پھر تمام رجسٹروں کو ترازو کے ایک پلڑے میں اور اس کارڈ کو دوسرے پلڑے میں رکھ دیا جائے گا۔ چنانچہ رجسٹروں والا پلڑا اُوپر اُٹھ جائے گا اور کارڈ والا پلڑا نیچے جھک جائے گا"۔

(ترمذی، ابن ماجہ، مسند احمد)

آخری اُمید!

نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے:

"يَخْرُجُ مِنَ النَّارِ مَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَفِيْ قَلْبِهِ وَزْنُ ذَرَّةٍ مِّنَ الْاِيْمَانِ"

جس نے لا الٰہ الا اللہ پڑھا اور اس کے دل میں ذرہ برابر بھی ایمان ہے وہ (بالآخر) دوزخ سے نکل آئے گا۔ (بخاری ومسلم)

ضروری اطلاع

اللہ تعالیٰ نے فرمایا!

"بے شک جن لوگوں نے کفر کیا اور کفر کی حالت میں مر گئے،
ایسے لوگوں پر اللہ کی فرشتوں کی اور تمام انسانوں کی

لعنت ہے!!

وہ اس لعنت میں ہمیشہ گرفتار رہیں گے،
نہ ان کے عذاب میں تخفیف ہوگی اور
نہ انہیں مہلت دی جائے گی۔
اور اے لوگو!

تمہارا الٰہ تو بس ایک الٰہ ہے

اس رحمٰن اور رحیم کے علاوہ کوئی الٰہ نہیں۔"

(163تا161/2)

خبردار!

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

رُبَمَا يَوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْ كَانُوْا مُسْلِمِيْنَ

"ایک وقت آنے والا ہے
جب کافر یہ تمنا کریں گے (کہ)
کاش! وہ مسلم ہوتے"۔

(2/15)

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

تَرَکْتُ فِیکُمْ أَمْرَیْنِ، لَنْ تَضِلُّوا مَا تَمَسَّکْتُمْ بِهِمَا، کِتَابَ اللّٰهِ وَسُنَّةَ نَبِیِّهِ

’’میں نے تمہارے درمیان دو چیزیں چھوڑی ہیں، جب تک تم ان دونوں کو مضبوطی سے تھامے رکھو گے، گمراہ نہ ہو گے۔

(۱) اللہ کی کتاب (۲) نبی ﷺ کی سنت‘‘ (موطا امام مالکؒ)

سنت رسول ﷺ

قرآن کریم

باطل سیاسی نظام

مذہبی فرقہ بندی